وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن خلدون

حصہ چہارم

خلافت بنو عباس

خلافت عباسیہ کے بانی المنصور السفاح کی سیاسی، عربی سلطنت کے نئے دارالخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر، ابو مسلم خراسانی کی حیرت انگیز جدوجہد کے اعجوبات، مقنع و فروغ، مشرقی دنیا کے نامور خاندان آل برمک کی تباہی، ہارون کے بیٹوں امین و مامون کی کشمکش سے لے کر المعتصم باللہ تک مسلمانوں کے تمدنی ترقی اور عروج کے حالات و واقعات۔

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ

(۷۳۲-۸۰۸ھ)

تقدیم و تحشیہ: شیخ حسین قریشی ایم اے ● ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک التر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاہندری

مالک نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدون
ناشر: ــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ــــــ جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

فہرست مضامین

﴿ حصہ دوم ﴾

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
	۳۵۳	[illegible] کی سرکشی	
باب ۔ ۲		[illegible]	
احمد بن متوکل معتمد باللہ		[illegible]	۳۵۹
[illegible]		[illegible] کی اطاعت	
بیعت خلافت		[illegible]	
[illegible] کی مذمت		[illegible]	
[illegible] کا قتل	۳۵۴	[illegible]	
ابو احمد [illegible]		[illegible]	۳۶۰
[illegible]	۳۵۵	[illegible]	
[illegible] کا قتل		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		خلیفہ معتمد [illegible] کی گفتگو	۳۶۱
[illegible]		[illegible]	۳۶۲
[illegible]	۳۵۶	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	۳۶۳
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	۳۵۷	[illegible]	
[illegible] عبد العزیز [illegible] کی اطاعت		[illegible]	۳۶۴
[illegible] عبد العزیز [illegible]	۳۵۸	[illegible]	
[illegible] عبد العزیز [illegible]		خلیفہ معتمد [illegible]	
		[illegible]	

عنوان	صفحہ
ابن ابی الساج کا انتقال	۳۶۵
ابو القاسم کی وزارت	
بیرونی مہمات	
معتضد کی وفات	
باب: ۷۶	۳۶۶
علی بن معتضد مکتفی باللہ	
۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ	
بدر کا انجام	
جنگ محمد بن ہارون اور اسماعیل سامانی	۳۶۷
محمد بن ہارون کی گرفتاری	
قرامطیوں کی سرکوبی	
[illegible] کی علوی کا قتل	۳۶۸
خاقانی مکتفی کی وفات	۳۶۹
[illegible]	
[illegible]	
محمد بن بلال کی اطاعت	۳۷۰
بنی حمدان کی سرکشی	
ابن لیث کا فارس پر قبضہ	
بیرونی مہمات	۳۷۱
ترکوں کا خروج	
حاکم مصر کی معزولی	
[illegible]	
ابن [illegible] کردیوں کے خلاف جہاد	
بطریق اندرونقس	
عمان	۳۷۳

عنوان	صفحہ
وفات	
باب: ۷۷	۳۷۳
جعفر بن معتضد المقتدر باللہ	
۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ	
مقتدر کی خلافت	
محمد بن معتز کی [illegible]	۳۷۴
محمد بن معتز کی وفات	
خلیفہ مقتدر کے خلاف سازش	
عباس بن حسن کا قتل	
عبداللہ بن معتز کی بیعت	۳۷۵
[illegible]	
حسین بن حمدان کی پسپائی	
ابن معتز کی روپوشی	
ابن معتز کا انجام	۳۷۶
[illegible]	
حسین بن حمدان کی اطاعت	
افریقہ میں شیعہ حکومت	۳۷۷
[illegible]	
[illegible]	۳۷۸
[illegible]	
[illegible]	
محمد بن [illegible] کا قتل	۳۷۹
مہدی عبیداللہ کے ظہور کا اعلان	
اہل کتامہ کی اطاعت	
ابو عبداللہ کی سرکوبی	۳۸۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابو عبد [illegible]		اطروش کا ظہور	۳۸۸
عبیداللہ بن حبیب کی امامت		اطروش کا طبرستان پر قبضہ	
عبیداللہ کی گرفتاری		اطروش کا قتل	
عبیداللہ کی رہائی اور فرار	۳۸۱	اطروش کی سیرت و کردار	۳۸۹
ابو العباس شیعی کی گرفتاری		صعلوک کا استرآباد پر قبضہ	
عبیداللہ کی دوبارہ گرفتاری		حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری	
ابو عبداللہ شیعی کی فتوحات		ابن فرات کی دوبارہ وزارت	
طبنہ اور بلزمہ پر قبضہ	۳۸۲	یوسف بن ابی الساج کی گرفتاری	۳۹۰
ہارون طبنی کی شکست		صوبہ رے کے واقعات	
باغایہ مرماجنہ اور تیجس پر قبضہ		ابن ابی الساج کی گرفتاری	۳۹۱
قسطیلیہ کا محاصرہ	۳۸۳	سبک کا آذربائیجان پر قبضہ	
معرکہ اربس		محمد بن علی کا رے پر قبضہ	۳۹۲
بنی اغلب کا زوال		والی سجستان کی سرکشی اور اطاعت	
ابو عبداللہ شیعی کا افریقہ پر قبضہ		ابن فرات کی معزولی	
سجلماسہ کا محاصرہ	۳۸۴	حامد بن عباس کی وزارت	۳۹۳
عبیداللہ کی رہائی		ابن فرات کی جواب طلبی	۳۹۴
عبیداللہ مہدی کی بیعت		علی بن عیسیٰ کا اقتدار	
شیعی مذہب کی جبریہ اشاعت	۳۸۵	مصر پر عبیداللہ مہدی کی فوج کشی	
ابن لیث اور سبکری		ابن ابی الساج کی بحالی	۳۹۵
لیث کی گرفتاری		یوسف کی واسط میں آمد	
سبکری کی سرکشی	۳۸۶	رے کے واقعات	۳۹۶
سبکری کی گرفتاری		خلیفہ مقتدر کے وزراء حامد بن عباس	
تبدیلی وزارت		علی بن عیسیٰ	
ابو علی محمد کی تقرری و معزولی	۳۸۷	ابن فرات	
ابن فرات کی رہائی		حامد بن عباس کا انجام	۳۹۷
اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف		ابن فرات کی ریشہ دوانیاں	
ولی عہد		ابن فرات کی معزولی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابوالقاسم بن علی کی تقرری	۳۹۸	معذرت کی خواہش	
محسن بن ابی الفرات کا انجام		خلیفہ مقتدر کی گرفتاری	
ابوالعباس خصیبی کی تقرری و معزولی	۳۹۹	خلیفہ مقتدر کی معزولی	۴۰۸
علی بن عیسیٰ کا تقرر		عہدوں کی تقسیم	
ابوالعباس خصیبی کی جواب طلبی		دستہ فوج جاں نثاران	
علی بن عیسیٰ کی معزولی	۴۰۰	نازوک کا قتل	
ابو علی کی تقرری و معزولی		ابن حمدان کا قتل	۴۰۹
سلیمان بن حسن کی تقرری	۴۰۱	خلیفہ مقتدر کی بحالی	
سلیمان کی معزولی		ابو علی بن مقلہ کا تقرر	
ابوالقاسم کلوذانی کی تقرری		[illegible]	۴۱۰
[illegible]		ماکان کا جرجان پر قبضہ	۴۱۱
حسین بن قاسم کی تقرری	۴۰۲	ابو علی بن ابوالحسن کی بغاوت	
حسین بن قاسم کی معزولی		ماکان کا جرجان پر حملہ	
ابوطاہر قرامطی	۴۰۳	اسفار کا طبرستان پر قبضہ	
بصرہ میں قرامطیوں کی غارت گری		اسفار کی فتوحات	
ابوطاہر قرامطی کا حاجیوں پر حملہ		اسفار کے خلاف سازش	۴۱۲
ابوطاہر کا کوفہ پر دوبارہ قبضہ		اسفار کا خاتمہ	
ابوطاہر قرامطی کا کوفہ پر قبضہ	۴۰۴	مرداویج کی فتوحات	
انبار پر قبضہ		ہمدان پر قبضہ	
یوسف بن ابی الساج کا قتل		لشکری کا اصفہان پر حملہ	۴۱۳
رحبہ اور قرقیسیا میں قرامطیوں کا قتل عام	۴۰۵	مرداویج کا اصفہان پر قبضہ	
مونس و ہارون کی بغداد سے روانگی		مرداویج کی اطاعت	
قرامطیوں کی پسپائی		ابو عبداللہ بریدی کی سرکشی و گرفتاری	۴۱۴
حجر اسود کی بے حرمتی	۴۰۶	بیرونی حالات	
عبیداللہ مہدی کی سرزنش		رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملے	۴۱۵
خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین کشیدگی		مونس مظفر کی فتوحات	
مونس کی بغداد میں آمد	۴۰۷	والیٔ روم کی مصالحت کی درخواست	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ثمال خادم کا بحری حملوں کے خلاف جہاد		بیعت خلافت	
[illegible]	۳۱۶	مقتدر کے خاندان کی گرفتاری	
[illegible]		ہارون بن غریب کی تقرری	
مرتدین کا قتل		عبدالواحد بن مقتدر سے امن طلب	۳۲۵
دمستق رومی کا ملاطیہ پر قبضہ		علی بن یلبق کی گرفتاری	
[illegible] کی وفات	۳۱۷	خلیفہ قاہر کی حکمرانی	
کوفہ پر قرامطہ کی فتح		خلیفہ قاہر کی [illegible]	۳۲۶
مغاربہ کی فتوحات		خلیفہ قاہر کے خلاف سازش	
عہد مقتدر کے ملکی اور اہم واقعات	۳۱۸	سازش کا انکشاف	
کرمان کی [illegible]		علی بن یلبق کا فرار اور روپوشی	
ہمدان کی [illegible] پر قبضہ		مونس کی معزولی اور گرفتاری	۳۲۷
مصر پر [illegible] کا قبضہ		ابو جعفر محمد کا وزارت پر تقرر	
ابوالہیجاء بن حمدان کے واقعات	۳۱۹	ابن یلبق و مونس کی رنجش کا سبب	۳۲۸
احمد بن [illegible]		مونس اور [illegible]	
ابن [illegible] اور [illegible] وزیر	۳۲۰	ساجیہ فوج کا سردار [illegible]	
محمد بن اسحاق کی معزولی		خلیفہ قاہر اور [illegible] کے درمیان معاہدہ	۳۲۹
ابو موسیٰ [illegible] کی گرفتاری		خلیفہ قاہر کی گرفتاری کا منصوبہ	
مصر کے واقعات	۳۲۱	[illegible] کا امان	
اندلس کے واقعات		یلبق اور مونس کا قتل	
حسین بن قاسم اور مونس میں کشیدگی	۳۲۲	ابو جعفر [illegible] کا وزارت پر تقرر	۳۳۰
خلیفہ مقتدر اور مونس کی مخاصمت		آل بویہ کی حکومت کا آغاز	
مونس کا موصل پر قبضہ		بنی بویہ کا عروج	
خلیفہ مقتدر کا قتل	۳۲۳	بنی بویہ اور مرداویج	
باب ۲۳	۳۲۴	آل بویہ کی [illegible] سے روانگی	۳۳۱
ابو منصور قاہر باللہ		عماد الدولہ کا [illegible] پر قبضہ	
۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ		اصفہان پر قبضہ	
		ارجان پر قبضہ	۳۳۲

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بنو البریدی اور ابن یاقوت کی جنگ		وزارت میں تبدیلیاں	۴۴۰
ابن یاقوت کی شکست		ابن مقلہ کی معزولی	
عماد الدولہ بویہ کا فارس پر قبضہ		عبدالرحمن بن عیسیٰ کی تقرری و معزولی	
ابن یاقوت کی اطاعت	۴۳۳	ابو جعفر محمد بن قاسم کا تقرر	
مرداویج [illegible] حکومت کی [illegible]		ابو جعفر محمد کی روپوشی	۴۴۱
خلیفہ قاہر کی معزولی		ابن رائق کا عروج	
معزولی کے دیگر اسباب	۴۳۴	[illegible]	
	۴۳۵	[illegible]	۴۴۲
راضی باللہ		مرداویج کا خاتمہ	
محمد بن مقتدر الراضی باللہ		بجکم اور ابن رائق کا اتحاد	
۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ		خلیفہ راضی کی واسط کو روانگی	۴۴۳
بیعت خلافت		ابن بریدی سے معاہدہ کی تجدید	
قاہر کا انجام		حسین بن علی کی معزولی	
ہارون کی مہم		ابن بریدی کا اہواز پر قبضہ	۴۴۴
ابن یاقوت کا عہدہ حجابت پر تقرر	۴۳۶	بجکم کا اہواز پر قبضہ	۴۴۵
ہارون کا قتل		ابن رائق اور ابن بریدی میں معرکے	
ابن یاقوت کا زوال	۴۳۷	ابن رائق کی پسپائی	۴۴۶
ابن یاقوت کی گرفتاری		معز الدولہ کا عسکر مکرم پر قبضہ	
ابو عبداللہ بریدی کا عروج		معز الدولہ اور ابن بریدی میں [illegible]	
یاقوت کا زوال	۴۳۸	[illegible] کا بغداد پر قبضہ	
یاقوت کی شکست		ابن رائق کی شام کو روانگی	۴۴۷
یاقوت اور ابو عبداللہ بریدی	۴۳۹	بجکم اور ابن بریدی کی جنگ	
یاقوت کا قتل		ابن مقلہ کا زوال	
ابو العلاء سعید کا قتل		ابن مقلہ کا انجام	۴۴۸
[illegible] کی موصل پر چڑھائی اور واپسی	۴۴۰	بجکم امیر الامراء کا خطاب	
ناصر الدولہ کا موصل پر دوبارہ قبضہ		ابن رائق کی روپوشی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
آذربائیجان پر لشکری کا قبضہ		ابن رائق کی ابن بریدی سے مصالحت کی کوشش	۳۵۷
دیسم کا آذربائیجان پر دوبارہ قبضہ	۳۴۹	خلیفہ متقی کا موصل کی جانب فرار	
ابن رائق کا بغداد پر قبضہ		بغداد کی تباہی	
ابن رائق کی شام کو روانگی	۳۵۰	ابن رائق کا قتل	۳۵۸
بلبان ترک کی سرکوبی		ناصرالدولہ کی امارت	
ابوعبداللہ بن بریدی کی وزارت		خلیفہ متقی کی مراجعت	
رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ	۳۵۱	ابن بریدی کا فرار	۳۵۹
بجکم کا واسط پر قبضہ		دیسم اور آذربائیجان	
ابن رائق کا شام پر قبضہ		کردوں کی امارت کا خاتمہ	
بریدی مہمات	۳۵۲	آذربائیجان پر مرزبان ابن محمد کا قبضہ	۳۶۰
بجکم کا واسط کا محاصرہ		مرزبان اور علی بن جعفر کی کشیدگی	
ابن ورقا شیبانی کا تکریت اور حدیثہ پر قبضہ		مرزبان اور دیسم میں مصالحت	
[illegible] اور بجکم کے حملہ کے خلاف		سیف الدولہ کا زوال	۳۶۱
خلیفہ راضی کی وفات	۳۵۳	توزون اور ترکوں کے ہاتھوں شکست	
	۳۵۴	سیف الدولہ کا بغداد سے فرار	
باب [illegible]		توزون کی امارت	۳۶۲
ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ		ابن بریدی کا واسط پر قبضہ	
۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ		توزون کے خلاف سازش	
بیعت خلافت		ابوجعفر بن شیرزاد کی بغداد میں آمد	
بجکم کا قتل	۳۵۵	متقی کی موصل کی جانب روانگی	۳۶۳
ابن بریدی کا عروج		توزون کا موصل پر قبضہ	
بریدی کی امارت		ابن بویہ کا واسط پر قبضہ	
وزیر ابوالحسین کی معزولی		ابو یوسف بن بریدی کا قتل	۳۶۴
ابن بریدی کا فرار	۳۵۶	ابوعبداللہ بن بریدی کا انتقال	
کورتکین کی امارت		ابوالقاسم بریدی کی بصرہ کے خلاف سازش	
ابن رائق کی امارت		ابوالحسین بریدی کا انجام	۳۶۵
کورتکین کی گرفتاری		بریدی مہمات	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
رومیوں کا ایک اور حملہ		[illegible]	
قرمطیوں کا حال		[illegible]	
رومیوں اور مسلمانوں میں پیکار		سلطان کا لقب	
تبصرہ		[illegible]	
رومیوں کا دوسرا بڑا حملہ		معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی جنگ	۴۷۲
رومیوں کا زور	۴۶۷	ناصر الدولہ کی شکست	
[illegible]		ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی مصالحت	۴۷۳
[illegible]		عجیب حادثہ	
	۴۶۸	معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	
باب دوم		معز الدولہ اور عمران بن شاہین میں معاہدہ	
ابوالقاسم مطیع للہ کی خلافت		عمران بن شاہین کے ابتدائی حالات	۴۷۴
۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ		عمران اور مہلبی کی جنگ	
فضل بن مقتدر المطیع للہ		ابن شاہین اور معز الدولہ میں مصالحت	
[illegible]		مہلبی کی وزارت	۴۷۵
بیعت خلافت		مہلبی کا بصرہ پر قبضہ	
ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی روپوشی		ناصر الدولہ کی بدعہدی	
ابن شیرزاد کی امارت	۴۶۹	معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی جنگ و مصالحت	۴۷۶
ابن شیرزاد کی معزولی		معز الدولہ کی کامیابی	
معز الدولہ کا عروج		[illegible]	
معز الدولہ کا مطیع کا انتخاب		سیف الدولہ اور معز الدولہ کی صلح	
مستکفی کی نابینائی	۴۷۰	معز الدولہ کا عمان پر قبضہ	۴۷۷
آل بویہ اور ترکی فوج		وزیر مہلبی کی وفات	
خلیفہ کی تنخواہ		معز الدولہ کی وفات	
ابوالقاسم فضل بن مقتدر المطیع للہ		عز الدولہ کی حکومت کا آغاز	۴۷۸
خلیفہ مطیع کی سطوت	۴۷۱	[illegible]	
[illegible]		حبشی بن معز الدولہ کی بغاوت	

عنوان	صفحہ
ابوالفضل کی معزولی	
ابن بقیہ کی وزارت	۴۷۵
ابوتغلب اور ابن بقیہ کے مابین معاہدہ	
ابوتغلب کی سرکشی اور اطاعت	۴۸۰
عزالدولہ کا زوال	
باب ۳۷	۴۸۱
عبدالکریم بن مطیع الطائع للہ	
۳۶۳ھ کا واقعہ	
خلافت سے دستبرداری	
جنگی مہمات	
الپتگین کی امارت	
عضد الدولہ اور عزالدولہ کا بغداد میں محاصرہ	۴۸۲
بغداد میں ترکوں کا قتل عام	
عزالدولہ کی گرفتاری	۴۸۳
عضد الدولہ کے خلاف بغاوت	
عضد الدولہ کی مصالحت کی درخواست	
عزالدولہ کی رہائی	۴۸۴
عزالدولہ اور ابن بقیہ کی شکر رنجی	
الپتگین کا دمشق پر قبضہ	
رکن الدولہ کا انتقال	۴۸۵
عزالدولہ اور عضد الدولہ کی جنگ	
عضد الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	
ابوالفتح بن عمید کی گرفتاری	۴۸۶
ابن بقیہ کا انجام	
عزالدولہ کا خاتمہ	

عنوان	صفحہ
عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ	
ابوتغلب کا فرار	۴۸۷
عضد الدولہ کی موت	
صمصام الدولہ کی حکومت کا آغاز	۴۸۸
باذ کی فتوحات	۴۸۹
موصل پر قبضہ	
حلب پر فوج کشی	
ابو نصر کا موصل کی امارت پر تقرر	۴۹۰
بہاء الدولہ کا دور حکومت	
بنی حمدان کا موصل پر قبضہ	۴۹۱
ترکوں اور دیلمیوں میں جھڑپیں	
قراد کا بغداد سے فرار	
بغداد پر صمصام الدولہ کا قبضہ	۴۹۲
صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے مابین مصالحت	
بغداد میں بہاء الدولہ کا ورود	
خلیفہ طائع کی اہانت اور معزولی	
باب ۳۸	۴۹۳
احمد بن اسحاق قادر باللہ	
۳۸۲ھ کا واقعہ	
القادر کی بغداد میں آمد اور بیعت	
طائع کی وفات	
ابو العلاء کی شکست	
بہاء الدولہ کا موصل پر قبضہ	۴۹۴
بہاء الدولہ کا اہواز پر قبضہ	
صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابو علی کی بغاوت	۴۹۵	ابو کالیجار کا کرمان و بصرہ پر قبضہ	
صمصام الدولہ کا فرار		ابو کالیجار کا واسط پر قبضہ	
بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ	۴۹۶	جلال الدولہ کی اہواز کی جانب روانگی	۵۰۵
ابو نصر کا خاتمہ		[illegible] کی شکست	
[illegible] کا قتل		جلال الدولہ کا [illegible]	۵۰۶
[illegible] کا قتل		وزیر [illegible] کی گرفتاری	
وزارت میں تبدیلیاں	۴۹۷	جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	
ابو محمد حسن کا [illegible] وزارت پر تقرر		ابو القاسم [illegible]	
بنی مزید کی حکومت کا آغاز	۴۹۸	اطاعت	
بنی مزید کا [illegible]		باب [illegible]	۵۰۸
[illegible]		[illegible]	
بغداد کا محاصرہ		[illegible]	
بنی مزید اور بنی عقیل کی جنگ	۴۹۹	ابو کالیجار کی اطاعت	
کوفہ [illegible] میں علوی حکومت		جلال الدولہ کی [illegible]	
فخر الملک کی وزارت		جلال الدولہ کی دوبارہ [illegible]	۵۰۹
ابن سہلان کی وزارت	۵۰۰	ابو القاسم [illegible] کی وزارت	
سلطان الدولہ اور ابو الفوارس کے درمیان جنگ		ترکوں کی شورش	
ترکوں کا فرار	۵۰۱	جلال الدولہ کی [illegible]	
سلطان الدولہ کی واپسی		[illegible]	۵۱۰
مشرف الدولہ کی حکومت کا آغاز	۵۰۲	[illegible]	
سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں مصالحت		جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت	
ابو القاسم حسین بن علی کی وزارت		جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب	
وزیر ابو القاسم کا فرار	۵۰۳	جلال الدولہ کا قاضی ابو الحسن سے [illegible]	۵۱۱
[illegible] فساد		ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ	
جلال الدولہ کی حکومت کا آغاز		ترکوں کی شورش	
جلال الدولہ کی بغداد میں آمد	۵۰۴	سلجوقیوں کا ظہور	
ترکوں کی بغاوت			

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
طغرل بیگ کے ابتدائی حالات	۵۰۲	الملک الرحیم کا اہواز، تستر اور عسکر مکرم پر قبضہ	
ارسلان سلجوقی کی گرفتاری		الملک الرحیم کی پسپائی	۵۰۹
ترکوں کی سرکوبی		الملک الرحیم کی اہواز میں آمد	
ترکوں کی ہزیمت	۵۰۳	شیعوں کے فسادات	
ترکوں میں اختلاف		طغرل بیگ کا خراسان، اصفہان اور فارس پر قبضہ	
گرگان اور ہمدان پر ترکوں کا قبضہ		خلیفہ قائم بامر اللہ اور طغرل بیگ	
ترکوں کی مصالحت اور بدعہدی		الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ	
ترکوں کی پسپائی	۵۰۴	اہل بغداد سے طغرل بیگ کی مدد طلب	
ترکوں کا دوسرا حملہ		الملک الرحیم کا تستر پر قبضہ	
دیار بکر میں ترکوں کی غارت		بساسیری کی سرکشی اور بغاوت	
موصل پر قبضہ		بغداد میں شیعوں کے فسادات	۵۱۰
ترکوں کی مذمت کرنے کے خلاف طغرل بیگ کی حمایت		بساسیری کی شکست اور فرار	
فتوحات		ترکوں کی بغاوت	
ترکوں کی پسپائی	۵۰۵	بغداد میں خوفناک انقلاب	
طغرل بیگ اور سلطان مسعود کی جنگ		طغرل بیگ کی فتوحات	
جلال الدولہ کی ترکوں سے مصالحت		بساسیری اور ترکی امراء میں کشیدگی	
جلال الدولہ اور ترکوں میں جنگ اور مصالحت	۵۰۶	بغداد میں ترکوں کی غارت گری	
جلال الدولہ کا انتقال		الملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ	۵۱۱
ابوکالیجار کی امارت		بساسیری کا اخراج	
الملک العزیز کا انجام	۵۰۷	ترکوں کی شورش	۵۱۲
ابوکالیجار کی بغداد میں آمد		طغرل بیگ کی بغداد میں آمد	۵۱۳
ابوکالیجار اور طغرل بیگ میں مصالحت		آل بویہ کی حکومت کا خاتمہ	
ابوکالیجار کا انتقال		الملک الرحیم کی اسیری و رہائی	۵۱۴
الملک الرحیم کی امارت	۵۰۸	بغداد کی تباہی	
ابومنصور کا اہواز پر قبضہ		خلیفہ قائم اور ارسلان ترکی کی مخالفت	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
طغرل بیگ کا تکریت پر قبضہ	۵۲۸	منگنی کا اعلان	
طغرل بیگ کی موصل پر فوج کشی		سلطان طغرل بیگ کا سیدہ بنت خلیفہ قائم سے نکاح	
بجمی اور قریش کی اطاعت		سلطان طغرل بیگ کی وفات	۵۳۷
قریش کی سند حکومت	۵۲۹	سلطان الپ ارسلان	
جزیرہ کا محاصرہ		عمید الملک کندری کی معزولی	۵۳۸
طغرل بیگ کا سنجار پر قبضہ		عمید الملک نیشاپوری کے ہاتھ کی مذلات	
طغرل بیگ کی بغداد کو مراجعت		نظام الملک طوسی کا امام الحرمین سے حسن سلوک	
طغرل بیگ کی توقیر	۵۳۰	نظام الملک طوسی کی بغداد کو روانگی	۵۳۹
ابراہیم کی سرکشی اور اطاعت		قتلمش کی بغاوت	
قریش کی سرکشی اور معزولی		سلطان الپ ارسلان کی فتوحات	
معرکہ موصل		ملک شاہ کی ولی عہدی	۵۴۰
قلعہ ہمدان کا محاصرہ	۵۳۱	مدرسہ نظامیہ بغداد	
بساسیری اور قریش کا بغداد پر قبضہ		خلیفہ کے وزراء	
بساسیری کا بغداد پر قبضہ	۵۳۲	مکہ معظمہ میں عباسی خطبہ کا اجراء	۵۴۱
خلیفہ قائم کی گرفتاری		ابن قریش اور ابن مزید کی اطاعت	
رئیس الرؤساء کا خاتمہ		سلطان الپ ارسلان کا حلب پر قبضہ	
بساسیری کا والی مصر کے نام خط		ارمانوس والی قسطنطنیہ کا بلاد اسلامیہ پر حملہ	
بساسیری کا واسط اور بصرہ پر قبضہ	۵۳۳	ارمانوس کی گرفتاری و رہائی	۵۴۲
بساسیری کا فرار		صلح نامے کی شرائط	
خلیفہ قائم کی بحالی		ایتکین کی ہراۃ و ترمذ سے معزولی	
بساسیری کا قتل	۵۳۴	سلطان الپ ارسلان کا قتل	۵۴۳
سلطان طغرل بیگ کی واپسی اور روانگی	۵۳۵	سلطان الپ ارسلان کی سیرت اور کردار	
وزراء کی تبدیلیاں		سلطان ارسلان کی وصیت	
سلطان طغرل بیگ کی خلیفہ سے رشتہ کی درخواست		سلطان ملک شاہ کی حکومت کا آغاز	۵۴۴
خلیفہ کا رشتہ قبول کرنے سے انکار	۵۳۶	نظام الملک کا عروج	
		خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
[illegible]	۵۳۵	سلطان [illegible] کی تخت نشینی	
عبداللہ بن محمد مقتفی کی بادشاہت		برکیارق کی گرفتاری اور رہائی	۵۵۴
[illegible]		برکیارق کی [illegible]	
خلیفہ [illegible] کی بیعت کی تکمیل		وزیر [illegible] کا قتل	۵۵۵
وزراء کی تبدیلیاں		[illegible] ابو عبداللہ کا عہدہ وزارت پر تقرر	
[illegible] کا دمشق کا محاصرہ	۵۴۰	برکیارق کی بغداد میں آمد	
دمشق پر قبضہ		خلیفہ مقتدی بامراللہ کی وفات	
[illegible]		[illegible]	
[illegible] غوری کا قتل	۵۴۷	احمد بن مقتدی مستظہر باللہ	۵۵۶
[illegible] کی اسارت		[illegible]	
عمید الدولہ کی معزولی		بیعت خلافت	
[illegible]	۵۴۸	تتش بن الپ ارسلان کی فتوحات	
[illegible] اور [illegible]		[illegible] پر قبضہ	۵۵۷
[illegible]	۵۴۹	[illegible] برکیارق کی اطاعت	
[illegible]		[illegible] اور [illegible] کا انجام	
[illegible]		[illegible]	۵۵۸
خلیفہ مقتفی کے وزراء		برکیارق کی شکست اور اصفہان کو مراجعت	
عمید الدولہ کا [illegible] پر تقرر	۵۵۰	تتش کا خاتمہ	
سلطان ملک شاہ کا [illegible] پر قبضہ		محمد بن ملک شاہ کا خروج	۵۵۹
[illegible] کی اطاعت	۵۵۱	محمد بن ملک شاہ کا بغداد پر قبضہ	
سلطان ملک شاہ کی بغداد میں آمد		برکیارق کی بغداد کو روانگی	۵۶۰
[illegible]	۵۵۲	[illegible] کی اطاعت	
[illegible] کی [illegible]		[illegible]	
[illegible] کا قتل	۵۵۳	[illegible] کے ابتدائی حالات	۵۶۲
سلطان [illegible] کی وفات		[illegible]	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
برکیاروق کی پسپائی	٥٦٢	ابوالقاسم بن جہیر کا عہدۂ وزارت پر تقرر	٥٧٢
وزیر مؤید الملک کی معزولی		ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی	
محمد بن ملک شاہ کی شکست اور فرار		برکیاروق اور محمد کی مصالحت	
برکیاروق کی رے کو مراجعت	٥٦٣	صلح نامہ کی شرائط	
محمد بن ملک شاہ کا ہمدان اور مضافات پر قبضہ		محمد کی اصفہان سے دست برداری	٥٧٣
برکیاروق کی بغداد میں آمد	٥٦٤	ایلغازی اور شحنۂ بغداد اور سیف الدولہ	
[illegible]		برکیاروق کی وفات	٥٧٤
[illegible] اور ابو محمد کی دست برداری		ملک شاہ کی بغداد کو روانگی	٥٧٥
صدقہ بن منصور کی بغاوت	٥٦٥	سلطان محمد اور ایاز کی موصل پر لشکر کشی	
محمد بن ملک شاہ کا بغداد پر قبضہ		سلطان محمد کی بغداد کو روانگی	
محمد اور برکیاروق کی مصالحت	٥٦٦	سلطان محمد اور امیر ایاز	
صلح نامہ کی شرائط		مخالف امراء کی امان	٥٧٦
برکیاروق کے حامی امراء کا قتل		امیر ایاز کا خاتمہ	
برکیاروق کا محمد پر اتفاقی حملہ	٥٦٧	ترکمانوں کی سرکوبی	٥٧٧
برکیاروق کا اصفہان پر محاصرہ		سلطان محمد کی اصفہان کو مراجعت	
برکیاروق کی مراجعت		ایوانِ حکومت کی تعمیر	
وزیر ابوالمحاسن کا قتل	٥٦٨	سلطان محمد کی وفات	
ایلغازی بن ارتق کا بغداد سے فرار		سلطان محمود کی تخت نشینی	٥٧٨
سیف الدولہ اور ایلغازی کا تمرد	٥٦٩	خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات	
گمشتکین کی امان کی درخواست		باب نہم	
ینال کی شکست اور بغداد کو روانگی		[illegible] بن مستظہر باللہ کی وفات	٥٧٩
ینال کے جور و تعدی کا استیصال	٥٧٠	[illegible]	
ینال کا رے پر قبضہ		[illegible]	
[illegible] کا معرکہ	٥٧١	[illegible] کا عہدۂ وزارت پر تقرر	
محمد بن مؤید الملک		امیر ابوالحسن کا فرار	
وزیر سعد الملک کی معزولی			

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
امیر ابوالحسن کی گرفتاری اور معزولی	۵۸۰	خلیفہ مسترشد کی دبیس سے شرائط مصالحت	
ملک مسعود کی بغداد کو روانگی		دبیس کے خلاف طغرل [illegible] سازش	۵۸۹
امیر منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت		دبیس کی بغاوت	
ملک مسعود اور امراء کا بغداد میں اجتماع	۵۸	وزارت کی تبدیلی	
ملک طغرل اور سلطان مسعود میں کشیدگی		دبیس کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کی روانگی	۵۹۰
والی خراسان ملک سنجر	۵۸۲	معرکہ مبارکہ	
سلطان محمود کی مصالحت کی کوشش		دبیس کی شکست و فرار	۵۹۱
علی بن عمر [illegible]		دبیس کا بصرہ پر قبضہ	
ابو طالب سمیرمی کا عہدۂ وزارت پر تقرر	۵۸۳	دبیس کا بصرہ [illegible]	
معرکہ ہمدان اور سلطان محمود کی شکست		دبیس کا عراق پر قبضہ کرنے کا منصوبہ	۵۹۲
ملک سنجر کا غزنہ پر تسلط		ملک طغرل کی علالت	
ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت	۵۸۴	دبیس کا اظہار اطاعت	
امیر منکبرس کی موت		ملک طغرل اور دبیس کی خراسان کو مراجعت	۵۹۳
[illegible]		خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں کشیدگی	
دبیس بن صدقہ کی شحنہ داری		یرنقش اور ابوالہیجاء میں معرکہ آرائی	
ملک مسعود کی شادی کا اعلان	۵۸۵	خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی جنگ	۵۹۴
معرکہ اسدآباد		خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی مصالحت	
ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت		وزیر ابوالقاسم کی معزولی	
جیوش بیگ کو امان	۵۸۶	دبیس اور ملک سنجر	
دبیس کی سرکشی		دبیس اور سلطان محمود	۵۹۵
منصور برادر دبیس کی نظربندی		دبیس کی سرکشی و فرار	
آق سنقر برسقی کی عزت افزائی	۵۸۷	سلطان داؤد کی تخت نشینی	
ایلغازی بن ارتق [illegible]		سلطان داؤد اور ملک مسعود کی جنگ و مصالحت	۵۹۶
ملک طغرل اور سلطان محمود میں مصالحت		ملک سنجر کی بغداد میں آمد	
جیوش بیگ کا قتل	۵۸۸	ملک مسعود اور خلیفہ کے مابین معاہدہ	
معرکہ حلہ اور دبیس کی شکست		ملک سنجر اور سلطان محمود کی جنگ	۵۹۷

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
دینور کا معرکہ		دبیس کا قتل	
ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت		خلیفہ راشد اور امیر یرنقش کی جنگ	
دبیس کی شکست اور فرار	۵۹۸	خلیفہ راشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی	۶۰۵
دبیس اور اقبال کی جنگ		جلال الدین ابو الرضا کا عہدۂ وزارت پر تقرر	
ملک داؤد کی پسپائی		سلطان مسعود کا بغداد کا محاصرہ	
سلطان مسعود اور سلطان داؤد کا آذربائیجان اور		سلطان مسعود کا بغداد پر قبضہ	
ہمدان پر قبضہ		خلیفہ راشد کی معزولی	۶۰۶
معرکہ رے اور ملک طغرل کی شکست	۵۹۹	مقتفی لامر اللہ کی خلافت	
خلیفہ مسترشد کا محاصرہ موصل اور مراجعت بغداد		بیعت خلافت	
سلطان مسعود اور طغرل کی جنگ	۶۰۰	ملک مسعود اور ملک داؤد کی جنگ	
سلطان مسعود کی بغداد کو روانگی		سلطان مسعود کا بغداد میں قیام	۶۰۷
خلیفہ کی اعانت		بقش سلاری کا عہدۂ شحنہ پر تقرر	
ملک طغرل کی وفات	۶۰۱	امراء کا خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہد	
خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی		امراء کی سرکوبی	
خلیفہ مسترشد کی بغرض جنگ بغداد سے روانگی		جانبین سے امراء کا قتل	۶۰۸
معرکہ دیمرگ	۶۰۲	سلجوقی شاہزادوں کا بغداد پر ناکام حملہ	
خلیفہ مسترشد کی گرفتاری		خلیفہ راشد کا قتل	
خلیفہ کی گرفتاری پر اہل بغداد کا ماتم اور خونریزی		اختلاف کا خاتمہ	
سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت	۶۰۳	بقش شحنہ بغداد کا قتل	۶۰۹
باب : ۲۲	۶۰۴	وزراء خلافت کی تبدیلیاں	
منصور بن مسترشد راشد باللہ		شحنگی بغداد پر مجاہد الدین بہروز کی تقرری	
۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ		سلطان مسعود کے خلاف امراء کی بغاوت	۶۱۰
محمد بن مستظہر المقتفی لامر اللہ		امیر عبد الرحمن کا قتل	
۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ		امیر عباس کا خاتمہ	
بیعت خلافت		معرکہ مرج قراتکین اور امیر بوزابہ کا خاتمہ	۶۱۱
		امیر خاص بیگ کا عروج	
		امراء میں بے چینی	

عنوان	صفحہ
بقیہ سلجوقی امراء کا آخر	
سلطان مسعود اور ملک محمد کی ملاقات	
[illegible] کی ہمدان میں حکومت کرنی	۴۱۲
[illegible] کا عہدہ امارت پر تقرر	
مسعود بلال کا حلہ پر قبضہ اور فرار	
[illegible] کا قتل اور [illegible] پر قبضہ	۴۱۳
امیر [illegible] کا قتل	
محاصرہ تکریت	
[illegible]	۴۱۴
[illegible]	
مسعود بلال اور ترشک کی معزولی	
ارسلان بن طغرل	
شملہ کا خوزستان پر قبضہ	۴۱۵
سلطان سنجر کا زوال	
بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز	
سلیمان شاہ اور خوارزم شاہ	۴۱۶
سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد	
سلیمان شاہ اور سلطان محمد کی جنگ	
محاصرہ بغداد	۴۱۷
سلطان محمد کی مراجعت	
ملک شاہ اور پلتوازی کی پسپائی	۴۱۸
[illegible] ہمدانی کی سرکشی اور اطاعت	
سنقر کی بغاوت اور شکست	
سنقر کی [illegible]	۴۱۹
خسرو کا فرار	
سلطان محمد کی وفات	
سلیمان شاہ کی تخت نشینی	

عنوان	صفحہ
ملک شاہ کا خاتمہ	۴۲۰
سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی	
سلیمان شاہ کا قتل	
اتابک ایلدگز کا اقتدار	
[illegible]	۴۲۱
محمود بن ملک شاہ کی رہائی	
ایلدگز اور ابنانج کی جنگ و مصالحت	
مستنجد	۴۲۲
خلیفہ مقتفی کی وفات	
مستنجد کے قتل کا منصوبہ	
[illegible]	۴۲۳
یوسف مستنجد باللہ	
[illegible]	
بیعت خلافت	
امیر ترشک کا خاتمہ	
[illegible] کی جوانی	
خفاجہ کی سرکوبی اور اطاعت	
بنی اسد کا عراق سے اخراج	۴۲۴
واسط میں بغاوت	
شملہ کی شورش	۴۲۵
شملہ کی مراجعت	
شرف الدین کا عہدہ وزارت پر تقرر	
عضد الدین اور قائماز کی کشیدگی	۴۲۶
خلیفہ مستنجد کا قتل	
خلیفہ مستضی بامر اللہ	
بیعت خلافت	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
وزیر شرف الدین کا قتل	۴۲۷	[illegible] کا عروج	
فاطمی خلافت کا خاتمہ		سلجوقی حکومت کا خاتمہ	
وزیر شاور کی معزولی اور بدعہدی		معرکہ ہمدان	۴۳۳
شاور کی عیسائیوں سے سازش		طغرل کا قتل	
خلیفہ عاضد کا خاتمہ	۴۲۸	خلیفہ ناصر کا خوزستان و [illegible] پر قبضہ	
صلاح الدین یوسف کا عہدہ وزارت پر تقرر		بصرہ کا تاراج ہونا	۴۳۴
مصر میں عباسی خطبہ کا اجراء		مؤید الدین ابن قصاب کا عہدہ وزارت پر تقرر	
نور الدین محمود کی سلطنت	۴۲۹	وزیر مؤید الدین کا خوزستان پر قبضہ	
بوزتش کی فوت ترکی		وزیر ابن قصاب کا ہمدان پر قبضہ	
سنکان احمد کا قتل		قتلغ کی سرکشی و شکست	۴۳۵
عضد الدین کی معزولی		خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ	
قطب الدین قایماز کی بغاوت	۴۳۰	سیف الدین طغرل کا ہمدان پر قبضہ	
قایماز کا خاتمہ		کوکچہ کی سفارت	
علاء الدین تنامش کا انجام		امیر ابو الہیجا والی بیت المقدس کی معزولی	
والی خوزستان کی سرکشی		کوکچہ کا خاتمہ	۴۳۶
وزیر عضد الدین کا قتل	۴۳۱	منکلی کا والی ترکستان پر تسلط	
ظہیر الدین بن عطار کا عہدہ وزارت پر تقرر		وزیر نصیر الدین کی معزولی	
خلیفہ مستضیء کی وفات		فخر الدین ابو البدر کی معزولی	۴۳۷
باب: ۲	۴۳۲	منکلی کی بغاوت	
احمد بن مستضیء الناصر الدین اللہ		منکلی اور ایغلمش	۴۳۸
۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ		ایغلمش کا قتل	
محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ		منکلی کا انجام	
۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ		ولی عہد کا انتقال	۴۳۹
ظہیر الدین بن عطار کا انجام		خوارزم شاہ کا [illegible] پر قبضہ	
بیعت خلافت		خوارزم شاہی فوج کی پامالی	
		[illegible] کا خروج	۴۴۰

عنوان	صفحہ
تاتاریوں کی یلغار	۶۳۰
خوارزم شاہ کی وفات	
خلیفہ ناصر کا کردار	
خلیفہ ناصر کی رحلت	۶۳۱
ظاہر بامر اللہ کی خلافت	
خلیفہ کے فرامین	
باب : ۱۲	۶۳۳
منصور بن ظاہر مستنصر باللہ	
۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ	
عبداللہ بن مستنصر باللہ	
۶۴۰ھ تا ۶۵۶ھ	
خلیفہ مستنصر کی وفات	
خلیفہ مستعصم باللہ	
وزیر ابن علقمی کی غداری	۶۳۴
تاتاریوں کا بغداد پر حملہ	
خلیفہ مستعصم کا خاتمہ	
بغداد کی تباہی اور قتل عام	۶۳۵
بغداد کی تباہی اور قتل عام	
علمی ذخائر کی بربادی	
ہلاکو کی فتوحات	
خلافت عباسیہ مصر	۶۳۶
احمد بن ظاہر مستنصر باللہ	۶۳۷
۶۵۹ھ تا ۶۶۱ھ	

عنوان	صفحہ
تخت نشینی	
خلیفہ مستنصر باللہ اور تاتاریوں کی جنگ	
احمد بن ابو علی حسن حاکم بامر اللہ	۶۳۸
۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ	
سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ	۶۳۹
۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ	
ابراہیم بن محمد واثق باللہ	
۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ	
احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی	
۷۴۱ھ تا ۷۵۳ھ	
محمد بن معتضد متوکل علی اللہ	۶۴۰
۷۶۳ھ تا ۷۸۵ھ	
عمر بن ابراہیم واثق باللہ	
۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ	
زکریا بن ابراہیم	
۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ	
محمد بن معتضد متوکل علی اللہ	۶۴۱
۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ	
منصب خلافت	
تجزیہ خلفائے عرب	۶۴۲

* * *

زوالِ خلافتِ بنو عباس

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخِ بنی عباس کا یہ دورِ انحطاط جو آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ علامہ ابن خلدون کی شہرۂ آفاق تاریخی کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر کا وہ حصہ ہے جو زوالِ بغداد تک کے حالات و واقعات و حوادث [illegible] پر مشتمل ہے۔ خلافتِ بنی عباس جو ابو العباس السفاح کے ہاتھوں ۱۳۲ھ میں قائم ہوئی، ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان چنگیزی کے ہاتھوں [illegible] انتقام میں خواجہ نصیر الدین محقق طوسی کے ہاتھوں تباہ ہو گئی [illegible] بقول سعدی شیرازی ؎

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں
بر زوالِ ملکِ مستعصم امیر المومنین

اس وقت عباسیوں کا آخری اور بے اختیار خلیفہ مستعصم باللہ [illegible] تھا [illegible] اب اتنا [illegible] ہو چکا تھا کہ [illegible] سے بھی [illegible]

[illegible]

نکال نکال کر [illegible] جو بھاگ گئے وہ بھاگ گئے۔ باقی مارے گئے [illegible]

[illegible]

اس جلد میں علامہ ابن خلدون نے زوال بغداد کی ابتدا سے اس وقت تک کے واقعات حوادث اور عبرت کو اپنی تمام تر تابانیت اور حقیقت شناسی سے بیان کیا ہے۔ جب کہ زوال اپنی انتہا کو پہنچ گیا، ہلاکو خان کی صورت میں بغداد آ پہنچا اور خلیفہ مستعصم باللہ عباسی کی آگ اقتدار مجروح کر کے پانچ سو سال کے پرانے تمدن و تہذیب کو خاک سیاہ کر گیا۔

نفیس اکیڈمی تاریخ ابن خلدون کے ترجمہ اور ترتیب و تزئین کے ساتھ شائع کر رہی ہے یہ کتاب [illegible] جدید ترتیب کے بموجب تاریخ ابن خلدون کی چھٹی جلد قرار پائی ہے۔

۱) رسول وخلفائے رسول
۲) خلافت معاویہ و آل مروان
۳) خلافت بنو عباس (حصہ اول)
۴) خلافت بنو عباس (حصہ دوم)
۵) امیران اندلس اور خلفائے مصر
۶) غزنوی و غوری سلاطین
۷) سلجوق اور خوارزم شاہی سلاطین
۸) تکملہ اسلام (حصہ اول)
۹) تکملہ اسلام (حصہ دوم)

علاوہ ازیں مقدمہ ابن خلدون مکمل دو حصوں میں ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری اشاعتی سرگرمی کی داد اہل علم حضرات اس کتاب سے بیش از بیش استفادہ کے ذریعہ دیں گے

وما توفیقی الا باللہ

خلافت بنو عباس حصہ دوم

اسمائے خلفاء اور زمانہ حکومت

۱ احمد بن علی مستنصر باللہ

[illegible]

۲ علی بن حسن حاکم [illegible]

[illegible]

۳ [illegible] مستکفی باللہ

[illegible]

۴ ابراہیم بن محمد [illegible] باللہ

[illegible]

۵ احمد بن [illegible] باللہ

[illegible]

۶ [illegible]

[illegible]

۷ [illegible]

[illegible]

۸ [illegible]

[illegible]

۹ [illegible]

[illegible]

۱۰ [illegible]

[illegible]

۱۱ [illegible]

[illegible]

۱۲ [illegible]

[illegible]

۱۳ [illegible]

[illegible]

۱۴ [illegible]

[illegible]

۱۵ یوسف بن [illegible] باللہ

[illegible]

۱۶ [illegible]

[illegible]

۱۷ [illegible]

[illegible]

۱۸ [illegible]

[illegible]

۱۹ [illegible] باللہ

[illegible]

۲۰ [illegible]

[illegible]

۲۱ [illegible]

[illegible]

۲۲ [illegible]

[illegible]

۲۳) سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ

۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ

۲۴) ابراہیم بن محمد واثق باللہ

۷۴۰ھ تا ۷۴۲ھ

۲۵) احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی

۷۴۲ھ تا ۷۵۳ھ

۲۶) محمد بن معتضد متوکل علی اللہ

۷۶۳ھ تا ۷۸۵ھ

۲۷) عمر بن ابراہیم واثق باللہ

۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ

زکریا بن ابراہیم

۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

۲۸) محمد بن معتضد متوکل علی اللہ

۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ

باب: ۶۰

احمد بن موفق معتضد باللہ

۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتضد باللہ بن موفق [illegible] ۲۴۲ھ میں پیدا ہوا [illegible] تھا، وہ خوب صورت [illegible] عظیم ہیبت کے ساتھ [illegible] اپنے باپ موفق [illegible] تھا [illegible] موفق کا انتقال ہوا [illegible] معتضد باللہ [illegible] خلیفہ معتمد نے [illegible] ولی عہد [illegible] معتضد [illegible] بیعت [illegible] ہوگئی

بیعت خلافت: [illegible] معتمد کی وفات [illegible] معتضد کی خلافت کی بیعت کی۔ خلیفہ معتضد [illegible] ہے۔

عمرو بن لیث کو خراسان کی سند حکومت: خلیفہ معتضد [illegible] خلیفہ معتضد [illegible] حکومت [illegible] کرتے رہے۔

رافع بن ہرثمہ کا قتل: [illegible] خراسان [illegible] خلیفہ معتضد [illegible]

رافع بن لیث کو گرگان سے نکال دیا۔ رافع بن لیث اس شکست کے بعد ترجان چلا گیا۔ عمرو طوس کی سرحد پر پہنچا۔ عمرو سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کر ابیورد کی طرف بھاگا۔ اسی اثناء میں عمرو نے اپنے برادر زادگان معدل و لیث پسران علی بن لیث کو اس کے تعاقب میں بھیجا۔ ان دونوں کا تذکرہ ہم اس سے پیشتر لکھ چکے ہیں۔

اس کے بعد رافع نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ عمرو کو اس کی خبر لگ گئی وہ اس نے سرخس میں پہنچ کے ناکہ بندی کر لی۔ رافع یہ خبر پا کر جنگ ... سے ... ابیورد کی طرف لوٹا ... عمرو بھی سرخس سے پیچھا کرتا ہوا آیا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اثنائے جنگ میں رافع کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے سازش کر لی اور رافع بے سمجھے بوجھے ... رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ محمد بن زید نے اس زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا اس لئے مایوس اور ... کی شکست کے بعد محمد بن زید کا خیال آیا۔ فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا۔ محمد بن زید نے امداد کا وعدہ کیا۔ اسی اثناء میں رافع کے تمام اصحاب اور غلاموں نے ترک رفاقت کی محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہو کر احمد بن اسماعیل کے پاس بخارا چلا گیا۔ رافع نے چند سپاہی اور اسباب و آلات حرب ساتھ لے کر خوارزم کا راستہ لیا۔ خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی۔ اس نے اپنے گورنر ابو سعید درغانی کو لکھ بھیجا کہ رافع آ رہا ہے جس طرح ممکن ہو اسے گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ابو سعید نے رافع کو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اخلاص و محبت کا اظہار کیا اور حالت غفلت میں مار ڈالا اور رافع بن لیث کا سر عمرو کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

ابو جوزہ کا ظہور: خوارج موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ان لوگوں نے مساور کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنایا۔ جیسا کہ خوارج کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے بعد ۲۸۰ھ میں ... محمد بن عبادہ معروف بہ ابی جوزہ نے ... سے ہارون کی مخالفت پر کمر باندھی۔ ابی جوزہ ایک غریب ... شخص تھا اور نہایت عسرت سے بسر اوقات کرتا۔ اس کی اور اس کے بیٹوں کی گزر اوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چنتے اور ... ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ غرض اس کے وسائل معاش اسی قسم کے تھے۔ مگر دینداری اور زہد کو خوب ظاہر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو میلان اس کی جانب ہوا اس نے لوگوں کو جمع کر کے ایک گروہ قائم کر لیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں قرب و جوار کے بدوی بھی اس کے پاس آنے لگے جس سے قوت اور بڑھ گئی۔ پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے اور ... عشر وصول کر لیا ... اور جس قدر ... سے اس کو مال ملا تھی۔ ان کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کرایا اور اس میں اپنے بیٹے ابو ہلال کو ... کی حیثیت سے متعین کیا۔

ابو جوزہ و امیر ہارون شاری میں جنگ: ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اپنے ہمراہیوں اور مشیروں کو جمع کر کے مشورہ کیا ان کی متفقہ رائے سے ... ابو جوزہ پر حملہ ... قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی ... تھوڑے ہی دنوں میں قلعے کے فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ... ہارون کے ... تھے جب انہوں نے اس امر کا احساس کر لیا کہ قلعہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہے تو قلعہ میں جس قدر ... تھے ان کو امان دے دی۔ ... ابو ہلال کا ... چند

ا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۳

[illegible]

ابو عزہ کا قتل [illegible]

بنی شیبان کی اطاعت [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

گئے۔ اسحاق نے [illegible] طرف [illegible] حمدان نے [illegible] اپنے مال و اسباب اور حرم کو ایک قلعہ میں محفوظ [illegible] ہو گیا۔ [illegible] چاروں طرف سے [illegible] خلیفہ معتضد نے ایک لشکر [illegible] وصیف موشگیر اور نصر قشوری [illegible] کی غرض سے [illegible] ان کا [illegible] حمدان کے [illegible] حسین بن حمدان [illegible] حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر وصیف سے امان کی درخواست کی۔ وصیف نے امان دے کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

حمدان کی گرفتاری: خلیفہ معتضد نے ابن حمدان کے [illegible] کو محصور پایا [illegible] حمدان کے تعاقب میں وصیف روانہ ہوا [illegible] مقام [illegible] میں [illegible] اور حمدان [illegible] طرف بھاگا۔ [illegible] تعاقب [illegible] ایک مقام پر پہنچ کر مقابلہ ہوا۔ حمدان [illegible] اسباب [illegible] حمدان کے [illegible] تعاقب [illegible] حمدان نے [illegible] لی۔ [illegible] خلیفہ معتضد کی خدمت میں [illegible] دربار خلافت میں پیش [illegible] خلافت [illegible] حمدان کو [illegible] کی حفاظت [illegible] کر دیا۔

ہارون خارجی کی سرکوبی: خلیفہ معتضد نے اس مہم سے [illegible] ہارون خارجی کا استیصال [illegible] کی غرض سے [illegible] موصل [illegible] کر دی۔ چنانچہ [illegible] نصر [illegible] موصل میں آیا اور ہارون خارجی نے [illegible] موقع پا [illegible] کے وقت [illegible] میں [illegible] ہارون کے ہمراہیوں میں سے ایک [illegible] ہارون [illegible] سخت اختلاف پیدا ہوا [illegible] ہوئی۔ [illegible] موصل [illegible] ایک [illegible] ہارون نے اس سے [illegible] خلیفہ معتضد کے [illegible] نصر نے [illegible] خدمت کے ساتھ دربار خلافت میں [illegible] خلیفہ معتضد [illegible] کی تیاری کا حکم صادر فرمایا۔

ہارون خارجی کی شکست: [illegible] موصل کی حکومت پر [illegible] لشکر [illegible] موصل [illegible] خلافت کی [illegible] ہمراہ [illegible] موصل کی حفاظت کا [illegible] انتظام کیا [illegible] ایک [illegible] ہارون [illegible] اپنے لشکر کے [illegible] ہارون [illegible] کا [illegible] ہارون [illegible] ہمراہیوں [illegible] بھاگ گیا [illegible] حسین [illegible] نے [illegible] خلیفہ معتضد نے [illegible]۔

ہارون خارجی کا خاتمہ: [illegible] خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کی غرض سے [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

حسین بن ہمدان کو جس نے ہارون [illegible] کی بیعت کے [illegible] کیا اور ان کی درخواست پر یہ اقرار کر لیا کہ اگر ہارون گرفتار کیا جائے گا تو ان کے باپ کو قید سے رہا کر دیا جائے گا۔ حسین نے [illegible] وصیف [illegible] کے ایک پایاب مقام پر پہنچ کر ٹھہر گئے۔ وصیف سے مخاطب ہو کر کہا: "تم اسی پایاب مقام سے ہٹنا نہیں [illegible] ہارون اسی مقام سے [illegible] جب تک میں نہ آ جاؤں [illegible] ہارون کا [illegible] نے تمام [illegible] وصیف [illegible] مقام پر ٹھہرا رہا۔ حسین [illegible] ہارون کی تلاش میں [illegible] کے بعد [illegible] ہارون [illegible] کیا۔ [illegible] معرکہ میں کام آئے۔ وصیف [illegible] تین روز تک ٹھہرے [illegible] حسین [illegible] تھی۔ انتظار کرتے [illegible] کیا تو حسین کی تلاش میں روانہ [illegible] ان کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست اٹھا کے بھاگا اور اسی پایاب مقام [illegible] دریا عبور کیا [illegible] حسین بھی پہنچ گیا۔ وصیف کو [illegible] لیکن [illegible] ہارون کے تعاقب [illegible] ہوا تھا۔ ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ [illegible] حسین نے [illegible] کر ہارون کو گرفتار کر لیا اور پھر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لا کے حاضر کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے [illegible] موصل میں [illegible] کی جانب مراجعت فرمائی۔ دارالخلافت میں پہنچ کر حسین [illegible] کے [illegible] خلعت [illegible] عنایت کیے۔ [illegible] اور [illegible] رحمت فرمائے۔ ہارون کے [illegible] سوار کرا کے شہر میں [illegible] کرتے جاتے تھے لا حکم الا للہ ولو کرہ المشرکون [illegible] بعد [illegible] گیا۔

عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی اطاعت: اس واقعہ سے [illegible] خلیفہ معتضد نے جبل [illegible] کی [illegible] کیا [illegible] عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف [illegible] بھاگ گیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ عمرو بن عبدالعزیز کے پاس [illegible] خلیفہ معتضد [illegible] جا [illegible] خلیفہ معتضد نے [illegible] عمرو بن عبدالعزیز [illegible] بعد [illegible] خلیفہ معتضد نے [illegible] عبدالعزیز [illegible] عمرو بن عبدالعزیز نے [illegible] کی درخواست کی [illegible] خلافت [illegible] اطاعت [illegible] اطاعت [illegible] ان کے [illegible] خلعت [illegible]

عمرو بن عبدالعزیز کی [illegible]: عمرو بن عبدالعزیز نے [illegible] کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبدالعزیز [illegible] اطاعت [illegible] عمرو بن عبدالعزیز نے [illegible] عمرو بن عبدالعزیز [illegible] جب عمرو بن عبدالعزیز نے [illegible] اطاعت [illegible] تم نے اس وقت [illegible] حکومت [illegible] اور [illegible]

[illegible]

اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے تم کو اپنی سند حکومت دے دی ہے لہٰذا (مرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں آدمی منصب احکامات کے لئے دربار خلافت میں جا کے حاضر ہو جاؤ۔ عمر بن لیث کر اہواز کی طرف بھاگ گیا اور عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مامور ہوا۔ وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی عرض داشت اس واقعہ کی دربار خلافت میں روانہ کی اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے فتح کی خوشی سے نقارہ بجوا دیا۔

بکر بن عبدالعزیز کی پسپائی خلیفہ معتضد نے وصیف موشگیر کو بکر بن عبدالعزیز کی طرف اہواز کو روانہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا ودین میں بکر سے دوچار ہوا۔ بکر رات کے وقت چپ کر اصفہان کو روانہ ہو گیا اور وصیف نے بھاگ کر بغداد کی جانب مراجعت کر دی تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا۔ بدر نے اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ اطراف اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بکر نے عیسیٰ کو شکست فاش دے دی۔ بکر دوبارہ عیسیٰ نے تیاری کی۔ رمضان میں اطراف اصفہان میں فریقین سے بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح نصیب ہوئی۔ بکر کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مر گیا۔

حرث ابولیلیٰ کی سرکشی عمر بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابولیلیٰ تھی گرفتار کر کے قلعہ زر میں اپنے ایک خادم شفیع نامی کے زیر نگرانی قید کر رکھا تھا۔ جس وقت خلیفہ معتضد ان اطراف میں آیا تھا اور عمر نے امان حاصل کر لی اور بکر بھاگ گیا تو قلعہ زر مع جملہ مال و اسباب کے شفیع کے قبضہ میں رہ گیا۔ ابولیلیٰ نے شفیع سے اپنی رہائی کی نسبت گفتگو کی۔ شفیع نے منظور نہ کیا۔ ابولیلیٰ خاموش ہو گیا۔ شفیع روزانہ شب کو ابولیلیٰ کے پاس عجیب و داستان سنتا تھا اور نصف شب کے قریب واپس ہوتا تھا۔ ایک روز شفیع حسب دستور ابولیلیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور قصہ کہہ رہا تھا کہ اتفاق سے شفیع کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی اور وہ اٹھ کے چلا گیا۔ ابولیلیٰ نے موقع پا کر اس نے بجائے اپنے تکیوں کی ایک انسان کا مجسمہ ترتیب دے کر چادر اوڑھا دی اور ایک لونڈی کو یہ ہدایت کر کے کہ شفیع قضائے حاجت سے واپس آئے تو کہہ دینا "ابولیلیٰ سو گیا" خود مکان میں جا چھپا۔ اپنے پاؤں کی بیڑی کو کاٹ ابولیلیٰ شفیع کے مکان کے قریب جا کر روپوش ہو گیا۔

ابولیلیٰ کا خاتمہ جب نصف شب سے زیادہ گزر گئی اور چاروں طرف سناٹے کا عالم طاری ہو گیا تو وہ آہستہ آہستہ دربانوں کی نظروں سے بچتا ہوا شفیع کی خواب گاہ میں پہنچا اور اسی کی تلوار سے جو اس کی خواب گاہ میں اس کے سرہانے رکھی تھی دشمنی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک شور و غل مچا تو مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے۔ ابولیلیٰ نے ڈانٹ کر کہا "میں بادشاہ ہوں۔ میں نے شفیع کو قتل کیا ہے جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو میرے مقابلہ پر آئے۔ مگر تم لوگ امان و اطمینان سے رہو۔ میں تم کو امان دیتا ہوں یہ خواب ہے اور تمہاری کوئی بات نہیں"۔ خدام یہ سن کر سہم گئے۔ ابولیلیٰ نے مجلس امیر قلعہ سے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس عرصہ میں اکراد بھی آ کے جمع ہو گئے۔ ابولیلیٰ نے سب سے رفاقت کا عہد و پیمان لیا اور خلیفہ عباسیہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری کی جانب خروج کر دیا۔ عیسیٰ نے مدافعت کی غرض سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ لڑائی کے چھڑتے ہی ابولیلیٰ کے حلق میں ایک تیر پیوست ہو گیا اور وہ تڑپ کر مر گیا اس کے سب ہمراہی بھاگ کھڑے

تو یحییٰ نے اس کو مع ہمراہیوں کے گرفتار کر کے اصفہان بھیج دیا اور اصفہان سے قید کر کے روانہ کر دیا گیا۔

آمد کا محاصرہ: ۲۸۵ھ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ دبا رکھا تھا، انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی[1] بھی شریک تھا۔ وہ موصل ہوتا ہوا آمد پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر دیں اور سنگباری کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ دو ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر محمد بن احمد نے خود حصار سے نکل کر اپنے تئیں امان کے لئے خلیفہ کی درخواست کی اور شہر خلیفہ کے حوالے کر دیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس کی جاگیر بحال رکھنے کی غرض سے قلعہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد [illegible] محمد بن احمد کی بیعت لی گئی اور اس کے بھائی کی قید سے رہائی ہوئی اور اس کے اہل و عیال نے [illegible] کر لیا گیا۔

ابن ابی الساج کی اطاعت: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان کی حکومت کی سند مرحمت ہوئی تھی اور حسب وعدہ اپنے کی وجہ سے تمام کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کر مراغہ کو فتح کر لیا تھا اور اس کے بعد کئی صوبے آرمینیا وغیرہ پر تصرف و قبضہ ہو گیا تھا۔ ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو محمد کی جانب سے (صوبے کے علاوہ) کی تاکید پر روانہ کیا تھا۔ یوسف بجائے اس کے کہ مراغہ کی حکومت کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ معتضد نے محمد کو فرمان لکھا۔ ابن محمد نے خطبہ میں خلیفہ کا نام شامل کیا اور اطاعت و خیر خواہی کے ثبوت کے لئے چند آدمیوں کو دربار خلافت میں روانہ کیا اور وہاں کے امراء تک اپنی اطاعت کی تجدید کی۔

بحرین میں قرامطہ کا آغاز: ۲۸۶ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی نامی قطیف (مضافات بحرین) میں وارد ہوا، علی بن معلیٰ (یہ زیادہ غالی شیعہ تھا) کے مکان میں فروکش ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھ مہدی امام زمان نے اپنا ایلچی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب وہ بھی خروج کرنا چاہتے ہیں۔ علی شیعہ تھا، اس نے شیعیان قطیف کو جمع کر کے یحییٰ کا خط پڑھ کر سنایا تاکہ مضافات بحرین میں اس خبر کی شہرت ہو جائے۔ شیعیان قطیف نے نہایت خلوص و اطاعت مندی سے اس کو سنا اور بوقت ظہور مہدی خروج کا وعدہ کیا۔ انہیں شیعوں میں ابو سعید جنابی بھی تھا، اہل قطیف میں یہ ایک سربرآوردہ اور معزز شخص تھا۔

یحییٰ بن مہدی: اس واقعہ کے چند دنوں بعد یحییٰ مجمع سے کچھ دنوں کے لئے غائب ہو گیا اور واپس آیا تو ایک خط امام مہدی کا لایا جس میں اہل قطیف کی اطاعت و اقرار رفاقت کا شکریہ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے۔ شیعیان قطیف نے حسب الطلب اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ یہ چھوٹ سب ہو گیا، پھر یحییٰ جو جمع آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمانہ کے لئے یحییٰ کے حوالے کر دو۔ شیعیان قطیف نے اس کی بھی تعمیل کی۔ یحییٰ نے ان قبائل عرب میں آنا جانا شروع کیا، یہ ظاہر کرتا تھا کہ مہدی امام زمان کی جانب سے بھیجا گیا ہوں۔

ابو سعید جنابی: اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابو سعید جنابی نے بحرین میں قرامطی دعوت کا اظہار و اعلان کیا، گرد و نواح میں

---

[1] یہ ابو محمد علی ۲۸۹ھ میں خلیفہ معتضد کے بعد تخت نشین ہوا۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۵۰۔

جس قدر قرامطہ تھے آ کے مجتمع ہو گئے اور وہ قرب و جوار قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر کے بقصد بصرہ قطیف کی طرف روانہ ہوا (احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی) والی بصرہ نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی۔ خلیفہ معتضد نے بصرہ کی محافظت کے خیال سے شہر پناہ بنانے کا حکم صادر فرمایا جس کی تعمیر میں چودہ ہزار دینار صرف ہوئے جس وقت ابو سعید بصرہ کے قریب پہنچا۔ دارالخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی جو فارس کا والی تھا (اور بعد ازاں جنگ قرامطہ یمامہ و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لئے ہوئے بصرہ کی محافظت کے لئے آ پہنچا علاوہ اس کے دو ہزار فوج کے رضا کاروں پیادوں اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔

عباس بن عمر کی شکست و گرفتاری: بصرہ کے باہر ابو سعید سے مڈبھیڑ ہوئی صبح سے شام تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو فریقین نے لڑائی موقوف کر دی۔ ابو سعید مع بنی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے بصرہ کی جانب لوٹا اور عباس اپنے لشکر گاہ میں آیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں ابو سعید کو فتح نصیب ہوئی اور عباس گرفتار ہو گیا۔ لشکر گاہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کے لوٹ لیا۔ اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا سب کے سب جل گئے یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۷ھ کا ہے۔

عباس بن عمر کی رہائی: اس جنگ سے فارغ ہو کر ابو سعید نے ہجر کا قصد کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہل ہجر کو امان دے دی۔ بعد ازاں پھر بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اہل بصرہ نے محصوروں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں۔ ابو سعید نے سواریوں کو ضبط کر لیا اور سواروں کا کام تمام کر دیا اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیلی اہل بصرہ جلاوطن ہو جانے پر آمادہ ہوئے لیکن واثقی (امیر بصرہ) نے روکا۔ کچھ عرصہ بعد ابو سعید نے عباس کو رہا کر دیا۔ وہ سوار ہو کر ابلہ پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا۔ خلافت مآب نے خلعت خوشنودی عنایت کیا۔

شام میں قرامطہ کا ظہور: ملک شام میں قرامطہ کا ظہور یوں ہوا کہ ان کا داعی زکرویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس یہ ظاہر کرنے لگا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کے بھیجا ہے اور ان کا خط بھی میں لایا ہوں۔ اس امر کا احساس کر کے قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض سے پیہم فوجیں سواد میں آ رہی ہیں۔ بادیہ میں بنی اسد کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا تب زکرویہ نے اپنے لڑکوں کو کلب بن وبرہ میں بھیجا انہوں نے بھی رد کر دیا مگر ان میں سے ایک گروہ قلیص بن ضمضم بن عدی بن جناب اس مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور اس نے زکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

زکرویہ بن مہرویہ: زکرویہ کا نام یحییٰ تھا ابو القاسم کنیت تھی اس کے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کرتے تھے اس کا دعویٰ تھا کہ میں اسماعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد میں ہوں اور میں یحییٰ بن عبداللہ بن یحییٰ بن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میرا ناقہ جس پر میں سوار ہوتا ہوں بے شک جو شخص اس کے پیچھے ہو گا وہ فتحیاب ہو گا شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے زکرویہ پر حملہ آور ہوا اتفاق وقت سے زکرویہ فتحیاب ہوا اور

---

[1] مضمون میں ابن خلدون سے کچھ عبارت رہ گئی تھی بلفظہ عبارت تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۶ سے میں نے لیا ہے۔ (مترجم)

[2] یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے۔ جنگ اطراف رصافہ میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۰۔

شمس مارا گیا تب شبل (یہ احمد بن محمد طائی کا غلام تھا) نے فوج کشی کی لڑائی ہوئی۔ اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی اور ایک سردار گرفتار ہو گیا۔ شبل نے اسے دربار خلافت میں بھیج دیا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی سردار کی گفتگو: خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: "کیا تمہیں یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کی روحیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور معاصی سے محفوظ رہتے ہو اور اعمال صالحہ کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے۔" اس نے جواب دیا: "اگر ہم میں روح اللہ حلول کی ہوئی ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو خرافات کو نظر انداز کیجئے۔ جو مفید امر ہو اس کا تذکرہ کیجئے۔" خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا: "تمہیں ان باتوں کو چھوڑو جس سے نقصان و نفع کی امید ہو۔" وہ بولا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔ اس وقت تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب بقید حیات تھے مگر حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی۔ بعد ازاں ابوبکرؓ نے وفات پائی اور عمرؓ کو اپنا جانشین بنا گئے اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمرؓ کے پیش نظر تھے مگر عمرؓ نے حضرت عباس کو نہ تو ولی عہد بنایا اور نہ ارکان شوریٰ اہل حل و عقد میں شامل کیا۔ ارباب حل و عقد میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور بعید کے بھی آدمی تھے۔ یہ امر بالاجماع اور باتفاق ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا مورث اس کا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابوبکرؓ و عمرؓ نے تمہارے مورث کو اس عظیم الشان کام کا مستحق نہ تصور کیا۔ پھر کس استحقاق سے تم لوگ دعوے دار خلافت اور خلیفہ بنے ہوئے ہو؟" خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ جلاد اٹھا حکم دیا اس کی کھال کھینچ کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو۔ خدام خلافت نے تعمیل شروع کر دی تھوڑی دیر میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی دمشق میں غارت گری: جس وقت شبل نے سواد کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا، اسی زمانہ میں قرامطہ بعد اختتام جنگ شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ دمشق پہنچے ان دنوں دمشق کی گورنری پر طغج بن جف (احمد بن طولون) ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مامور و متعین تھا۔ قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت و عام طور سے بے چینی کا بازار گرم کر دیا۔ طغج نے کئی بار قرامطہ سے معرکہ آرائی کی بدفعات حملہ آور ہوا مگر قرامطہ نے ہر حملہ میں شکست دی۔

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں۔ سردست ہم ان سے عنان قلم دوسری جانب منعطف کرتے ہیں تاکہ ان کے حالات بیان کریں جن کا وقت آ گیا ہے، اس وقت ہم ان کے تذکرہ کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے۔ بعد تحقیق سے احاطہ تحریر میں لائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسماعیل سامانی کا خراسان پر قبضہ: عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا اور اس کا سر اتار کر کے خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ حکومت خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی۔ سند گورنری بھیج دی۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے اسماعیل بن احمد والی ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا۔ محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کی سرداری دی اور مشہور و تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے والی ماوراء النہر پر

یہ [illegible] کہتے ہیں ... [illegible] تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ [illegible]

[illegible] قصہ پاک۔ اسمٰعیل [illegible] ہو گیا۔

[illegible]

[illegible]

طبرستان پر قبضہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی زمانہ سے [illegible] حکومت بنی سامان کے قبضہ میں آ جاتا ہے۔ جہاں ان کی ایک جدید سلطنت کا [illegible] قائم ہوتا ہے جس کا ہم اپنی کتاب کی ترتیب کے مطابق علیحدہ آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتفی کی گورنری: خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں [illegible] کی جانب کوچ کیا۔ اس سے پیشتر ہارون بن خمارویہ نے [illegible] لکھ دیا تھا کہ تمام ممالک مصر و شام [illegible] اور حکومت کی جانب [illegible] قنسرین و عواصم [illegible] چنانچہ ہارون نے اس تحریر کے مطابق قنسرین اور عواصم کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا۔ ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو (جس کا لقب مکتفی تھا) جزیرہ، قنسرین اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقہ سے طلب کر کے اس کی کتابت (مکتفی) کا عہدہ مرحمت کیا۔

رافع کا زوال: اسی سنہ میں خلیفہ معتضد نے رافع (ہرثمہ کا آزاد غلام) کو [illegible] سے طلب کرنے [illegible] نے [illegible] بھی [illegible] لیا [illegible] سلطنت [illegible] کر دیا۔

رافع نے طبرستان میں اپنی حکومت کا سکہ جما رکھا تھا۔ [illegible] بن زید کے نام خطبہ سے تعلق [illegible] خلیفہ معتضد (ہارون کا آزاد غلام) نے اس کو طبرستان میں [illegible] احمد بن [illegible] کو [illegible] مقابلہ [illegible] خاموش ہو گیا۔ ۲۸۳ھ میں [illegible] کے وقت [illegible] طبرستان سے [illegible] آیا اور اس کے [illegible] مال و اسباب اور [illegible] نیشاپور پہنچا [illegible] بغاوت شروع کر دی۔ [illegible] قتل کیا۔ رافع [illegible] کامیابی حاصل ہوئی اس نے [illegible] گرفتار کرنے کا قصد کیا اور [illegible] خلیفہ معتضد نے اس کو طلب [illegible] طوس [illegible] حکومت [illegible] خلیفہ معتضد نے اس کو طرطوس سے [illegible] اس کا سر [illegible] جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

وصیف کا انجام: رافع کے بعد ابن الاخشید [illegible] کی حکومت مرحمت ہوئی [illegible] باغی [illegible] مقرر کر کے مرتبے [illegible] بغاوت سے [illegible] جہاد [illegible] کیا [illegible] جنگ میں [illegible] تب [illegible] نے [illegible] اس کے [illegible] وصیف (محمد بن ابی الساج) [illegible] سے بھاگ کر [illegible] خلافت میں [illegible] عرضی روانہ کی [illegible] نے [illegible] فرماں برداری اور [illegible] لیا ہے اور [illegible] اطاعت [illegible] مرحمت فرمائی [illegible] زندگی [illegible] دولت و [illegible] میں صرف کروں۔ خلیفہ معتضد نے قاصد سے [illegible] دریافت کیا معلوم ہوا [illegible] کر لی ہے۔ [illegible] وصیف علیحدہ ہو گیا ہے [illegible] حکومت [illegible] محمد بن ابی الساج [illegible] کر دے گا اور [illegible] کے قبضہ سے نکال لے گا۔

خلیفہ معتضد نے اس عرضی پر کوئی [illegible] کا حکم [illegible] مقام [illegible] نے وصیف کو گرفتار کر لیا۔ [illegible] خلیفہ معتضد کے [illegible] خلیفہ معتضد نے [illegible] قید کا حکم دیا اور [illegible] مرحمت فرما [illegible] کی جانب [illegible] کر دیا۔ [illegible] طلب کیا [illegible]

[illegible] خلیفہ معتضد [illegible] ۲۸۹ھ میں [illegible] خلافت میں [illegible]

[illegible] شورش [illegible] ۲۸۴ھ میں [illegible]

ابن [illegible] کا قتل [illegible] ۲۸۹ھ میں [illegible] خلیفہ معتضد [illegible]

خلیفہ معتضد [illegible] ۲۹۰ھ میں [illegible] خلیفہ معتضد [illegible]

[illegible] ۲۹۰ھ میں [illegible]

[illegible]

[illegible] ابی الساج کا انتقال [illegible] یوسف بن ابی الساج [illegible]

ابوالقاسم کا وزارت پر تقرر [illegible] اس کے بیٹے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معتضد کی وفات خلیفہ معتضد [illegible] خلیفہ معتضد [illegible] عمرو بن لیث [illegible]

باب: (۲۱)

علی بن معتضد مکتفی باللہ

۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

وزیر السلطنت ابوالقاسم نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اس کے بیٹے مکتفی کو [illegible] اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت لی۔ یہ خوف غالب ہوا۔ مبادا بدر خلیفہ مکتفی کے [illegible] بحالت حیات خلیفہ معتضد [illegible] چونکہ خلیفہ مکتفی بھی خلیفہ معتضد کے زمانہ سے بدر کا مخالف تھا۔ وزیر السلطنت کو موقع مل گیا۔ اس نے [illegible] الزامات بدر کے سر پر تھوپ دیئے [illegible] خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے۔ بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسط چلا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا [illegible] جاؤ۔ بدر نے جواب دیا کہ میں کسی اور کی طرف نہیں جاؤں گا سیدھا [illegible] میں حاضر ہوں گا اور بالمشافہ عرض معروض کروں گا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم [illegible] شامل ہو گئے۔

بدر کا انجام: [illegible] وزیر السلطنت ابوالقاسم کے کان [illegible] کا دل بھی وزیر السلطنت کے [illegible] حراست میں لے لئے گئے ہیں [illegible] وزیر السلطنت نے [illegible] جائے

دیا۔ وزیر السلطنت کو ان چالوں میں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال چلی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دے کر بدر کے پاس روانہ کیا۔ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور ہمراہی قاضی ابو عمرو دار الخلافت کو روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے یہ کر ایسے چند لوگوں کو متعین کر دیا جنہوں نے اثناء راہ میں چھٹی رمضان کو بدر کا سر اتار لیا۔ بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ معظمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق دفن کر دیا قاضی ابو عمر کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بے حد ملال ہوا مگر اب چارہ کار ہی کیا تھا۔

جنگ محمد بن ہارون و اسماعیل سامانی: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی والی ماوراء النہر نے اپنے وابستگان دامان دولت میں داخل کر لیا تھا اور محمد بن زید علوی کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ چنانچہ محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اپنی جانب سے اسے طبرستان کی گورنری دے دی۔ کچھ عرصہ بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی سے بغاوت کی اور دولت علویہ کی دعوت دی۔ ابن احسان دیلمی نے اس سے اتفاق کیا۔ اسماعیل کو اس کی خبر لگی اور سنتے ہی ایک لشکر ابن احسان سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابن احسان مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کے بھاگا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی جانب سے اغرتمش ترکی متعین تھا۔ اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی اور ظلم و سفاکی کے برتاؤ کئے۔ اہل رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و ستم سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ تم چند آدمیوں کے ہمراہ آ جاؤ۔ ہم تم کو رے پر قبضہ دے دیں گے۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر دوڑ پڑا۔ اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ محمد بن ہارون نے اس کو اس کے دونوں بیٹوں اور کیغلغ کے بھائی کو جو اس کا سپہ سالار رے تھا۔ قتل کر ڈالا اور رے پر قبضہ ہو گیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری: خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو رے کی سند گورنری عنایت کر کے بسرکردگی ایک عظیم الشان لشکر کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان رے تک نہ پہنچ سکا۔ جب دار الخلافت سے اسماعیل سامانی کے نام رے کی سند گورنری آئی اس کے ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہوا۔ اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کر کے رے پر فوج کشی کر دی محمد بن ہارون خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی شکست فاش کھائی اور رے سے بھاگ گیا۔ قزوین پہنچا۔ جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو زنجان چلا گیا۔ زنجان میں بھی امان نہ ملی تو طبرستان پہنچا اور دیلم میں پناہ گزیں ہوا۔ اسماعیل سامانی نے رے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو۔ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کی اور باہم مصالحت کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ محمد بن ہارون اس دم میں آ گیا اور دیلم سے بخارا کی طرف مراجعت کی اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی اس نے چند آدمیوں کو بھیج دیا جو اسے اثناء راہ میں گرفتار کر کے لے گئے۔ اسماعیل نے جیل میں بھیج دیا اس کے ایک مہینہ بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی سرکوبی: محمد بن سلیمان بنی طولون کا ایک نامی سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا۔ مگر جب دولت طولون

---

[1] یہ واقعہ ماہ رجب ۲۸۹ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۵۔

نے کشیدہ خاطر ہو کر خادمان خلافت میں آ کے داخل ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل و غارت کر کے زیر و زبر کر رہے تھے اور طولون کے گورنر طغج بن جف کا محاصرہ کر رکھا تھا خلیفہ مکتفی نے ان واقعات کی خبر پا کر لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقہ میں پہنچ کر محمد بن سلیمان کو سپہ سالاری ایک عظیم الشان فوج کے جس میں بنی شیبان اور حسین بن حمدان جیسے نامی نامی سردار بھی تھے روانہ کیا۔ حماۃ کے قریب مڈ بھیڑ ہوئی اور قرامطہ کو شکست ہوئی حسین بن حمدان نے کوسوں تک تعاقب کیا۔ راستہ میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ ہاتھ آ گیا۔ اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ علم و سپہ گری خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ قرامطہ کے ایک گروہ کثیر کو اثنائے جنگ و گیرودار میں نیست و نابود کر کے باقی ماندگان میں سے اکثر کو قید کر لیا۔

امارت بنی طولون کا خاتمہ: اس عظیم الشان کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اثناء راہ میں بدر حمامی (یہ ہارون بن خمارویہ کا غلام تھا) اور محمد بن باتکین کا خط دمشق سے وارد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا کہ بنی طولون کا آفتاب حکومت اب غروب ہو گیا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے ہیں۔ انتظامی قوت سلب ہو گئی ہے۔ آپ تھوڑی سی فوج لے کے آیئے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے۔ ہم بھی آپ کی مدد کریں گے محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر یہ واقعات عرض کئے۔ خلافت مآب نے اسی وقت فوجیں آراستہ کیں اور سامان سفر جنگ درست کر کے روانگی کا اشارہ فرمایا اور دمیانہ (بازمار کے غلام) کو براہ دریا دس جنگی جہازات کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا ادھر دمیانہ براہ دریا ادھر محمد بن سلیمان نے براہ خشکی مصر کے قریب پہنچ گئے۔ دمیانہ نے آمد و رفت کی تمام راہیں بند کر دیں خشکی اور دریا کی طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محصورین سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی سب سے پہلے بدر حمامی نے مصر سے نکل کر امان حاصل کی بعد ازاں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ایک بہت بڑی جماعت نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہارون بن خمارویہ نے اس امر کا احساس کر کے بقصد مقابلہ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ایک روز ہارون بن خمارویہ کے لشکر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تلواریں نیام سے نکل آئیں ہارون بن خمارویہ شور و غل کی آواز سن کر برآمد ہوا اور سمجھانے بجھانے لگا۔ اتفاق یہ کہ ایک تیر اس کے گلے میں آ کے ترازو ہو گیا تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ اس کے ہمراہیوں اور لشکریوں نے جمع ہو کر اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا۔ شیبان نے درہم و دینار سے لشکریوں کو اپنا مطیع بنا لیا اس کے بعد فریق مخالف سے بازار کارزار پھر گرم ہو گیا۔ دو ایک لڑائیوں کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا نامہ روانہ کیا۔ لشکریوں نے اس کو منظور کر لیا شیبان لشکریوں سے علیحدہ ہو کر روپوش ہو گیا اور جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی وقت شیبان نے خفیہ طور سے امان حاصل کی اور محمد بن سلیمان کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد محمد بن

خلیفہ مکتفی آخر ۲۹۰ھ میں رقہ پہنچا اور اسی سنہ میں محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور لڑائی چھٹی محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی [illegible] صاحب شامہ [illegible] رقہ پہنچا۔ خلیفہ مکتفی [illegible] کے بعد [illegible] محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب شامہ کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کرا دیا۔ (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۰-۱۱)

سلیمان نے قتل بنی طولون [illegible]

[illegible] محمد بن سلیمان [illegible]

خلنجی کی بغاوت [illegible] بنی طولون [illegible] ابراہیم خلنجی نامی [illegible] 292ھ [illegible]

[illegible]

امارت بنی حمدان کا آغاز 293ھ میں [illegible]

[illegible]

[illegible] کا محاصرہ [illegible]

[illegible]

فوراً تعاقب کیا۔ گرچہ [illegible] پہنچنے کے قریب ہو گئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے [illegible] سے نہ بچنے دیا۔ ان کا ایک گروہ کام آ گیا۔ باقی لوگوں نے [illegible] کی چوٹی پر جا کے دم لیا اور ابوالہیجاء نے مراجعت کر دی۔ اگر [illegible] نے آ کر [illegible] سے بچا کر [illegible]

محمد بن بلال کی اطاعت: ابوالہیجاء نے [illegible] دارالخلافت میں [illegible] اور لشکر [illegible] موصل کی جانب [illegible] کرنے کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد دارالخلافت سے ایک [illegible] فوج [illegible] آ گئی اور انہوں نے [illegible] سے [illegible] محمد بن بلال اس وقت [illegible] تھا [illegible] کے [illegible] مقابلہ شروع ہو گیا [illegible] بے [illegible] مجبور ہو کر اپنے اہل و عیال کے [illegible] سے بھاگ گیا۔ ابوالہیجاء نے اس کے [illegible] اسباب اموال کی حفاظت [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد بن بلال نے امان کی درخواست کی [illegible] ابوالہیجاء نے نہایت الطاف و مہربانی سے منظور کیا۔ چنانچہ محمد بن بلال [illegible] ابوالہیجاء کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالہیجاء نے محمد بن بلال کے [illegible] ہو کر آرام کیا [illegible] ہو گیا۔ [illegible] کے بعد [illegible] سے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی تھوڑے ہی دنوں میں ابوالہیجاء کی حکومت [illegible]

بنی حمدان کی سرکشی: اس کے بعد ۳۰۳ھ میں ابوالہیجاء نے علم مخالفت کی [illegible] بلند کیا تو خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر بسر افسری مونس خادم ابوالہیجاء کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا [illegible] ابوالہیجاء کا [illegible] اور اس نے [illegible] مونس کے پاس حاضر ہو کر [illegible] آ گئے [illegible] مونس نے مع ابوالہیجاء کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء کی معذرت [illegible] اور [illegible] خوشنودی ظاہر کیا۔ اسی وقت سے ابوالہیجاء [illegible] قیام پذیر رہے [illegible] ان کا بھائی حسین بن حمدان [illegible] میں باغی ہو گیا۔ [illegible] اس کو [illegible] لانے کے لئے [illegible] کے بعد گرفتار ہوا اور دارالخلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے [illegible] کو [illegible] قید کر دیا۔ ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ابوالہیجاء کو بھی مع [illegible] اور بھائیوں کے جیل خانے بھیج دیا۔ بعد ازاں ۳۰۵ھ میں رہا [illegible]

ابن لیث کا فارس پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ [illegible] طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو خلیفہ [illegible] نے [illegible] میں [illegible] فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اس کی حکومت کو بھی استقلال و استحکام بھی حاصل ہو گیا تھا۔ [illegible] طاہر بن محمد لہو و لعب اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ ایک ساعت کو بھی ریاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ اسی اثنا میں [illegible] لیث بن علی بن لیث [illegible] یعقوب و عمرو [illegible] کا بھائی تھا) نے موقع پا کر فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی۔ ابو قابوس (یہ طاہر بن محمد کے سرداروں کا ایک سپہ سالار تھا) نے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] تاہم [illegible] ابو قابوس کی کچھ پیش نہ گئی مجبوراً اس نے [illegible] دربار خلافت میں [illegible] خلیفہ [illegible] کی [illegible] خلیفہ مقتدر نے [illegible] کے بعد طاہر نے ابو قابوس کی واپسی کی درخواست کی اور [illegible] صورت میں حساب [illegible] خلیفہ نے کوئی [illegible] منظور [illegible] فرمایا۔

بیرونی مہمات انطاکیہ پر حملہ ۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج سے شمساط کی جانب پیش قدمی کی۔ ان میں سے ایک جماعت نے [illegible] کا قصد کیا۔ [illegible] شہر کو جلا دیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جوان، بوڑھے اور بچے گرفتار کر کے لے گئے۔ [illegible] ایک [illegible] نے رومیوں کی اس پیش قدمی کو روکنے کے لئے طرسوس سے [illegible] فوج کشی کر دی۔ رومیوں کے پیچھے پیچھے گئے اور [illegible] سے دست کش ہو کر انطاکیہ نے بچانے کو دوڑے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ [illegible] نے بزور تیغ انطاکیہ کو فتح کر لیا۔ [illegible] رومی مارے گئے اسی قدر مسلمان قیدیوں نے جو انطاکیہ میں قید تھے رہائی پائی۔ [illegible] کشتیاں مع مال و اسباب کے ہاتھ آئیں جو مال غنیمت انطاکیہ کے ساتھ بھیجی گئیں۔ [illegible] ہزار دینار ایک ایک حصہ میں پڑے۔

ترکوں کا خروج: اسی سنہ میں ترکوں نے ایک غیر محدود جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر کی جانب خروج کیا۔ اسماعیل بن احمد سامانی نے ان کے مقابلہ کی [illegible] ایک جسیم [illegible] شب خون میں رفتہ رفتہ فوج بھی تھی روانہ کیا۔ ترکوں کے پیچھے پیچھے گئے ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ باقیوں میں سے بہت بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔

حاکم ثغور کی معزولی: ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش وغیرہ کے اطراف پر چڑھائی کی۔ اہل مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہوئی۔ خلیفہ مکتفی نے ابو العشائر کو حکومت ثغور سے معزول کر کے رستم بن بردو کو متعین فرمایا۔ ان کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ [illegible] ایک ہزار مسلمان قیدی [illegible]

قورس پر رومیوں کا حملہ: ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر [illegible] غفلت میں شب خون مارا۔ اہل قورس باوجود بے خبری کے [illegible] ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی لیکن انجام کار مسلمانان قورس کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ کثیر اس جنگ میں کام آیا۔ رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو جلا دیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اسی سنہ میں اسماعیل بن احمد سامانی والی ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو بزور تیغ فتح کیا۔

ابن کیغلغ کا رومیوں کے خلاف جہاد: ۲۹۴ھ میں ابن کیغلغ نے طرسوس کی طرف سے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور بزور تیغ چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا۔ رومیوں کے ایک بطریق نے امان کی درخواست کی اور امان حاصل کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سنہ میں پھر ابن کیغلغ نے بقصد جہاد [illegible] کی جانب خروج کیا اور فتح کرتا ہوا [illegible] تک پہنچا اور [illegible] فتح کر لیا۔ اس کے بعد دو چار روز قیام کر کے [illegible] پر حملہ کیا۔ رومیوں نے [illegible] کر کے مقابلہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسلامی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ رومیوں نے [illegible] ہزار آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد بطریق اندرونقس نے جو رومیوں کی طرف سے [illegible] حدود پر مامور تھا دربار خلافت میں امان کی درخواست کی۔ خلیفہ مکتفی نے [illegible] ابن [illegible] کے [illegible] بھیج دیا۔

بطریق اندرونقس: بطریق اندرونقس دو سو مسلمان قیدیوں کو لئے ہوئے جو اس کے قلعہ میں مقید تھے اسلامی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ والی روم کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے ایک [illegible] فوج اندرونقس کی گرفتاری کو بھیج دی۔ مسلمان قیدیوں نے

ایک دستہ فوج کو جو اندروقس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال و اسباب اور آلات حرب تھے سب چھڑا لیے۔ رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور وہ ایک عظیم الشان فوج تیار کر کے بطریق اندروقس سے لڑنے کو آئے۔ عساکر اسلامیہ نے بھی بطریق اندروقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو رومیوں پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور اس کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ رومی یہ خبر پا کر واپس آ گئے۔ عساکر اسلامیہ میں سے چند دستے بطریق اندروقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو قلعہ کی طرف گئے۔ بطریق اندروقس مع اہل و عیال کے قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ہمراہ دارالخلافت بغداد کو روانہ ہو گیا۔

عمال اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مفلحی کو رے کی حکومت عطا ہوئی۔ بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی کو دی گئی اور عیسیٰ نوشری مصر کی گورنری پر اور بعد انتقال تکین طولون مقرر کیا گیا اور ابو العشائر احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی۔ ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو معزول کیا گیا اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ نے وفات پائی اور عہدۂ وزارت عباس بن حسن کے سپرد ہوا۔ بعد ازاں ۲۹۲ھ میں ابو اختیار تکین برطرف ہوا اور بجائے اس کے رستم بن بردو کو مقرر کیا گیا۔ ۲۹۳ھ میں لیث بن علی نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد بن عمرو کے قبضہ سے نکال لیا اور خلیفہ مکتفی نے توزون کو خلعت اور انعام عنایت کئے۔ اسی سنہ میں ابو الہیجاء عبد اللہ بن حمدان کو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی۔ اسی سنہ میں قرامطہ کا مخبر یمن و صنعاء میں پہنچا اور اس نے بجز خولان الطوئی کے تمام شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی سنہ میں ماہ شوال میں خلیفہ مکتفی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن کی سند عنایت کی۔ چنانچہ مظفر نے یمن میں پہنچ کر قیام کیا۔

وفات خلیفہ مکتفی باللہ ابو محمد علی بن خلیفہ المعتضد باللہ نے ۱۳ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے بغداد میں سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں دفن ہوا۔ وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنا لیا تھا۔

باب: ۲۲

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ

۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

مقتدر کی مخالفت: وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبین سے مشورہ طلب کیا کہ خاندان خلافت میں سے کون شخص مسند خلافت کا مستحق ہے۔ محمد بن داؤد بن جراح نے عبداللہ بن معتز کو منتخب کیا اور اس کی عقل و فراست کی بہت ہی تعریف کی۔ ابوالحسین بن محمد بن فرات بہت دیانتدار اور دانشمند تھا۔ اس نے کہا: اے وزیر السلطنت! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے ایسے شخص کو خلیفہ بنایئے جسے حالات سے نہ تو آپ آگاہ ہوں اور نہ کل کو مسند خلافت پر متمکن کیجئے کہ لوگوں کی تنخواہوں کی وصولی میں دقت پیش ہو۔ جعفر بن معتضد ایسا شخص ہے، آپ اسی پر بیعت خلافت کیجئے کہ نظم و نسق آپ کے زیر اثر حکومت ورہ جائے دے۔ اگر امورات دوراندیش سلطنت کے مال و اسباب کی نگرانی کرے تو ایسے شخص کو خلیفہ بنائیے جو دین اسلام کی تعلیم پر کاربند ہو، گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور ثواب کا طالب ہو اور ایسے شخص کو تمام حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات سے آگاہ ہو، ان کے احوال کا اندازہ لوگوں کو تجربات سے آتا چاہئے تھا اور تمام امور ہو۔ میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے۔ یہی شخص مسند خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت بھی رکھتا ہے۔ وزیر السلطنت نے کہا: تمہیں انتخاب کرتے ہوئے شرم نہ آئی؟ وہ تو ابھی لڑکا ہے۔ ابن فرات نے جواب دیا: ہاں یہ صحیح ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی کیا ضرورت ہے جو ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرتا ہو اور جو ہم پر حاوی ہو جائے۔

بیعت خلافت: وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ کی طرف مشورہ کی غرض سے رخ کیا۔ علی بن عیسیٰ نے کسی کا نام نہ لیا صرف اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنائیے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور امور خلافت سنبھالنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا تھا کیونکہ ابن فرات نے رائے دی تھی اور اس کے بھائی خلیفہ مکتفی نے وصیت کی تھی اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ غرض وزیر السلطنت نے صاف طور پر جعفر کو مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ جعفر اپنے مکان سے ایک کشتی میں سوار ہو کر قصر دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ وزیر السلطنت کے مکان

حتیٰ کہ سامانی نے دل میں یہ تصور کر لیا کہ شاید وزیر نے جعفر مقتدر کو [illegible] کی غرض سے منتخب کیا ہے۔ چنانچہ اس کی [illegible] ہوا اب جعفر کو [illegible] پہنچے سے دار الخلافت میں چلا آیا اور حاضر کیا۔ یہ بیعت خلافت لے لی۔ بعد ازاں جعفر کو [illegible] سے مسند خلافت پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت اور سب ارکان [illegible] آ گئے اور ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے خود کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس وقت بیت المال میں [illegible] دینار تھے۔ وزیر السلطنت نے اس میں سے حق بیعت نکال لیا۔ اس کے بعد کاروبار سلطنت حسن نظام سے [illegible] چلنے لگا۔

محمد بن معتز کی خلافت کی کوشش: جب مقتدر باللہ کی طرف سے تخت نشینی پوری ہو گئی تو بعض ارکان دولت کم عمری کی وجہ سے نظر حقارت سے دیکھنے لگے اور خلیفہ وقت سے منحرف ہونے لگے۔ وزیر السلطنت ابو القاسم کا دل بھی پھر گیا۔ وہ خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابو عبداللہ محمد بن معتز کی خلافت کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ آخر بات طے ہو گئی۔ ابو عبداللہ نے منظور کر لیا۔ [illegible] حاجب [illegible] خلیفہ مقتدر کی معزولی [illegible] خلیفہ کی [illegible] تھی۔ [illegible] نے اپنے [illegible] تخت سے خلافت لی [illegible] اجازت طلب کی تھی۔ وزیر السلطنت ابو القاسم نے [illegible] کی اجازت دے دی تھی اور [illegible] کے قریب [illegible] خلیفہ مقتدر کو [illegible] اسے قتل کرنے کا قصد کیا تھا۔ [illegible] ان لوگوں کی خلافت کا [illegible] تھا۔

محمد بن معتز کی وفات: اتفاقات [illegible] خبر ہوئی اور [illegible] ابو عبداللہ محمد بن معتز جب سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے [illegible] وزیر السلطنت کی [illegible] ابو الحسن بن خلیفہ متوکل کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کا [illegible] اتفاق یہ ہوا کہ وہ بھی مر گیا۔ [illegible] خلیفہ مقتدر [illegible] مکمل ہو گیا اور [illegible] سلطنت [illegible] سے [illegible] گیا۔

خلیفہ مقتدر کے خلاف سازش: [illegible] سالار [illegible] سلطنت [illegible] نے [illegible] شروع [illegible] عبداللہ بن معتز سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کی [illegible] زبان [illegible] اس امر پر متفق ہو گئے [illegible] اختلاف [illegible] اس امر کے بانی مبانی [illegible] وزیر السلطنت [illegible] تھے۔

عباس ابن حسن کا قتل: [illegible] تھا کہ وزیر السلطنت نے اس امر [illegible] خلیفہ مقتدر [illegible] وزیر السلطنت [illegible]

[illegible]

طرف جارہا تھا دفعۃً حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۰ ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔

عبداللہ بن معتز کی بیعت: اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کر کے عبداللہ بن خلیفہ معتز کی خلافت کی بیعت کر لی گئی اس وقت خلیفہ مقتدر حلبہ میں چوگان کھیل رہا تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتز کی بیعت خلافت لینے کے حالات سن کر محل سرائے میں چلا گیا اور دروازے بند کرا دیئے۔ اس کے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلبہ میں آیا مگر وہاں ناکام واپس گیا۔ دارالعوام پہنچ کر عبداللہ بن خلیفہ معتز کو بلوایا۔ سپہ سالاران لشکر، عمائدین دولت اور ارکان سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی۔ مگر ابوالحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔

عہدوں کی تقسیم: عبداللہ بن خلیفہ معتز نے بیعت خلافت لینے کے بعد المرتضی باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور محمد بن داؤد بن جراح کو عہدۂ وزارت مرحمت فرمایا۔ علی بن عیسیٰ کو محکمۂ دواوین سپرد کر دیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دارالخلافہ چھوڑ کر باہر آ جاؤ اور خلافت کی بیعت دے دو۔ شام کے قریب مقتدر نے لکھا ”مجھے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے مگر شام تک کی مہلت عطا کی جائے“ رات کے وقت مونس خادم، مونس خازن، غریب الخال اور کل خدام حاشیہ نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس سے خلاصی اگر ہو سکتی ہے تو اسی ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کریں۔

حسین بن حمدان کی پسپائی: صبح کو حسین بن حمدان دارالخلافہ کے دروازے پر گیا۔ خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فصیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ تمام دن بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ہمراہیوں کو واپسی کا حکم دیا۔ جوں ہی رات کی تاریکی چھا گئی مع اپنے اہل و عیال کے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کے مددگاروں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ بن معتز پر حملے کی تیاری کر دی کشتیوں پر سوار ہو کر عبداللہ بن معتز کے مکان کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارے پر تھا عبداللہ بن معتز کے ہمراہی ان لوگوں کو دیکھ کر ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہو گئے کہ بلا جدال و قتال قبل اس کے کہ وہ کشتیاں کنارے پر آ لگیں اور وہ لوگ اتریں بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حسین بن حمدان کے سر پر الزام تھوپ دیا کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے سازش کر لی ہے۔

ابن معتز کی روپوشی: عبداللہ بن معتز اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس ظن فاسد کی بنا پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے ضرور ساتھ دیں گے اور غالباً سامرا پہنچ جائیں گے جس سے خلیفہ مقتدر کی مدافعت ہم کر سکیں گے سوار ہو کر راستہ صحرا کا لیا۔ تھوڑی سی مسافت طے کر کے دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے۔ مجبوراً شہر میں واپس آئے اور لوگوں کے مکانات میں روپوش ہو گئے۔ محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی مکان میں چھپا اور عبداللہ بن معتز نے مع اپنے خادم کے ابو عبداللہ بن جصاص کے مکان میں پناہ لی۔ بدمعاشوں، بازاریوں اور آوارہ منش لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ مار اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ ابن عمرویہ افسر پولیس بھی عبداللہ بن معتز کی بیعت کر چکا تھا۔ اس نے شہر کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض

سے منادی کرا دی کہ میں خلیفہ مقتدر کو بدلنا چاہتا ہوں اور لوگوں کو قتل کر کے عوام الناس کی طرف جھکا۔ عوام الناس بگڑ گئے اور گھبرا کر اس مقام سے نکال کر لے گئے۔ ابن معتز بھاگ کر ایک مکان میں جا چھپا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت مونس کو پولیس کی افسری عنایت فرمائی اور اس طوفان کے فرو کرنے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا، عامیان تمام محلات شہر میں پھیل گئے۔ باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔ وصیف بن سوار تکین گرفتار ہو کر آیا اور مار ڈالا گیا۔ قاضی ابو عمر و علی بن عیسیٰ اور قاضی محمد بن خلف بھی گرفتار ہو کر آئے مگر رہا کر دیئے گئے بعد ازاں قاضی ابو المثنیٰ احمد بن یعقوب پابہ زنجیر حاضر کیا گیا حاضرین مجلس سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا جواب دیا "وہ ابھی لڑکا ہے میں اس کی بیعت نہ کروں گا"۔ خلیفہ مقتدر نے اشارہ کر دیا۔ اس کا سر اتار لیا گیا اس کے بعد ابو الحسین بن فرات کو بلا بھیجا، عبداللہ بن معتز کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشنودی عنایت کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

ابن معتز کا انجام: ابن جصاص کے غلام سوسن نامی نے صافی حرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) سے جا کر خبر کر دی کہ ابن معتز ایک دو کے ساتھ میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ صافی حرمی نے خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع کر دی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دے دیا اور ابن جصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا۔ دروازے توڑ ڈالے گئے ابن معتز گرفتار ہو گیا تمام شب محل میں رہا۔ صبح کے وقت اس کے دونوں خصیے کاٹ ڈالے گئے وہ مر گیا اس کی نعش اس کے اہل و عیال کو دے دی گئی اور ابن جصاص کو اس الزام میں گرفتار کر کے مال لے کے رہا کر دیا۔

باغیوں کو سزا ملی: محمد بن داؤد (عبداللہ بن معتز کا وزیر) بھی روپوش تھا۔ پتہ لگا کے گرفتار کر لیا گیا اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن عیسیٰ بن علی اسحاق جو تب جلا وطن کیا گیا مگر وزیر السلطنت ابن فرات سے مکہ جانے کی اجازت طلب کر کے بہ انتظام مکہ معظمہ چلا گیا وہ وہیں قیام پذیر رہا۔ قاضی ابو عمر و علی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا۔ حسین بن حمدان کی گرفتاری کے لئے ایک لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرویہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلغ وغیرہ کی جان بچی اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ خدام دولت اور دولت خواہان خلافت مقتدر انعام اور صلے لینے کو دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور وزیر السلطنت نے ہر حیثیت، ماتحتوں، سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت کو اعلیٰ قدر مراتب انعامات اور عطیے دیئے۔ بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا نصف حصہ تقسیم کر دیا۔

حسین بن حمدان کی اطاعت: اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیما کو سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر متعین فرمایا۔ قاسم بن سیما قرقیسیا اور رحبہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا بن حمدان (یہ حسین بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو الہیجا قاسم بن سیما اور سپہ سالاران لشکر کے ساتھ حسین کی تلاش میں روانہ ہوا۔ تکریت کے قریب حسین سے ملاقات ہوئی ایک دوسرے سے صف آرا ہوئے۔ حسین شکست کھا کر بھاگا اور اپنے بھائی ابراہیم کی معرفت دربار خلافت میں امان کی درخواست روانہ کیا۔ اسے امان دے دی گئی۔ حسین نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمرو غنوی کو معزول کر کے قم و کاشان کی سند حکومت دے دی۔ حسین نے رخصت ہو کر قم کا راستہ لیا۔ اسی اثناء میں فارس (اسمٰعیل سامانی ماوراء النہر کا

[illegible]

افریقہ میں شیعہ حکومت: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اپنے طریقے سے روایت نہیں کی گئی جس سے صحیح ہونے پر کوئی ذرا بھی شک پیدا ہو جائے اور کسی نے ملک میں سے اس پر یقین کیا ہے جو قابل اعتماد ہیں۔ بے شک اور بلاشبہ یہ واقعہ کی گڑھی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جس میں کچھ اصلیت نہیں ہے۔

اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ: رافضیوں کی دو قسمیں ہیں۔ اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ۔ اثنا عشریہ خلافت امامت کو علی کے بعد حسن، حسین، علی (زین العابدین) محمد باقر اور جعفر صادق ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان کے بعد ان کی اولاد کی طرف نسلاً بعد نسل بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام مہدی ہیں جو ان کے زعم فاسد کے مطابق غار سر من رائے میں چلے گئے ہیں اور یہ فرقہ اس وقت ان کے خروج کے انتظار میں ہے۔ اسماعیلیہ گروہ خلافت و امامت جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل کو منتقل کرتے ہیں اور اسماعیل کے بعد اسماعیل کے اعقاب کی طرف سلسلہ خلافت و امامت منتقل کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے عبید اللہ (یعنی عبید اللہ مہدی جس کا ذکر آگے ہو رہا ہے) پر ختم کر دیتے ہیں اور یہ عبیدیہ کے لقب سے پکارے جاتے ہیں اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبد اللہ بن مکتوم تک سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ محمد مکتوم بن اسماعیل کا کوئی لڑکا عبد اللہ نامی نہ تھا۔

عبیدیہ: ان عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والے مشرق، یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے دو شخص ایک معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی افریقہ گئے تھے۔ ان دونوں کو شیعہ عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ مغرب کی سرزمین شور ہے، تم لوگ افریقہ چلے جاؤ اور کاشت کاری کر کے اس سرزمین کو سرسبز اور بارآور کرو۔ چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقہ میں پہنچ کر ایک نے سرزمین کتامہ شہر مرماجنہ میں قیام کیا، دوسرا شہر سوق حمار میں مقیم ہوا۔ انہیں دونوں کے ذریعہ سے اس اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں خصوصی طور پر اس مذہب کا شیوع ہوا۔

عبیدیہ اعتقادات: ان لوگوں کا یہ زعم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نص جلی و بہ اشارات واضح خلافت و امامت کی حضرت علی کے حق میں وصیت کی تھی۔ جس سے صحابہ (معاذ اللہ) نے انحراف و عدول کر کے حضرت علی کے سوا دوسرے کو خلیفہ بنا لیا۔ اس وجہ سے ان صحابہ سے تبرا کرنا واجب ہے جنہوں نے اس وصیت سے عدول و انحراف کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت علی نے اپنے بیٹے حسن کو اور حسن نے اپنے بھائی حسین کو، حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو، علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو، محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر صادق کو، جعفر الصادق نے اپنے بیٹے امام اسماعیل کو، امام اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد المکتوم کو، محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو، جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبیب کو، محمد الحبیب نے اپنے بیٹے عبد اللہ المہدی کو اپنا وصی اور سریر خلافت و امامت کا جانشین و وارث بنایا تھا۔

شیعی داعی ابو عبد اللہ: یہ وہی عبد اللہ المہدی ہے جس کا ابو عبد اللہ شیعی داعی تھا۔ ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز و بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ و بصرہ و طالقان میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمد الحبیب نے

---

[1] مکتوم کا لقب۔ یہ چھپ کر بسر کرتے تھے انہیں خوف رہتا تھا اس لیے ان کو مکتوم کہا جاتا تھا۔

[2] ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن زکریا شیعی صنعانی۔ یہ عالم تھا۔ ابن حوشب یمنی کا مصاحب تھا۔ جب حلوانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن حوشب نے اس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۰۔

زمین تھے بمقام سلمیہ میں رہتا تھا۔ ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جس ملک میں جہاں پہنچتے آلِ محمد کی منقبت اور ان کی محبت کی اشاعت کرتے اور چپکے چپکے اپنے عقائد کو پھیلاتے تھے۔ یہ لوگ کٹے شیعہ تھے اکثر اوقات حضرت امام حسین کی قبر کی زیارت کو کربلا آتے اور جو کربلا سے [illegible] زیارت آتے تھے امام اسماعیل کی اولاد سے تھے۔ [illegible] ہو جاتے تھے ان میں بھی ان لوگوں کے [illegible] اور مذہب تھے

محمد بن فاضل: محمد بن فضل یمن کا ایک شخص [illegible] رہنے والا جو اصل میں [illegible] تھا۔ ایک بار امام محمد الحبیب کی زیارت کو آیا ہوا تھا۔ رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار نے (یہ کوفی تھا) اسے بھی اپنے ساتھ کر دیا اور دعوت مہدیہ کے قائم کرنے کی ہدایت کر دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدی کا ظہور ہونے والا ہے۔ [illegible] جلد [illegible] ہوا چاہتا ہے۔ محمد بن فضل نے [illegible] رستم یمن کو پہنچ کے [illegible] قیام کیا اور [illegible] سے ان لوگوں کے قلوب امام محمد الحبیب کی طرف مائل کرنے لگے۔ ظاہر دعوت کو [illegible] تھا۔ آلِ محمد کی محبت اور ان سے محبت کرنے پر لوگوں [illegible] ہوتا تھا [illegible] نے اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع ہو گئے اور اس نے رفتہ رفتہ یمن کو دبا لیا اور ان لوگوں کے [illegible] میں بھی اپنے [illegible] کو جما دیا۔ ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس سے آپ آئندہ [illegible]) حالات حاصل کر چکے ہیں) امام محمد الحبیب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام محمد الحبیب نے اس کو [illegible] کرنے کے لئے ابن حوشب کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو عبد اللہ نے ابن حوشب کی صحبت میں ایک مدت تک رہ کر علم و کمال حاصل کیا۔ بعد ازاں ابن حوشب نے ابو عبد اللہ کو حج کے [illegible] کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا اور ابو عبد اللہ بن ابی الملاحف کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

مہدی موعود کے ظہور کا اعلان: ابو جعفر اور ابو عبد اللہ نے ایام حج میں پہنچ کر کتامہ کے چند سرداروں حریث جمیلی اور موسیٰ بن مکارم وغیرہ سے ملاقات کی اور راہ و رسم پیدا کی۔ کتامہ کے قافلے والے ابو عبد اللہ [illegible] اور [illegible] دیکھ کر گرویدہ ہو گئے کہ ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھنے لگے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس سعادت کو حاصل کروں۔ بعد ادائے مناسک حج ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا۔ پندرھویں ربیع الاول ۲۸۸ھ میں کتامہ پہنچے۔ اہل کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان موضع ایکجان میں جس کو ان لوگوں نے فج الاخیار کے نام سے معنون و موسوم کیا بنوا دیا۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور ابو عبد اللہ کے زہد و عبادت کی شہرت [illegible] میں پھیل گئی۔ ابو عبد اللہ، ابو عبد اللہ جب [illegible] وقت یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت کی ہے۔ [illegible] کی [illegible] وہ عنقریب خروج کیا چاہتے ہیں۔ ان کے معین و انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانے کے اخیار ہوں گے۔ ان کے [illegible] کا نام کتمان سے مشتق ہے۔ اگر چہ صاف طور سے [illegible] نہیں فرمایا ہے مگر قرینہ یہ کہتا ہے کہ یہی اہل کتامہ ہوں گے۔ علماء کتامہ [illegible] ابو عبد اللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے۔ ابو عبد اللہ نے مناظرہ سے انکار کیا مگر عوام الناس ان کی زہد و عبادت اور [illegible] میں آ گئے اور جوق در جوق [illegible] ان کی دعوت میں شریک اور ان کے مذہب میں شامل ہو گئے۔ یہ لوگ ان کو ابو عبد اللہ مشرقی شیعی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

اہل کتامہ کی اطاعت: چونکہ رفتہ رفتہ اہل کتامہ میں ایک [illegible] پیدا ہو گیا اور [illegible] ابو عبد اللہ نے [illegible]

لڑتے ہوئے اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابوعبداللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھی اور ان کو داخل کر کے [illegible] چلا کر شہر [illegible] اٹھ جائے تھے اور خود ان کے [illegible] کرنے کا قصد کیا [illegible] کی۔ [illegible] ابوعبداللہ کی شکست کا فیصلہ کیا۔ ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقیہ [illegible] طلب کی۔ [illegible] کی ہدایت کرتے ہے۔ ابراہیم [illegible]

ابوعبداللہ کی سرکوبی اس کے بعد ابوعبداللہ نے [illegible] ابراہیم بن احمد [illegible] الاحول [illegible] ابوعبداللہ [illegible] ابوعبداللہ کے [illegible]

ابوعبداللہ کا حملہ اس معرکہ کے بعد ابوعبداللہ نے [illegible] ابراہیم بن احمد والی افریقیہ نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالعباس [illegible] زیادۃ اللہ [illegible] ابوعبداللہ کے قریب [illegible]

عبیداللہ بن حسین کی امامت محمد الحبیب نے بوقت وفات امامت اپنے بیٹے عبیداللہ کے حق میں وصیت [illegible] محمد الحبیب کے انتقال [illegible] عبیداللہ نے [illegible] امامت [illegible] ابوعبداللہ [illegible] عبیداللہ [illegible] اپنے بیٹے [illegible]

عبیداللہ کی گرفتاری عبیداللہ نے [illegible] عبیداللہ [illegible]

[illegible]

دیا۔ غیر ولکھ ہوا تھا۔ جس نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبیداللہ کی تلاش میں چاروں طرف پھیلا دیا۔ نوشری کے ہی مصاحب نے عبیداللہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ عبیداللہ اپنے رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا مگر اتفاق سے نوشری سے ملاقات ہو گئی۔ صورت شکل اور رفتار و گفتار سے نوشری تاڑ گیا کہ یہ وہی عبیداللہ ہے۔ فوراً گرفتار کر لیا۔ جاتے میں دوپہر ہو گئی۔ دسترخوان بچھا کر نوشری نے عبیداللہ سے کہا اس نے روزہ کا عذر کیا۔ بعد ازاں باتوں باتوں میں نوشری نے عبیداللہ سے حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہا۔

عبیداللہ کی رہائی و فرار: عبیداللہ نے اپنے فقرے سے یہ کہ نوشری کے دل پر اثر ڈالا کہ یہ بے گناہ اور بے خطا ہونے کا یقین ہو گیا۔ چونکہ نوشری نے عبیداللہ کو رہا کیا تھا کہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈتا ہوا آ پہنچا۔ نوشری نے دریافت کیا "یہ کون ہے؟" بتایا گیا کہ "یہ عبیداللہ کا لڑکا ہے"۔ نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص وہ ہوتا تو اس کا بیٹا شکاری کتے کی تلاش میں بے پروا ہو کے دشت میں نہ پھرتا۔ عبیداللہ کو رہا کر دیا۔ عبیداللہ نے رہائی کے بعد کوچ شروع کر دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔ اثنائے راہ میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا۔ کل مال و اسباب چرا لے گئے۔ اس مال میں ملاحم کی کتابیں تھیں جو ان کو وراثت میں ملی تھیں۔ ان کتابوں کے ضائع ہو جانے سے عبیداللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ کے بیٹے ابوالقاسم نے جب مصر پر فوج کشی کی تھی تو اسی مقام سے وہ کتابیں لی تھیں۔

ابوالعباس شیعی کی گرفتاری: عبیداللہ طاحونہ سے روانہ ہو کر [illegible] پہنچے۔ وہاں سے طرابلس پہنچا۔ تجارت پیشہ اصحاب جو اس کے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عبیداللہ نے اسی مقام سے ابوالعباس برادر ابو عبداللہ شیعی کو کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ قیروان پہنچا۔ زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابوالعباس کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس نے سراغ رسانی کر کے ابوالعباس کو گرفتار کر لیا اور عبیداللہ کے حالات دریافت کئے۔ ابوالعباس نے انکار کیا۔ زیادۃ اللہ نے جیل کے [illegible] میں ڈال دیا اور عامل طرابلس کو عبیداللہ کو گرفتار کرنے کو لکھ بھیجا۔ کسی ذریعہ سے عبیداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی اور اس نے طرابلس کو خیرباد کہہ کر قسطیلیہ کا راستہ لیا اور پھر اس خوف سے کہ ابوالعباس برادر ابو عبداللہ شیعی قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ قسطیلیہ سے سجلماسہ کا رخ کیا۔

عبیداللہ کی دوبارہ گرفتاری: سجلماسہ میں الیسع بن مدرار کے گروہ والے تھے ان لوگوں نے عبیداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عزت و توقیر سے ٹھہرایا۔ اسی اثناء میں زیادۃ اللہ کا خط پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مدعی مہدویت ہے جس کی طلبی کے خطوط تمہارے پاس آ رہے ہیں فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔ والی سجلماسہ نے حسب الحکم عبیداللہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی فتوحات: ابو عبداللہ شیعی کے حالات اور ان بلاد افریقیہ کے دبائے جانے کے وقت سے آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے پہلے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ابو عبداللہ کی جمعیت بڑھتے بڑھتے اور بلاد افریقیہ کو قبضہ و تصرف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے اپنے ایک عزیز [illegible] ابراہیم بن حبشی کو امیر لشکر مقرر کر کے کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار

تھی۔ تاہم کافی جنگ آزمودہ سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے۔ [illegible] کرتے ہوئے پہلے شہر سطیف کے قلعہ پر ابو عبداللہ نے پہلے ہی سے ایک قلعہ بند [illegible] اور ان کا [illegible] بیٹے کو قتل [illegible] ابراہیم اپنا لشکر لئے ہوئے ابو عبداللہ کے انتظار میں [illegible] میں ابو عبداللہ کی تھوڑی سی فوج رہ گئی تھی۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی خبر کر دی ابو عبداللہ نے اپنے رسالہ کو ابراہیم کے لشکر پر شب خون مارنے کو بھیجا [illegible] ابراہیم [illegible] ابو عبداللہ نے رسالے کو پیچھا [illegible] ابراہیم کے ہوش و حواس جاتے رہے کمال بے سرو سامانی سے شکست کھا کر قیروان کی طرف بھاگا۔ ابو عبداللہ نے فتح کا اعلان نامہ عبیداللہ کی خدمت میں روانہ کیا اس وقت یہ سجلماسہ کے قید خانہ میں تھا۔

طبنہ اور بلزمہ پر قبضہ: ابو عبداللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طبنہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد [illegible] بلزمہ کا رخ کیا۔ اہل بلزمہ [illegible] ہوئی۔ بالآخر ابو عبداللہ نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کر لیا [illegible] زیادۃ اللہ فرمانروائے افریقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم الشان لشکر ہارون طبنی کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ طبنی نے [illegible] ابو عبداللہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کو اپنا امام تسلیم کر لیا تھا۔ طبنی نے [illegible] کے بزور تیغ شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔

ہارون طبنی کی شکست: بعد ازاں یہ ابو عبداللہ کی طرف چلا۔ اثنائے راہ میں ابو عبداللہ کا ہراول ملا۔ طبنی کا لشکر گھبرا کر پریشان ہو گیا۔ [illegible] ابو عبداللہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ ابو عبداللہ [illegible] طبنی کے سر پر آ پہنچا۔ طبنی [illegible] بھاگ کھڑا ہوا [illegible] میں طبنی مارا گیا۔ ابو عبداللہ نے [illegible] پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کو ہوش آیا [illegible] اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابو عبداللہ پر حملہ کرنے [illegible] مصاحبوں نے یہ رائے دی کہ آپ ابو عبداللہ کے مقابلہ پر نہ جائیے۔ خدانخواستہ اگر کوئی بات پیش آ گئی تو ہم لوگوں کا کوئی [illegible] بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت [illegible] اور کسی [illegible] زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ لشکر [illegible] اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن ابی اغلب کے [illegible] ابو عبداللہ کی طرف روانہ کیا اور خود قیروان کی جانب مراجعت کی۔

باغایہ کا محاصرہ اور [illegible] پر قبضہ: ابو عبداللہ [illegible] کی طرف [illegible] پر حملہ کر دیا عامل باغایہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو عبداللہ نے باغایہ میں داخل ہو کر [illegible] اس کے بعد [illegible] ابو عبداللہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کر کے شہر [illegible] کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل [illegible] نے امان حاصل کر کے اس کو شہر سپرد کر دیا [illegible] فتح ہونے [illegible]

---

[1] [illegible]

طرف سے امان کی درخواستیں آنے لگیں۔ بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ ابو عبداللہ نے سب کو امان دی اور چند لوگوں کو ان بلاد کی محافظت اور انتظام پر مقرر کر کے خود ایک دستہ فوج کے ساتھ سکیانہ کی طرف روانہ ہوا پھر سکیانہ سے تبسہ اور مجانہ کی طرف کوچ کیا۔ بعد ازاں قصرین (سرزمین قمودہ) کا رخ کیا۔ پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائیاں بھی ہوئیں اور یہ فتح ہو گئے۔

قسطیلیہ کا محاصرہ: ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اغلب تک پہنچی۔ وہ اس وقت اربس میں تھا اور والی افریقیہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ رقادہ میں زیادۃ اللہ والی افریقیہ ہے اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اس نے اربس سے رقادہ کی جانب کوچ کیا۔ ابو عبداللہ نے رقادہ سے قسطیلیہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل قسطیلیہ نے امان حاصل کر کے شہر اس کے حوالے کر دیا۔ ابو عبداللہ نے قسطیلیہ پر قبضہ حاصل کر کے باغایہ کی جانب معاودت کی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر پہنچ کر ابو عبداللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ پھر باغایہ کی جانب کوچ کیا اور امیر مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑ دیا ہو تو فج عرعار سے آگے نہ بڑھنا۔ چنانچہ یہ لشکر نہ پہنچ پایا تھا کہ ابراہیم وہاں سے چل دیا۔

معرکہ اربس: اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابو عبداللہ نے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ فوج کو پیچھے سے لشکر ابراہیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اربس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ابراہیم نے نہایت مردانگی سے کام لیا مگر ہمراہیوں کی پست ہمتی اور بزدلی سے شکست اٹھا کر بھاگا۔ ابو عبداللہ نے کمال سختی اور بے رحمی سے ابراہیم کے لشکر کو پامال کیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور اربس میں گھس کے اہل اربس کے شبانہ روز قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ بعد ازاں قمودہ میں آ پہنچ کر قیام کر دیا۔

بنی اغلب کا زوال: ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ والی افریقیہ کو ہوئی تو بدحواس ہو کر مصر بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اغلب کے محل سراؤں کو لوٹ لیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے قیروان پہنچ کر دار الامارت میں قیام کیا۔ روسائے شہر اور امرائے مملکت کو جمع کر کے ابو عبداللہ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کی۔ مال و اسباب کی مدد چاہی اور بصورت اطاعت و امداد ان کے جان و مال کی محافظت و حمایت کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لوگ تجارت پیشہ اور عوام الناس ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس اس قدر مال و اسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کر سکیں اور نہ ہم لوگ جنگ و جدال سے واقف ہیں۔ ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ یہ لوگ دار الامارت سے اٹھ کر باہر آئے اور عوام الناس کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔ عوام الناس یہ سنتے ہی دار الامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو نکال دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کا افریقیہ پر قبضہ: ابو عبداللہ شیعی کو جس وقت وہ سبیبہ میں تھا زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر لگی اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ اثنائے راہ میں عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر نے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے وہاں اس نے امان کی منادی کرا دی۔ ابو عبداللہ کی آمد کی خبر پا کے

اس کی وجہ سے ان کا قلعہ کو آئے۔ ابو عبداللہ نے ان لوگوں کو امان دے دی اور ولایت واقرہ میں سے نکل آیا۔ ادہر کے مکانات اور امراء دولت کے مکانات کو اپنی فوج پر تقسیم کر دیا۔ قیروان والوں نے آتش جنگ فرو ہوتے دیکھ کر لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کی طرف مراجعت کی۔ ابو عبداللہ نے انتظام کی طرف توجہ کی۔ حسب ضرورت ہر شہر میں اپنے عامل مقرر کئے قلعوں پر والی ناحیوں کی گرفتاری کو تیار کیا اور زیادۃ اللہ کے مال و اسباب اور مکانات وغیرہ کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا۔ خطیبوں نے جب یہ دریافت کیا کہ خطبوں میں کس کا نام پڑھا جائے تو ابو عبداللہ نے کسی کا نام نہیں لیا البتہ جدید سکہ رائج کرایا۔ ایک طرف بلغت حجۃ اللہ دوسری طرف تفرق اعداء اللہ لکھوایا۔ آلات حرب پر "عدۃ فی سبیل اللہ" کندہ کرایا اور گھوڑوں کی رانوں پر "الملک للہ"۔

سجلماسہ کا محاصرہ: ابو عبداللہ نے افریقیہ پر کسی قدر تسلط اور تنظیم سے فرصت حاصل کر لی۔ اسی وقت اس کا بھائی ابو العباس جو اس سے ملنے کو آیا اس نے ابو العباس کو اپنی جگہ پر افریقیہ کا حاکم مقرر کر کے دارالحکومت پر متعین کیا اور خود ایک فوج جرار لے کر مغرب کی جانب قدم بڑھائے۔ ابو عبداللہ کے مغرب کی جانب کوچ کرتے ہی مغرب میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ بڑے بڑے قبائل اس سے خوف کھا کر اطاعت قبول کر لی۔ زناتہ والوں نے ابو عبداللہ کی آمد کی خبر سن کے آپ اسی طرف اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سجلماسہ کے قریب پہنچا جہاں پر عبیداللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ الیسع بن مدرار والی سجلماسہ کو ابو عبداللہ کے قریب آ پہنچنے کی خبر لگی تو اس نے عبیداللہ سے اس کے حالات دریافت کرائے۔ عبیداللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا۔ اس نے لڑکے ابو القاسم سے استفسار کرایا اس نے بھی حال چھپایا۔ سرداروں سے انکشاف حال کی کوشش کی ان دونوں نے کوئی اقراری جواب نہ دیا۔ والی سجلماسہ نے مجبور ہو کر ان دونوں کو قید کر دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو عبداللہ تک پہنچی تو نہایت قلق کیا۔ اگرچہ وہ دور تھا لیکن آپ تھا وہ نامہ لکھے۔ آخر بہ ارسال قاصد سجلماسہ کے پاس روانہ کیا۔ والی سجلماسہ نے کچھ جواب نہ دیا کوئی چال معلوم ہوتی ہے خطوط چاک کر کے پھینک دیا اور قاصدوں کو قتل کر ڈالا۔ اس سے ابو عبداللہ کو زیادہ اشتعال پیدا ہوا اس نے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے سجلماسہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

عبیداللہ کی رہائی: چالیس روز محاصرہ کے بعد ایک خفیف لڑائی لڑ کر والی سجلماسہ معہ اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام کے رات کے وقت بھاگ گیا۔ صبح کو اہل سجلماسہ نے ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابو عبداللہ ان کے ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبیداللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبیداللہ کو معہ اس کے بیٹے ابو القاسم کے نکال کے گھوڑوں پر سوار کرایا۔ آگے آگے عبیداللہ تھا اور اس کے پیچھے امراء دولت اور سرداران سجلماسہ تھے۔ ابو عبداللہ بآواز بلند یہ کہتا جاتا تھا: ہذا مولاکم ہذا مولاکم اور فرط مسرت سے رو رہا تھا یہاں تک کہ یہ لشکرگاہ میں پہنچا۔ عبیداللہ کو خیمے میں اتارا اور والی سجلماسہ کی تلاش میں چند سواروں کو روانہ کیا۔ دوسرے دن والی سجلماسہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابو عبداللہ نے پہلے کوڑوں سے اسے پٹوایا بعد ازاں قتل کا حکم دے دیا۔

عبیداللہ مہدی کی بیعت: اس کامیابی کے بعد چالیس روز تک ابو عبداللہ سجلماسہ میں خیمہ زن رہا۔ اکتالیسویں روز افریقیہ کی جانب مراجعت کی۔ آخر ربیع الثانی ۲۹۷ھ میں رقادہ پہنچا اور عبیداللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید

کی اور المہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا۔ اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کی بنا پڑتی ہے اور بنی اغلب کی حکومت افریقیہ سے بنی مدرار کی دولت سجلماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے جاتی رہتی ہے۔ مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے واعظوں اور مشنریوں کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا۔ اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے جس کو معدودے چند نے قبول کیا۔

شیعی مذہب کی جبریہ اشاعت مہدی نے جبر و استبداد کا ظہور کیا کہ جب ان کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین اور مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے مال و اسباب اور عورتوں کو کتامہ میں تقسیم کر دیا۔ ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں اور مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ پھر دیوان مرتب کروائے۔ محکمہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے عمال کو بلاد افریقیہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خنزیر کو مامور فرمایا۔ یہ ذی الحجہ ۲۹۷ھ میں مازر پہنچا اور اپنے بھائی علی کو والی بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدہ قضا دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد حسن نے ۲۹۸ھ میں دریا کو عبور کر کے قلوریہ کی جانب جہاد کیا۔ قتل و غارت کر کے اور بے حد مال و اسباب لے کے واپس آیا۔ ۲۹۹ھ میں اہل صقلیہ نے بغاوت کر دی اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد مہدی کی حکومت کو قبول کیا۔ مہدی کی خدمت میں ایک نامہ معذرت لکھ کر روانہ کر دیا جس میں حسن کی بدخلقی اور ترش مزاجی کی شکایت اور اس سے برگشتگی اور بغاوت کی معذرت تھی۔ مہدی نے اہل صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر مامور کیا جو آخر ذی الحجہ کو وارد صقلیہ ہوا۔

ابن لیث اور سبکری ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضے سے فارس کو نکال دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ جما دیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے اس کی خبر پا کر لشکر مرتب کر کے دوڑ پڑا۔ سبکری اور طاہر سے جنگ چھڑ گئی۔ اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کے بھاگا۔ سبکری نے اس کو مع اس کے بھائی یعقوب کے گرفتار کر لیا اور بزیر حراست عبدالرحمن بن جعفر کے ذریعے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ چونکہ سبکری بلا اجازت خلافت مآب فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبدالرحمن بن جعفر نے حاضر دربار ہو کر واسطے خراج کا اقرار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۹۶ھ کا ہے۔

ابن لیث کی گرفتاری اس کے بعد ۲۹۷ھ میں لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلے میدان میں اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ سبکری بھاگ کر ارجان پہنچا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ سبکری اور مونس خادم کے پہنچ جانے کی خبر لیث تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر لگی کہ حسین بن حمدان نے مونس کی کمک کی غرض سے قم سے بیضا کی جانب کوچ کیا ہے۔ فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ زیر افسری اپنے بھائی کے بیضا کی طرف بھیج دیا اور خود دوسرے حصے کے ساتھ مونس سے مقابلہ کرنے کے خیال سے ارجان کی راہ لی۔ راستہ غیر معروف اور دشوار گزار تھا بھول گیا۔ بڑی خرابی اور نقصان کے بعد ارجان کے بجائے مونس کے لشکر کے قریب پہنچا۔ رات کا وقت تھا۔ خیال کر کے یہ وہی لشکر ہے جو میں نے قم اور بیضا کی حفاظت کو اپنے بھائی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہے۔ فرط مسرت سے تکبیر کہی۔ لیث کے لشکریوں نے تکبیر کی آواز سن کر نعرہ ہائے تکبیر

جلد لیا۔ مونس اور سبکری نے فارس میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا کہ لیث لشکر لیے ہوئے آ پہنچا اور حملہ کر دیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد لیث کی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی۔ مونس نے لیث کو گرفتار کر لیا۔ مونس کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور خلیفہ مقتدر سے بجائے اس کے فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے۔ مونس نے اس وقت تو ہمراہیوں سے اتفاق کیا مگر رات کے وقت سبکری کو کہلا بھیجا کہ میرے ہمراہیوں کی نیت اچھی نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جائیے۔ سبکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ لیا۔ صبح ہوئی تو سبکری سے میدان خالی تھا۔ ہمراہیان مونس ہاتھ ملتے رہ گئے۔ مونس نے لیث کو لے کے بغداد کی جانب کوچ کیا اور حسین بن حمدان اپنے صوبہ قم واپس آ گئے۔

سبکری کی سرکشی: اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن بن جعفر کاتب نے سبکری کے دماغ میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا اور رفتہ رفتہ ریاست میں خود پیش پیش ہو گیا اور لوگوں کو یہ خیال گزرا [illegible] سب نے سبکری سے عبدالرحمن کی شکایت کر دی۔ سبکری نے عبدالرحمن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بجائے اس کے اسماعیل بن ابراہیم بمی کو عہدہ کتابت مرحمت کیا۔ اسماعیل نے نا عاقبت اندیشی کرتے ہوئے سبکری کو دربار خلافت سے مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کر لیا اور سالانہ خراج جو بھیجا کرتا تھا اس کو بند کر دیا۔ عبدالرحمن نے جیل سے ایک پوشیدہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام لکھا کہ چونکہ میں نے سبکری کو بغاوت اور دربار خلافت سے سرکشی کرنے کی مخالفت اور ممانعت کی تھی اس وجہ سے سبکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دار الخلافت میں نہیں بھیجا۔ ابن فرات نے مونس کو جب کہ وہ واسط پہنچ چکا تھا۔ سبکری کی سرکوبی اور اس کو گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم بھیج دیا۔ مونس اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ لوٹ پڑا۔ سبکری کو اس کی اطلاع ہوئی تو تحائف بھیجے اور مونس کے ذریعہ سے اپنے قصور معاف کرانے کی کوشش کی۔ مگر ابن فرات نے ایک نہ سنی۔

سبکری کی گرفتاری: ابن فرات نے محمد بن جعفر کو ایک جرار لشکر سواروں کے ساتھ سبکری کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور مونس کو بھیجا کہ تم [illegible] کے بغداد واپس چلے آؤ۔ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکری سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ پہلے ہی حملہ میں سبکری نے شکست کھائی اور قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ محمد بن جعفر نے قلعہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ سبکری نے قلعہ سے نکل کر پھر مقابلہ کیا۔ محمد بن جعفر نے سبکری کو پھر شکست فاش دی۔ سبکری بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں جا چھپا۔ اسماعیل سامانی والی خراسان نے اس کی جستجو کی اور اس نے ایک دستہ فوج بھیج کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر دار الخلافت میں بھیج دیا اور اپنی جانب سے فتح (افشین کا غلام تھا) کو مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ معزول کر دیا گیا اور بدر بن عبداللہ حمامی کو فارس کی سند گورنری مرحمت ہوئی۔

تبدیلی وزارت: آخری ۲۹۹ھ میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابوالحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا اور اس کے متعلقین کو [illegible] بھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔ تین دن تک بغداد میں وزیر السلطنت کے قید کر لینے سے فتنہ و فساد برپا رہا۔ تین برس تین مہینے ابن فرات نے وزارت کی۔ اس کے بعد قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن یحییٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ اس نے امور سلطنت کی طرف توجہ کی اور دیوان مرتب کیا۔

ابو علی محمد کی آخری معزولی: چونکہ ابو علی محمد تنگ دل، خود رائے، امور ریاست سے ناواقف، ناعاقبت اندیش اور [illegible] کی وجہ سے [illegible] کام اور [illegible] لہو و لعب میں مصروف [illegible] تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی البغل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابو علی محمد کو معزول کرنے کا قصد کیا۔ [illegible] مقصد کے لیے ابوالحسین کو اصفہان سے طلب فرمایا۔ ابو علی محمد نے [illegible] اس کا عزل اور ابوالحسین کی تقرری [illegible] کے [illegible] لہو و لعب [illegible] مصروف [illegible] انتظام سلطنت سے [illegible] وزیر [illegible] کے عہدوں کے [illegible] سلطنت [illegible] مراسم خلافت کے [illegible] تمام [illegible] پیش [illegible] گئے [illegible] چھپا دیا۔

ابن فرات کی رہائی: [illegible] خلیفہ مقتدر نے [illegible] سلطنت ابن فرات کو [illegible] کے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] تھا [illegible] وزارت [illegible] علی بن عیسیٰ [illegible] سے طلب کرنے [illegible] عہدہ وزارت سے معزول فرمایا اور ابو علی محمد [illegible] عیسیٰ نے عہدہ وزارت [illegible] انتظام سلطنت کی طرف [illegible] ابو علی محمد نے [illegible]

اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف: [illegible] عبید اللہ مہدی نے [illegible] کی جانب سے [illegible] تھی چونکہ [illegible] تنگ [illegible] زیادہ تھا۔ اہل صقلیہ [illegible] اور ایک جلسہ عام منعقد کر کے احمد بن [illegible] کو اپنے [illegible] پر مقرر کیا [illegible] بغاوت [illegible] احمد بن [illegible] خلیفہ مقتدر کی خلافت کی [illegible] اہل صقلیہ نے [illegible] خطبہ [illegible] خلیفہ مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا [illegible] جہاز [illegible] مہدی کے جنگی جہاز [illegible] عبید اللہ مہدی [illegible] اہل صقلیہ [illegible] مہدی کا [illegible] خلیفہ مقتدر نے احمد کو [illegible] بھیجے۔ اس کے بعد مہدی نے ایک [illegible] اہل صقلیہ نے [illegible] بغاوت [illegible] احمد کو [illegible] مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے [illegible] قتل کر ڈالا۔

ولی عہدی: [illegible] خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابو العباس کو ولی عہد مقرر کیا [illegible] خلافت پر [illegible] الراضی باللہ کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی وہ چار برس کا بچہ تھا۔ ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کی گورنری مرحمت فرمائی اور مونس خادم کو اس کا نائب [illegible] مصر و مغرب روانہ کیا [illegible] دوسرے بیٹے [illegible] کی [illegible]

اطروش کا ظہور: یہ اطروش عمر بن علی زین العابدین کی اولاد میں سے تھا۔ نام اس کا حسن تھا۔ علی بن حسن بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دیلم چلا گیا اور انہیں لوگوں میں تیرہ برس تک رہا۔ وہاں اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا اور عشر لینے پر کفایت کرتا تھا اگرچہ ان کا بادشاہ ابن حسان اس کی مدافعت کرتا رہتا تھا مگر ایک گروہ کثیر اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو مجتمع و مرتب کر کے ان سرحدی بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوا جو ان کی سرحد سے ملتے تھے۔ مثلاً قزوین اور سالوس وغیرہ۔ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی۔ اطروش نے سالوس کی شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعد ازاں دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چونکہ اس وقت طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بوجہ سرکشی و بغاوت معزول کر کے ابو العباس عبد اللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس نے اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ عدل و احسان سے اپنا گرویدہ اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا۔ انہیں وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ: کچھ عرصہ بعد احمد بن اسماعیل نے ابو العباس کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مامور کیا۔ یہ نہایت کج خلق اور ظالم تھا۔ اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا۔ اہل دیلم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت کر دی۔ سلام اور اہل دیلم سے لڑائیاں ہوئیں فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلام نے مجبور ہو کے حکومت طبرستان سے استعفا دے دیا۔ احمد بن اسماعیل نے ابن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر مقرر کر دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بد انتظامی دفع ہو گئی تا آنکہ بعد چند روز کے ابو العباس مر گیا۔ بجائے اس کے محمد بن ابراہیم بن صعلوک مقرر کیا گیا۔ اس نے سلام کی چال اختیار کی اور اہل طبرستان و دیلم کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ اطروش کو موقع مل گیا۔ دیلم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی بھی ترغیب دی۔ اہل دیلم محمد کی کج خلقی سے تنگ آ کے تیار ہو گئے۔ محمد نے یہ خبر پا کے لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلے پر بورخ کے دریا کے کنارے مورچہ قائم کیا۔ اطروش نے پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دے دی اور اس کے ہمراہیوں میں سے چار ہزار کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی لشکر نے بھاگ کے سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے بورخ کے محاصرہ ڈال دیا۔ تا آنکہ محصورین نے امان طلب کی۔ اطروش نے ان لوگوں کو امان دے کر آمل کی طرف واپس آیا۔ بعد اس کے حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) ان محصورین کے پاس آ پہنچا اور اس حیلہ سے کہ اس نے ان کو پناہ نہیں دی تھی ان کو مار ڈالا۔ اس فتح یابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اور ابن صعلوک بھاگ کے رے چلا گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل: اطروش مذہباً زیدی شیعہ تھا اور جو لوگ سفید رود سے آمل تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اسی کے پیرو ہو گئے۔ اطروش نے سالوس پر قبضہ حاصل کر کے آمل کی طرف کوچ کیا۔ ابن صعلوک نے ابن سامان کی پشت گری سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کو روانہ کیا۔ اطروش نے اس کو ہزیمت دے کر آمل کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد ازاں ۳۰۴ھ میں سعید والی خراسان نے اطروش پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔

---

۱ اصل کتاب میں اس مقام پر یونہی لکھا ہے۔ مترجم

اطروش کی سیرت و کردار اطروش بڑا [illegible] متقی اور [illegible] تھا ۔ چنانچہ [illegible] اس کی زندگی میں [illegible] تھی۔ کسی لڑائی میں اس نے [illegible] کا [illegible] نہ کیا تھا [illegible] اس [illegible] نے [illegible] ہے [illegible] حسن بن [illegible] حسن بن قاسم [illegible] کے [illegible] اطروش کے [illegible] بیٹے تھے حسن ابو القاسم اور حسین [illegible] کے [illegible] سالار [illegible] تھے ۔ [illegible] دیلم کے تھے [illegible] سالار [illegible] دیلمی تھے [illegible] زیادہ [illegible] کا صاحب تھا۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ ۳۰۲ھ میں عبید اللہ مہدی نے ایک عظیم الشان لشکر اپنے [illegible] بیٹے [illegible] سپہ سالار [illegible] کے ساتھ [illegible] اسکندریہ [illegible] خلافت [illegible] خلیفہ مقتدر نے [illegible] مونس خادم [illegible] ایک لشکر [illegible] روانہ کیا [illegible] مونس خادم نے ماہ جمادی الاولیٰ میں مصر کے قریب پہنچ کر [illegible] لڑائی [illegible] اور [illegible] شکست فاش دی [illegible] باقی لشکر [illegible] مغرب کا راستہ [illegible] مغرب [illegible] کے مقتولوں اور قیدیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری حسین بن حمدان [illegible] پہلے مال [illegible] مطالبہ کیا [illegible] حسین نے [illegible] کر دیا [illegible] اس کی [illegible] ایک عظیم الشان لشکر کے [illegible] ۳۰۳ھ میں [illegible] مونس خادم کے نام [illegible] خلافت [illegible] حسین نے [illegible] مونس خادم کے پاس پہنچے [illegible] حسین [illegible] اس وقت [illegible] حسین [illegible] کی [illegible] عبد الوہاب کو گرفتار کر لیا [illegible] بغداد [illegible] خلیفہ مقتدر نے حسین کو [illegible] ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا [illegible] ۳۰۶ھ میں [illegible] حسین کے قتل کا حکم دیا۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت [illegible]

مصیبت جھیل رہا تھا مگر اس کے باوجود خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کی رائے کے مطابق عملدرآمد کرتا تھا بعض درباری دوست خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک پہنچ گئی۔ اس نے بہ خیال انجام وزارت سے مستعفی ہونے کا قصد کیا مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ محل سرائے خلافت کی قہرمانہ وزیر السلطنت کے پاس کسی کام کی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا۔ کسی نے اس کو نہ جگایا۔ قہرمانہ واپس آئی۔ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں سے وزیر السلطنت کی شکایت کی۔ خلیفہ نے اسی وقت وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اور یہ اقرار لیا گیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور نائبوں کو بھی گرفتار کرا لیا۔ ابو علی بن مقلہ جو اس زمانہ میں روپوش تھا جب سے کہ ابن فرات کو قید کیا گیا تھا تبدیلی وزارت کے بعد ہی ظاہر ہو گیا۔ ابن فرات نے اسے طلب کر کے اپنے مصاحبین خاص میں داخل کر لیا۔

یوسف بن ابی الساج کی گورنری: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کے انتقال کے بعد یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں صوبہ جات ارمینیا اور آذربائیجان کا گورنر مقرر ہوا۔ جنگی انتظامات اور مال کے محکمے اسی کے سپرد ہوئے۔ چنانچہ وہ خراج مقررہ برابر ادا کرتا تھا۔ جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ نے قلمدان وزارت پر قدم رکھا یوسف نے خراج کے بھیجنے میں پہلو تہی شروع کر دی کسی سال کچھ روانہ کر دیتا اور کسی سال مطلق روانہ نہ کرتا اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی اور جس امر کا وہ خواہاں تھا یعنی دولت اس نے فراہم کر لی۔ اسی اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کے جیل میں ڈال دیئے گئے۔ فوراً یہ ظاہر کر دیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے حکومت رے کی سند عطا ہوئی ہے۔ ان دنوں رے کی حکومت محمد بن صعلوک کے قبضہ میں تھی۔ محمد بن صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کے سپہ سالاروں سے تھا اور اس کی طرف سے رے کی حکومت پر مامور تھا۔ مگر بعہد وزارت علی بن عیسیٰ محمد نے رے کو دبا لیا تھا اور براہ راست دربار خلافت سے خراج ادا کرنے کی شرط پر سند حکومت رے حاصل کر لی تھی۔ ۳۰۴ھ میں یوسف نے محمد پر فوج کشی کر دی۔ محمد بے خبر پا کر خراسان بھاگ گیا۔ یوسف نے بلا جدال و قتال رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

صوبہ رے کے واقعات: یوسف نے اس فتح کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن فرات کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا جس میں یہ تحریر کیا "میں نے حسب حکم وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ باغیان دولت عباسیہ سے قابضان صوبہ رے کو خالی کرا لیا۔ اس مہم سے میری غرض یہ تھی۔ بعد خالی ہو جانے کے معروض ہوں کہ وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی سند حکومت بھی مجھے عطا فرمائی ہے۔ خلافت مآب اس مضمون کو سن کر متعجب ہوئے حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کیا جائے"۔ معزول وزیر نے لاعلمی ظاہر کی اور یوسف کو سند حکومت رے دینے کے معاملے سے انکار کیا اور یہ کہا" کہ یوسف سے دریافت کیا جائے کہ فرمان شاہی اور سند حکومت کون لے کر گیا تھا کیونکہ اس کو کوئی پیغامبر یا خدام دولت لے گئے ہوں گے اس سے اس کے جھوٹ سچ کی قلعی کھل جائے گی۔ وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو

تحریر کیا تم نے ان بلاد سے بے جا خرچ کیا ہے تم کو ان پر قبضہ کر لینے کا حق تھا تم نے معزول وزیر علی بن عیسیٰ کے مکتوب اور اقرار کا طوق گردن میں ڈالا ہے۔ اس نے تم کو ان کی سند حکومت نہیں دی اور بعد ازاں مقتدر نے ایک لشکر بسر افسری خاقان مفلحی بھیجا پھر احمد بن مسرور بلخی، سیما خزری اور نحریر صغیر روانہ کیا۔ شروع ۳۰۶ھ میں یہ لشکر رے میں پہنچا۔ یوسف مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی یوسف نے ان کو شکست دے کے ایک گروہ کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔

تب خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو یوسف کے مقابلہ پر روانہ کیا اور خاقان مفلحی کو صوبہ جبال سے معزول کر کے نحریر صغیر کو متعین فرمایا۔ جس وقت مونس رے کے قریب پہنچا تو احمد بن علی (صعلوک کا بھائی) حاضر ہوا اور امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ بعد ازاں یوسف کا یہ پیغام آیا کہ مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کی جائے تو میں علاوہ مصارف فوج کے سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا۔ مونس نے اس کی درخواست دارالخلافت بغداد روانہ کر دی۔ چند دن بعد جواب آیا۔ چونکہ یوسف نے [illegible] نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے لہٰذا یہ درخواست منظور نہ کی جائے۔ یوسف نے یہ جواب پڑھ کر رے کو ویران و خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو اس صوبہ کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ کل حکومت رے جو میرے قبضہ میں صوبجات آذربائیجان اور آرمینیہ تھے۔ انہیں کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ خلافت مآب نے یہ جواب تحریر فرمایا کہ یہ درخواست اس وقت منظور کی جا سکتی ہے جب کہ یوسف بذات خود دولت و اقبال کی آستان بوسی کو حاضر ہو۔ یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مونس پر حملہ کر دیا۔ اردبیل میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر مونس شکست کھا کے زنجان کی طرف بھاگا۔ اکثر امرا اس کے مارے گئے۔ چند ایک گرفتار ہو گئے جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں قید کر دیا۔

ابن ابی الساج کی گرفتاری مونس اس شکست کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر فراہم کرتا رہا اور دربار خلافت سے امداد کی درخواست کی۔ اس زمانہ میں یوسف مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کرتا رہا مگر خلیفہ مقتدر نامنظور کرتا جاتا تھا تا آنکہ شروع ۳۰۷ھ میں مونس نے پھر عظیم الشان لشکر فراہم کر کے یوسف پر حملہ کیا۔ اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہوئی اور یوسف گرفتار ہو گیا۔ مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ جو تھوڑے دنوں کے بعد مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مونس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے، دنباوند، قزوین، ابہر، زنجان، اصفہان، قم اور کاشان کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ مونس نے اپنی طرف سے صوبجات رے، دنباوند، قزوین، ابہر اور زنجان پر علی بن وہسودان کو متعین کیا اور ہمدان کے [illegible] کو [illegible] دے دیا۔ اصفہان، قم اور کاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کیا۔

سبک کا آذربائیجان پر قبضہ جونہی مونس نے آذربائیجان سے عراق کی جانب مراجعت کی سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے بلاد آذربائیجان پر فوج کشی کر کے قبضہ کر لیا اور بہت جلد تھوڑی مدت میں ایک فوج بھی فراہم کر لی۔ مونس نے یہ خبر پا کر محمد بن عبداللہ فارقی کو امارت پر متعین کیا۔ سبک کو اس کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں محمد کو شکست دے دی۔ محمد نے شکست کھا کے بغداد کا راستہ لیا۔ سبک نے کل صوبہ آذربائیجان پر قبضہ

دلیمیان وا استقلال سے قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی۔ کہ میں علم جو آپ کا مطیع اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ قزوین و زنجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے برادر زادہ علی بن وہسوذان کو جس وقت کہ یہ قزوین میں مقیم تھا شب کے وقت حملہ کر کے مار ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا۔ بجائے اس کے دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو مامور کیا گیا اور محکمہ مال کو دیا اور سپہ سالار افواج محمد بن سلیمان ہوا۔

احمد بن علی کا رے پر قبضہ: احمد بن علی بن صعلوک والی اصفہان و قم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کے رے پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا مقتدر کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت برہم ہوا لکھ بھیجا کہ فوراً رے چھوڑ کے قم واپس جاؤ۔ احمد الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ کچھ عرصہ بعد لشکر فراہم کر کے پھر رے پر فوج کشی کر دی ادھر وصیف بکتمری بھی تیار ہو کر مقابلے کو روانہ ہوا۔ ادھر دربار خلافت سے نحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا۔ مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے پہنچ کے قبضہ کر لیا۔ محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مار ڈالا۔ نحریر اور وصیف اپنا سا منہ لے کے خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صفائی کرا دیجئے اور رے کی سند حکومت جس طرح ممکن ہو دلوا دیجئے۔ ذیل کے کاموں کے علاوہ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ نصر نے کہہ سن کر احمد کو صوبہ رے کی سند حکومت دلوا دی اور قم کی حکومت اس سے منتقل کر دی۔

والی سجستان کی سرکشی اور اطاعت: ۲۹۸ھ سے سجستان ابن سامان کے قبضہ میں تھا۔ بعد ازاں کثیر بن احمد بن صعفور نے ابن سامان سے سجستان چھین لیا۔ خلیفہ مقتدر نے گورنر فارس بدر بن عبداللہ حمامی کو لکھ بھیجا کہ ایک لشکر بسر افسری درک کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کو سجستان روانہ کرو اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدہ پر زید بن ابراہیم کو مامور کرو۔ چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کیا۔ اہل سجستان بے خبر پا کے مقابلہ پر آ گئے۔ ایک طویل جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا۔ باقی فوج جان بچا کے بھاگ نکلی۔ کثیر بن احمد بن صعفور نے دربار خلافت میں عرضی بھیجی اور معذرت کی کہ میں اس فعل سے بری ہوں۔ اہل سجستان کی یہ ساری شرارت ہے۔ خلافت مآب نے اس پر کچھ توجہ نہ کی بلکہ بدر گورنر فارس کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج کثیر مرتب و فراہم کر کے کثیر کی سرکوبی کو روانہ ہو جاؤ۔ کثیر یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ درخواست کی بشرط ادائے خراج پانچ لاکھ درہم سالانہ مجھے سجستان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔

ابو یزید کی سرکشی: اسی سنہ میں ابو یزید خالد بن محمد مادرائی [illegible] کرمان نے دولت عباسیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور فارس پر قبضہ کرنے کے لئے شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ بدر نے گورنری فارس سے شیراز کے باہر اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر ابو یزید کو شکست ہوئی۔ ابو یزید گرفتار ہوا۔ بدر نے قتل کر کے اس کا سر اتار لیا اور فتح کی اطلاع کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

ابن فرات کی معزولی: ۳۰۶ھ میں لشکریوں نے تنخواہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے شور و غل مچایا اور دربار خلافت میں

[illegible]

حامد بن عباس کی وزارت [illegible]

[illegible]

ابن فرات کی دوبارہ بحالی ۔ کچھ عرصہ بعد حامد نے معزول وزیر ابن فرات کو طلب کیا اور الزامات خیانت کے ثبوت [illegible] ۔ [illegible] علی بن احمد [illegible] [illegible] کرنے کا مظہر [illegible] ۔ ابن فرات کا [illegible] تیار شخص تھا۔ [illegible] کا ایک بھی جواب نہ دے سکا۔ حامد نے [illegible] ۔ ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت کی [illegible] بھی کہا "آپ نے شایان شان [illegible] ۔ آپ [illegible] وزارت پر [illegible] آپ [illegible] مناسب ہے"۔ حامد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ ابن فرات [illegible] سے طلب [illegible] [illegible] کر [illegible] مطالبہ [illegible] کیا جائے [illegible] وزارت کا عہدہ [illegible] اس امر [illegible] مظفر [illegible] ہے۔ حامد [illegible] کے اور [illegible] ۔ [illegible] ابن فرات کو [illegible] [illegible] اس کا [illegible] اور [illegible] کر دیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کا اقتدار ۔ [illegible] کے بعد [illegible] کل [illegible] گئی۔ اس امر کا احساس ہوا کہ [illegible] کام [illegible] ہوں۔ حامد [illegible] علی بن عیسیٰ نے [illegible] دونوں [illegible] خیال کا قائم [illegible] خلیفہ مقتدر سے [illegible] انتظام [illegible] اجازت [illegible] خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی۔ [illegible] خلافت سے [illegible] مستقل [illegible] انتظام [illegible] علی بن عیسیٰ کے ہاتھ میں [illegible] ۔ خلیفہ مقتدر [illegible] [illegible] [illegible] علی بن عیسیٰ [illegible] خلیفہ مقتدر [illegible] [illegible] خلیفہ مقتدر نے [illegible] [illegible] علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا۔ [illegible] حامد کے [illegible] کئے گئے۔

مصر پر عبید اللہ مہدی کی فوج کشی ۔ [illegible] ابو القاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا۔ [illegible] اسکندریہ [illegible] مصر کی طرف [illegible] [illegible] خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو [illegible] مقابلہ پر روانہ کیا [illegible] [illegible]

مظفر کا لقب دیا گیا۔ ۳۰۷ھ میں افریقیہ سے ایک بیڑا جہازات کا جس میں اسی جنگی کشتیاں تھیں۔ ابوالقاسم مصر تک آ پہنچا اور قریب اسکندریہ کے لنگر انداز ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑا ابوالیمن کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ دونوں میں اسکندریہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی۔ مقابلہ ہوا۔ آخر کار شکست ہوئی۔ افریقیہ کے بہت سے جہازات کی کشتیاں جلا دی گئیں۔ سلیمان خادم اور یعقوب گرفتار کر کے [illegible] لائے گئے۔ سلیمان تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا اور یعقوب کو بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد یعقوب موقع پا کر جیل سے نکل کر افریقیہ کو بھاگ گیا۔

اس شکست سے عبیداللہ مہدی کو [illegible] اور [illegible] منتقل ہو گیا۔ [illegible] جہاں [illegible] گئے۔ [illegible] اور [illegible] مر گئے۔ آخر افریقیہ کی فوج نے [illegible] تعاقب [illegible] تک [illegible] سے نکال دیا۔

ابن ابی الساج کی بحالی: [illegible] یوسف بن ابی الساج سے [illegible] اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ بغداد میں قید رہا۔ یوسف بن ابی الساج [illegible] صوبہ [illegible] خلیفہ مقتدر [illegible] یوسف بن ابی الساج کو خلیفہ مقتدر نے ۳۱۰ھ میں رہائی دی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی رہائی سے یوسف کو قید سے [illegible] صوبہ آذربائیجان [illegible] اور اہم [illegible] کی حکومت مرحمت فرمائی۔ یوسف نے [illegible] خاص [illegible] کا اقرار کیا۔ چنانچہ یوسف نے حکومت حاصل کر کے [illegible] آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ [illegible] اور [illegible] کی جانب [illegible] آذربائیجان میں [illegible] اس وقت [illegible] پہنچا تھا۔ [illegible] آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ ۳۱۱ھ میں آذربائیجان سے [illegible] کا قصد کیا۔ [illegible] احمد بن علی [illegible] تھا۔ احمد بن علی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں [illegible] خلافت سے [illegible] لی تھی۔ [illegible] بعد [illegible] کی اور [illegible] کا [illegible] جان [illegible] یوسف [illegible] احمد [illegible] یوسف نے اس [illegible] کو بغداد بھیج دیا۔ [illegible] ۳۱۳ھ [illegible] کامیابی کے [illegible] ۳۱۴ھ میں [illegible] کی جانب روانہ [illegible] اپنا نائب مقرر کیا۔ [illegible] یوسف [illegible] کے بعد [illegible] ۳۱۵ھ [illegible] کی جانب [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

یوسف کی واسط میں آمد: [illegible] کے بعد ۳۱۵ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف [illegible] کی حکومت [illegible] اور [illegible] واسط میں [illegible] قرامطہ [illegible] سے جنگ کرنے [illegible] کی طرف [illegible] چنانچہ یوسف [illegible] کے [illegible] واسط پہنچا۔ [illegible] یوسف واسط [illegible] مقتدر نے واسط [illegible] بغداد [illegible] کا [illegible] قرامطہ [illegible]

بصرہ، اہواز، کوفہ اور سبدان کے خراج کو بغرض تنظیم فوج و تیاری جنگ قرامطہ واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ دیا۔

رے کے واقعات: جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے سے واسط کی طرف بغرض جنگ ابوطاہر روانہ ہونے کو لکھا تھا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب نے سعید بن نصر بن سامان کو رے کی سند حکومت بھیج دی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ تو رے میں پہنچ کر رے کو فاتک (یوسف کے غلام) سے چھین لے۔ اوائل ۳۱۴ھ میں سعید نصر رے کو روانہ ہوا جس وقت کوہ قارن کے قریب پہنچا۔ ابونصر طبری نے راستہ روک دیا۔ سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر سودا طے کر لیا۔ ابونصر نے اس رقم کو وصول کر کے راستہ دے دیا۔ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال لیا۔ دو ماہ تک وہاں قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں سیمجور دواتی کو مقرر کر کے بخارا کی جانب لوٹ آیا۔ کچھ عرصہ بعد سیمجور کو معزول کر کے محمد بن علی صعلوک کو مامور کیا شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے کی مسند حکومت پر قائم رہا۔ اس کے بعد بیمار ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں رے میں آ گئے تو رے کو ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔ غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح سے رے پر قابض و متصرف ہو گئے۔

خلیفہ مقتدر کے وزراء: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حامد بن عباس کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا تھا۔ مگر اس کی نااہلی اور عہدۂ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے نا واقفیت کی وجہ سے علی بن عیسیٰ پیش پیش رہتا تھا۔ نام کو حامد وزیر تھا اور در حقیقت علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا۔ بسا اوقات علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو رد و بدل کر دیتا اور اس کے فرمانوں کو جو عمال اور گورنران صوبہ جات کے نام بھیجے جاتے تھے۔ جو چاہتا گھٹا بڑھا دیتا۔ جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہئے۔ وزیر السلطنت حامد ان واقعات سے کچھ ملول سا ہوا اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسط کی جانب روانہ ہو گیا۔

علی بن عیسیٰ: حامد کے چلے جانے کے بعد خدام دولت اور حاشیہ نشینان خلافت نے تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ پر نہ ملنے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی۔ کیونکہ علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو وہ ایک مہینے کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا۔ ملازمین شاہی اور عمال نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا۔ اہل وظائف نے مجتمع ہو کے یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ضبط ہو جایا کرتا ہے۔ اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک طومار ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود کے مابین باتوں باتوں میں برہمی پیدا ہو گئی اگرچہ مفلح اسود کا غلام تھا۔ لیکن خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات سے اس کو ایک خاص انس تھا۔ حامد نے وزارت کے گھمنڈ میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔

ابن فرات: اسی اثناء میں محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے باپ کے لئے وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی دے دی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کر دوبارہ عہدۂ وزارت سے سرفراز

فرمایا اور حامد کے بجائے ان کے علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ [illegible] کا ہے اس واقعہ کے بعد [illegible] (وزیر السلطنت) کے واسطے سے آ پہنچایا۔ ابن فرات نے اس کی گرفتاری پر [illegible] کو متعین کر دیا۔ حامد [illegible] پہنچ پایا تو حامد [illegible] راہ سے بھاگ کے بغداد میں روپوش ہو گیا۔ بعد ازاں چھپ کے رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اس کے ذریعہ سے خلیفہ مقتدر تک اپنا حال پہنچایا [illegible] کی التجا کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے [illegible] جانے دو [illegible] ابن فرات کی نگرانی اور سپردگی میں دے دیا جائے۔

حامد بن عباس کا انجام نصر حاجب نے حامد کی خطا معاف کرا دی۔ خلافت مآب نے ابن فرات [illegible] کی [illegible]۔ ابن فرات نے انجام دہی کے معاملہ میں بھی [illegible] کا اقرار کیا [illegible] خلافت مآب [illegible] حامد کی بدعنوانیوں کے خلاف اپنی [illegible] خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کی غرض سے ابن فرات کے حوالے کر دیا جائے۔ ابن فرات [illegible] حامد کو [illegible] سے تکلیف میں رکھا۔ [illegible] کا اقرار کیا [illegible] حساب [illegible] کے لئے نصب کئے گئے۔ [illegible] بعض [illegible] و تصرف [illegible] کا اقرار کیا۔ [illegible] ابن فرات نے [illegible] لیا [illegible] کی تکالیف [illegible] اسباب سے [illegible] داخل [illegible] مر گیا۔

ابن فرات کی ریشہ دوانیاں ان کے بعد علی بن عیسیٰ سے [illegible] کا مطالبہ کیا گیا [illegible] ابن فرات نے [illegible] کی خلافت مآب نے [illegible] کی غرض سے [illegible] علی بن عیسیٰ نے زمانہ [illegible] ابن فرات [illegible] کئے تھے۔ اسی وجہ سے ابن فرات نے [illegible] علی بن عیسیٰ کو [illegible] ابن فرات کے [illegible] کیا گیا۔ محسن نے اس کو [illegible] اور اس کے مال [illegible] سے اس کا [illegible] ابن فرات نے اس کو [illegible] ابو علی بن محمد [illegible] آ گیا تھا۔ ابن فرات نے [illegible] گرفتار کر لئے گئے اور [illegible] علاوہ [illegible] ظلم [illegible] کیا [illegible] طلب کر لیا [illegible] ابن فرات کے ان افعال کی [illegible] اطلاع ہوئی [illegible] ابن فرات کو اس کی خبر [illegible] اس نے انجام کے خیال سے خلیفہ مقتدر [illegible] معاملہ [illegible] خلیفہ مقتدر نے اس کے [illegible] کے مطابق [illegible] ابن فرات نے [illegible] خلیفہ مقتدر کی خدمت میں [illegible] اور اس کی کثرت [illegible] کو [illegible] خلیفہ مقتدر [illegible] ابن فرات کی ایک بھی [illegible]۔

ابن فرات کی معزولی [illegible] ابن فرات [illegible] کے لوگوں کے دل [illegible]

امراء کا ایک گروہ ان کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا دربار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع ہو جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں تو فوراً خلافت مآب کے گوش مبارک تک یہ اطلاع پہنچا دی کہ کچھ لوگ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے کو آئے تھے اور ان کو مجھ سے کچھ غرض و معروض کرنا تھی۔ خلیفہ مقتدر یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ ابن فرات مع اپنے بیٹے محسن کے سوار ہو کر ایوان شاہی میں گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ان لوگوں کو اپنے پاس بٹھایا۔ ادھر ادھر کے حالات سے متعلق استفسار کرتا رہا جس سے ان دونوں کے دلوں کو اطمینان ہو گیا کہ خلافت مآب ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہیں۔ رخصت ہو کر چلنے کا قصد کیا۔ نصر حاجب نے پیچ کر کے حراست میں لے لیا۔ اتنے میں مفلح آ گیا اور اس نے خلافت مآب کے کان میں جھک کے عرض کی کہ امیر المومنین ابن وزیر معزول میں عجلت سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے۔ اس بنا پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ محسن تو اسی دن بھاگ کے روپوش ہو گیا۔ باقی رہا ابن فرات دوسرے دن گرفتار کر لیا گیا۔ امراء اور جند ایک دستہ فوج لئے ہوئے ابن فرات کے مکان پر آئے۔ برہنہ پاؤں سر کھلا ہوا کشاں کشاں گھر سے نکال لائے اور اسی کو شہر ہلال بن بدر کے مونس مظفر کے پاس لے گئے۔ مونس نے شفیع لؤلؤی کے حوالہ کر دیا۔ شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔

ابو القاسم بن علی کی تقرری ابن فرات کی معزولی کے بعد ابو القاسم بن علی بن محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی۔ ہارون بن غریب الخال اور نصر حاجب وغیرہ نے بھی سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے مجبوراً قلمدان وزارت ابو القاسم کے سپرد کیا اور اسی کے عہدہ وزارت میں اس کے باپ علی نے وفات پائی اور اس کے بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسیٰ کو صنعاء سے واپس بلا لینے کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے واپسی کا فرمان بھیج دیا اور صوبجات مصر و شام کی نگرانی بھی عنایت فرمائی۔

محسن اور ابن فرات کا انجام ابن فرات وزیر ایک مدت تک روپوش رہا۔ ایک روز ایک عورت محل سرائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ عورت نے دست بوسی کے بعد محسن کا پتہ بتایا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوک افسر پولیس کو گرفتاری کا اشارہ کیا۔ نازوک نے تھوڑی دیر کے بعد اسے لا کے حاضر کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کیا۔ وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذا دیں اور تکالیف رسانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ تب خلیفہ مقتدر نے اسے دارالخلافت میں اس کے باپ کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ مونس، ہارون اور نصر کے پاس دوڑا گیا اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلافت مآب کی طرف سے بھی کچھ کہا۔ ان کو بدظن کیا۔ وہ لوگ اس کی باتوں میں آ گئے۔ سب کے سب مجتمع ہو کے دربار خلافت میں گئے اور یک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے۔ جب تک یہ دونوں بقید حیات رہیں گے ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا۔ خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کی طرف رخ دینے کا اشارہ کر دیا۔ نازوک نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اتار دیا۔ ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر ابو القاسم کو اس

حاشیہ اگلے صفحہ پر ....

فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوش خبری سنائی۔ ابوالقاسم سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پاسداروں نے اس حسن خدمت کے صلے میں دو ہزار دینار ابوالقاسم سے وصول کر لئے۔ باقی رہے ابن فرات کے اور لڑکوں کے تو مونس نے اس کے دونوں لڑکوں عبداللہ اور ابونصر کی سفارش کی اور انہیں قید سے رہا کر دیا گیا۔ تین ہزار دینار بطور انعام مرحمت ہوئے۔

ابوالعباس خصیبی کی تقرری و معزولی: ان واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابوالقاسم بوجہ طویل علالت معزول کر دیا گیا۔ کیونکہ لشکریوں کی تنخواہیں اس کی علالت کی وجہ سے رک گئی تھیں۔ وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دیئے گئے تھے۔ لشکریوں نے مجتمع ہو کر شور و غل مچایا۔ خلافت مآب کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور بجائے اس کے ابوالعباس خصیبی کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

ابوالعباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا میر منشی تھا۔ خصیبی وزارت پانے کے بعد ایوان وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر و شام پر بدستور بحال رکھا۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابوالعباس سے ملنے آتا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالعباس کے انتظام میں گڑبڑ پیدا ہوئی۔ آمدنی بھی کم ہو گئی۔ روز و شب دور شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ کرتا تھا۔ مصادرہ کی غرض سے مکان کی جو روپیہ پیسہ اور جواہرات آتی تھیں۔ بجنسہ پڑی رہتی تھیں۔ اس نے ایک شخص اپنی طرف سے قائم مقام مقرر کر رکھا تھا جو سیاہ و سفید چاہتا تھا وہ کر گزرتا تھا جس سے مصالح ملکی کی قوت اور انتظامی امور درہم ہو گئے۔ مونس نے خرابی امور پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اس کی معزولی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کے تقرر کی رائے دی۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابوالعباس کو اس کی وزارت کے ایک برس دو مہینے بعد معزول کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کا تقرر: علی بن عیسیٰ عہدۂ وزارت دینے کی غرض سے دمشق سے طلب کیا گیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں حاضر نہ ہو اس وقت تک اس کا قائم مقام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کلوذانی وزارت کا کام انجام دیتا رہے۔ اوائل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں داخل ہوا اور اس نے مستقل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے رفتہ رفتہ سب کے سب درست ہو گئے۔ عمال اور گورنران صوبجات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگے۔ سواد اہواز فارس اور مغرب کے بقایا محاصل یکے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانہ عامرہ میں داخل ہونے لگے۔ لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ خواروں کے وظائف دے دیئے گئے۔ گویوں قصہ خوانوں اور درباری مسخروں اور خوشامدی مصاحبوں کی موقوفی کا حکم دے دیا گیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ فوج نظام سے بوڑھوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو آداب حرب نہیں جانتے تھے۔ چھانٹ دیا گیا۔ بذات خود ہر کام کو دیکھتا اور اس پر مناسب حکم صادر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالا[2]۔ غرض تھوڑے ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں کوئی گڑبڑ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابوالعباس خصیبی سے جواب طلبی: اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابوالعباس خصیبی کو خلافت مآب کے حکم سے دربار

---

[1] یہ واقعہ ربیع الثانی ۳۱۲ھ کا ہے۔ ابن فرات کی عمر اس وقت ستر برس کی تھی اور محسن کی تینتیس برس کی (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۵)

[2] ماہ رمضان ۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۸)

خلافت میں طلب کیا۔ فقہاء، قضاۃ اور ارکین سلطنت اور کتاب[1] جمع کیے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ استفسار کیا گیا ”ممالک محروسہ اور صوبجات مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہو کر داخل خزانہ عامرہ میں ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر مال وصول کیا گیا؟ اب کس قدر باقی ہے؟“ ابوالعباس نے سر نیچا کر کے جواب دیا ”میں کچھ نہیں جانتا“۔ پھر سوال کیا گیا ”تم نے ابن ابی الساج کو بلا ضرورت اس قدر مال کیوں دے دیا؟ اور کیا سمجھ کر تم نے اس کو صوبجات مشرقیہ کی حکومت دی؟ کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اس کے ہمراہی جو محض جنگلی اور غیر تربیت یافتہ ہیں۔ ایسے صوبجات کا انتظام کر لیں گے؟“ جواب دیا ”ہاں میرا یہی گمان تھا“۔ اس قدر عرض کر کے خاموش ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو بلا ضرورت مال کثیر دے دینے کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ ”تم نے اس امر کو جائز قرار دیا کہ مسلمانوں کی عورتیں بلا اجازت شرعی دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں۔“ اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا۔ سکوت کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اس سے عامل[2] اور خراج کا سوال کیا گیا۔ صاف صاف کچھ جواب نہ دے سکا۔ تب کہا گیا۔ ”تم نے امیر المومنین کو بھولے بھالوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“ ابوالعباس نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ تب خلیفہ مقتدر نے جیل کی طرف واپس کر دیا اور علی بن عیسیٰ اطمینان و استقلال کے ساتھ وزارت کرنے لگا۔

علی بن عیسیٰ کی معزولی: ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے انتظامی امور میں گڑبڑ پیدا ہوئی اور کچھ عمال نے اختلافات پیدا کیے۔ خراج کے وصول ہونے میں کمی آ گئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرائے دولت کا خرچ بے حد بڑھا دیا۔ اس اثناء میں اعراب سے لشکر آ گیا اور دو لاکھ پچاس ہزار دینار کا قرض چڑھ گیا اور سب کا نتیجہ یہ تھا کہ انتظامی امور میں خلل پیدا ہوا۔ علی بن عیسیٰ نے اس امر کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کر کہ یہ مصارف کم نہ ہوں گے اور نہ اس بار کا بوجھ خزانہ عامرہ برداشت کر سکتا ہے علاوہ ازیں مجھ میں اور نصر حاجب میں بوجہ مراسم مونس خادم شکر رنجی ہے۔ اس نے عہدہ وزارت سے استعفا پیش کیا اور عہدہ سے زیادہ علیحدگی کی کوشش کی۔ مگر مونس خادم نے سمجھا بجھا کے علیحدہ نہ ہونے دیا۔ وزیر السلطنت نے کہا بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے۔ مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کی بابت رائے طلب کی۔ نصر نے ابوعلی بن مقلہ کی طرف اشارہ کیا۔

ابوعلی کی تقرری و معزولی: خلیفہ مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابوعلی کے سپرد کیا۔ چونکہ ابوعلی اور عبداللہ بریدی کے مابین دوستانہ تعلقات تھے اس لیے عبداللہ نے اس معاملہ میں خوب کوشش کی۔ ابوعلی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا۔ کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابوعلی وزیر السلطنت کا مونس سے میل جول ہے معزول کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اتفاق وقت مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کے ابوعلی کو گرفتار کر لیا۔ جب مونس واپس آیا تو ابوعلی کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ

---

[1] کتاب، کاتب کی جمع ہے جس کے معنی محرر کے ہیں۔ مترجم

[2] عامل یعنی آمدنی تحصیل کرنے کی جگہ۔ مترجم

فرمایا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گیا مگر مونس کے منع کرنے پر باز آیا۔ البتہ دو لاکھ دینار کا ابو علی سے مطالبہ کیا۔

سلیمان بن حسن کی تقرری: ابو علی کے بعد قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کے سپرد کیا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے۔ سلیمان ایک برس دو ماہ تک عہدہ وزارت پر رہا اور علی بن عیسیٰ کے ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا تھا۔ اس کے بعد آمدنی کم اور مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں دقت ہونے لگی۔ سلطانی وظائف بھی موقوف ہو گئے۔ علاوہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے غلہ و مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول و تحصیل پر مامور کیے جاتے تھے جن کو وصول و تحصیل کا مطلق علم نہ تھا۔ مجبور ہو کر نصف حاصل پر ان حقوق کو فروخت کر ڈالتے۔ عمال، فقہاء اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے۔

سلیمان کی معزولی: ان میں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیاز مندی ہو گئی تھی۔ اس نے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی۔ مفلح نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو۔ خلافت مآب کا یہ منشا ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ منشا تھا کہ بگڑ گیا۔ نظم اور انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوئی۔ چاروں طرف سے ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ خواص اور حکام اپنے حقوق طلب کرنے لگے۔ امیدواران وزارت اس عہدہ جلیلہ حاصل کرنے میں ریشہ دوانی کرنے لگے۔ کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کا وعدہ کرتا اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو ہر روز نئی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔

ابو القاسم کلواذی کی تقرری: غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی اور درخواست پر درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابو القاسم کلواذی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی۔ اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابو القاسم کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

دانیال اور مفلح: دارالخلافت بغداد میں ایک شخص دانیال نام کا رہتا تھا جو بڑا چالاک، چلتا پرزہ، کاغذ ساز اور حیلہ ساز تھا۔ کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کر ڈالتا تھا اور اس پر خط قدیم کی عبارت اور رموز اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا۔ جس میں ارباب دولت اور اراکین سلطنت کے ناموں کے متعلق اشارے و کنایے لکھے ہوتے۔ انہیں نظم و نثر کے اشاروں سے ان لوگوں کی حکومت، رتبہ اور تصرفات کا حال بتلاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے۔ زمانہ قدیم کی تحریرات میں سے ہے۔ دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کاغذ پر م م م لکھ کر یہ حکم لگایا کہ ایسا ایسا ہو گا اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالے کیا۔ مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جواب دیا اس سے تم مقصود ہو۔ کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے۔ خلیفہ مقتدر کے موالی ہو۔ اس قدر سمجھا کر اور علامات کو جو اس کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھا دیا۔ مفلح ان کو سن کر خوش ہو گیا اور معتقد ہو گیا۔

حسین بن قاسم بن عبید اللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیال کے پاس تھی۔ اس کے نام کو بھی کنایتہ ایک ورق کاغذ پر تحریر کیا اور بعض علامات کا جو اس کے حسب حالت تھیں۔ ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا مختار ہو گا اور ان کا مدار

[illegible]

حسین بن قاسم کی تقرری [illegible]

حسین بن قاسم کی معزولی [illegible]

کے حوالہ کر دیا گیا۔ گو یہ وزیر ابن حسین کے ساتھ کسی قسم کا لحاظ نہ برتاؤ کیا اور اسی زمانہ سے یہ ایک عہدۂ وزارت پر رہا۔

ابو طاہر قرامطی: قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جا کے قیام پذیر ہو گیا تھا۔ ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی ان کا سردار تھا۔ ابو طاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے دولت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات علیحدہ مستقل طور سے بیان کریں گے۔

بصرہ میں قرامطیوں کی غارت گری: ابو طاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا قصد کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلحی امارت کے عہدہ پر تھا۔ ابو طاہر نے ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا اور محافظین کو تہ تیغ کر کے شہر میں گھس گیا اور دروازے کھول دیئے۔ قتل کا بازار گرم ہو گیا سبک اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگ کے سینکڑوں پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ہزاروں قرامطہ کی تیغ آبدار کی نذر ہوئے۔ سترہ یوم ابو طاہر بصرہ میں مقیم رہا۔ اٹھارہویں روز جس قدر مال و اسباب اور عورتیں بچے لے سکا لے کر بحرین کی جانب کوچ کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ فاروقی کو بصرہ پر مقرر کیا۔ چنانچہ محمد بعد واپسی ابو طاہر بصرہ میں داخل ہوا۔

ابو طاہر قرامطی کا حجاج پر حملہ: ۳۱۲ھ میں ابو طاہر قرامطی نے حجاج سے بوقت واپسی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہبیر کی جانب کوچ کیا۔ ایک قافلہ سے جو سب کے آگے تھا مقابلہ ہوا۔ اہل قافلہ کو اس کی اطلاع تھی۔ یہ راستہ طے کرتے ہوئے فید میں منتظر رہے کہ دفعتاً ابو طاہر نے تیغ زنی شروع کر دی۔ اہل قافلہ مدافعت نہ کر سکے چنانچہ قافلہ لوٹ لیا گیا۔ اس وقت اس واقعہ کی خبر حجاج کو ہو گئی۔ جس وقت کہ وہ فید میں تھے چنانچہ قتل و غارت کے خوف سے قیام کر دیا۔ تا آنکہ زاد سفر تمام ہو گیا۔ ابو الہیجاء بن حمدان والی طریق کوفہ بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل قافلہ کو وادی القری کی جانب مراجعت کرنے کی رائے دی تھی۔ مگر اہل قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا۔ بالآخر جب زاد سفر ختم ہو گیا تو کوفہ روانہ ہوئے۔ ابو طاہر نے یہ خبر پا کر اس پر بھی حملہ کر دیا اور ابو الہیجاء، احمد بن بدر (یہ خلیفہ مقتدر کا ماموں تھا) کو گرفتار کر لیا اور سب مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی جانب مراجعت کر دی اور حجاج کو اسی لق و دق میدان میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ جن میں سے اکثر شدت تشنگی و گرسنگی اور تمازت آفتاب سے مر گئے اور باقی ماندہ کا اکثر حصہ حجاز سے بہ ہزار خرابی بہ وقت بغداد واپس آیا۔

ان لوگوں کی عورتوں کو جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہد وزارت میں قید کیا تھا۔ مجتمع ہوئیں اور انہوں نے شور و غل مچایا یہ بھی ایک سبب ابن فرات کے ادبار اور معزولی کا تھا۔

ابو طاہر کا حجاج پر دوسرا حملہ: کچھ عرصہ بعد ابو طاہر نے ابو الہیجاء اور احمد کو مع ان کے تمام قیدیوں کے جو ان کے پاس تھے رہا کر دیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ و اہواز کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ اس بناء پر ابو طاہر نے ہجر سے بقصد تعرض قافلہ حجاج کوچ کیا۔ جعفر بن ورقاء شیبانی والی کوفہ نے طریق کو اس خطرہ کے پیش نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی قوم سے مرکب اور تیار کی گئی تھی قافلہ حجاج سے پیشتر روانہ ہو گیا تھا اور ثمال والی بحریہ صفوانی اور طریف یشکری وغیرہ چھ ہزار

کی جمعیت کے ساتھ بغرض حفاظت قافلہ حجاج کے ساتھ تھے۔ ان کی ابوطاہر اور مظفر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ جعفر کو شکست ہوئی جس کا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ بالآخر ہزارہا حجاج مارے گئے اور شاہی لشکر کے پیچھے چھوٹ گئے۔ اکثر کام آ گئے۔ باقی ماندہ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہو گیا۔ ابوطاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ چھ روز تک کوفہ کے باہر پڑا رہا۔ تمام دن مسجد میں رہتا اور شب کو اپنی لشکر گاہ میں آ کر قیام کرتا۔ بعد ازاں حسب خواہش مال و اسباب لے کر ہجر کی جانب مراجعت کی۔

شکست خوردہ گروہ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے مونس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ بعد روانگی قرامطہ مونس وارد کوفہ ہوا چونکہ قرامطہ کوفہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس وجہ سے کوفہ پر یاقوت کو مقرر کر کے واسط کے بچانے کو روانہ ہو گیا۔ اس سال ابوطاہر کے خوف سے کسی شخص نے حج کا قصد نہ کیا۔

ابوطاہر قرامطی کا کوفہ پر قبضہ ۳۱۵ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دارالخلافت میں طلب فرما کے بلاد شرقیہ کی حکومت عنایت کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کو واسط کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ جس وقت یوسف واسط کے قریب پہنچا۔ مونس نے بغداد کا راستہ لیا۔ آٹھویں شوال ۳۱۵ھ کا واقعہ ہے۔ ابوطاہر نے لشکر مرتب کر کے کوفہ کی جانب خروج کیا۔ یوسف کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ آخر رمضان سنہ مذکور کو واسط سے کوفہ بچانے کو روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یوسف سے ابوطاہر ایک روز پیشتر کوفہ پہنچ گیا۔ شاہی عمال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ ابوطاہر نے کوفہ اور کل علوفات اور رسد پر قبضہ کر لیا جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی۔ اس کے آٹھویں شوال کو ابوطاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا اور پیام شروع ہوا۔ یوسف نے ابوطاہر کو خلیفہ عباسیہ کی اطاعت کا پیام دیا۔ ابوطاہر نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے۔ یوسف نے اعلان جنگ کر دیا۔ اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ یوسف مع اپنے چند ہمراہیوں کے گرفتار ہو گیا۔ لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا تھا۔ قرامطہ اپنے لشکر گاہ میں اٹھا لائے۔ ابوطاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کر دیا۔

انبار پر قبضہ منہزمین نے بغداد میں پہنچ کر دم لیا۔ مونس مظفر علم خلافت کی حمایت اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی جانب روانہ ہو گئے ہیں۔ مونس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جن میں ہزارہا آدمی اور آزمودہ سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے مانع ہوں اور براہ خشکی ایک فوج انبار کی حفاظت کو بھیجی۔ قرامطہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر انبار کا رخ کیا۔ اہل انبار نے یہ خبر پا کر پل توڑ دیا اور کشتیاں ہٹا دیں اور ابوطاہر نے فرات کے غربی ساحل پر پہنچ کے قیام کیا۔ حدیثہ سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ ان کشتیوں کے ذریعہ سے خشکی پر اتر آئے۔ شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا۔ قرامطہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ المناک کی بغداد میں خبر پہنچی۔

یوسف بن ابی الساج کا قتل نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کر قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوا مونس مظفر تک پہنچا۔ چالیس ہزار فوج سے قرامطہ پر یوسف کی رہائی کی غرض سے حملہ کیا۔ قرامطہ بھی خم ٹھونک کر میدان

[illegible]

دمشق اور جزیرہ میں قرامطیوں کا قتل عام [illegible]

مونس و ہارون کی بغداد سے روانگی [illegible]

قرامطیوں کی پسپائی [illegible]

کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیصر کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے کوفہ کی طرف رخ کیا تھا، حاکم بصرہ کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کے جنگ شروع کی۔ قرامطہ گھبرا گئے کچھ مارے گئے اور شکست کھا کر بھاگ گئے۔ شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ ان کے پھریرے چھین لئے یہ پھریرے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی ﴿ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین﴾ جس وقت بغداد میں یہ لشکر کامیاب ہو کر ان پھریروں کو سرنگوں کئے ہوئے داخل ہوا۔ عجیب چہل پہل تھی۔ نعرے اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے بالکل دخل گیا۔ ان کی ساری امیدیں بھی سلب ہو گئیں۔

حجر اسود کی بے حرمتی: ۳۱۷ھ میں ابوطاہر قرمطی نے مکہ معظمہ کی بے حرمتی کی۔ یہ کیا تھا کہ اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی گیا ہوا تھا، راستہ میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ قافلہ حج صحیح و سلامت مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ یوم الترویہ کو ابوطاہر وارد مکہ ہوا اور پہنچتے ہی حجاج کی جان و مال پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ مال و اسباب جو پایا لوٹ لیا اور جس کو دیکھا قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کر دیا۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر ہجر بھیج دیا، ابن محلب امیر مکہ، مکہ کا ایک گروہ لے کر ابوطاہر سے ملا اور اہل مکہ کے متعلق کچھ کہا اور سفارش کرنے لگا۔ ابوطاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا۔ ایک گروہ ٹوٹ پڑا۔ ابن محلب نے مقابلہ کیا مگر بعد ایک گھنٹہ کے شہید کر دیا گیا تھا۔ سب کے سب اسی جگہ پر شہید ہو گئے، پھر کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ایک شخص میزاب اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا گر کر مر گیا۔ مقتولین کچھ تو زمزم میں پھینک دیئے گئے اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بلا غسل و کفن و نماز جنازہ دفن کر دیا۔ غلاف کعبہ اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

عبید اللہ المہدی کی سرزنش: اس حادثہ کی خبر عبید اللہ مہدی والی افریقہ تک پہنچی چونکہ یہ لوگ اس کے معتقد تھے اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔ اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر سخت ملامت کی۔ حجر اسود واپس کرنے پر اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ ابوطاہر نے حجر اسود کو ہجر سے واپس منگوایا اور جس قدر ممکن ہوا اہل مکہ اور حجاج کا مال و اسباب واپس کر دیا اور جو بوجہ تقسیم ہو جانے کے واپس نہ ہو سکا اس کی معذرت کی۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین کشیدگی: خلیفہ مقتدر کی معزولی کا سبب اصلی یہ ہے کہ مابین ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک افسر اعلیٰ پولیس میں ایک امرد لڑکے پر جھگڑا ہوا۔ نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے سب ہمراہیوں کو جب اس کی خبر لگی مجتمع ہو کر پولیس چوکی کی جانب آئے۔ نازوک ٹال گئے تب یہ سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا۔ نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کے ناک کے بال ہو رہے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہوئی۔ فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے۔ خلیفہ مقتدر نے دونوں کو سخت ملامت کی۔ لڑائی تو موقوف ہو گئی مگر ماجوریہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی اور وہ اپنے احباب اور ہمراہیوں کے ساتھ بغداد سے باہر نکل چلا

تو خلیفہ مقتدر نے [illegible]

[illegible]

[illegible] مونس تک پہنچا دی۔

مونس کی بغداد واپس آمد [illegible]

[illegible]

مصالحت و کشمکش [illegible]

[illegible]

خلیفہ مقتدر کی گرفتاری [illegible]

[illegible]

خلافت سے نکال کر اپنے مکان میں لے لیا اور وہیں قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ہارون کو قطربل میں پہنچی تو وہ لوٹ پڑا۔ بغداد میں آیا اور وہ چپ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کی گرفتاری کے بعد ابو الہیجاء بن حمدان، علی بن طاہر کے مکان پر گیا۔ محمد بن معتضد کو طلب کر کے اس کی خلافت کی بیعت کی اور "القاہر باللہ" کے لقب سے ملقب کیا۔

خلیفہ مقتدر کی معزولی: جمادی سے ... ہو کر خلیفہ مقتدر دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا گیا۔ قاضی ابو عمر ... کو شہادت کے لیے طلب کیا گیا۔ ابو الہیجاء نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر افسوس ظاہر کیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جاتا تھا "میرے سردار! مجھے یہی روز بد دیکھنا تھا۔ آپ نے میری نصیحت نہ سنی اور میرے قول پر آپ نے عمل نہ کیا۔ ہمیشہ غلاموں اور عورتوں کے مشورہ سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے۔ آخر کار وہ روز بد جس کا خطرہ پہلے سے میرے پیش نظر تھا سامنے آ گیا اگرچہ ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں" "مجبوری ہے!" "جیسی آپ کی مرضی ہو"۔ ابو الہیجاء سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔ مونس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ "آپ خود کو معزول کیجیے اور محضر پر دستخط کیجیے"۔ خلیفہ مقتدر نے سر جھکا کر محضر پر دستخط کر دیئے اور قاضی ابو عمر نے شہادت میں اپنا نام لکھا باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس امانتاً رکھ دیا گیا۔ کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ تا آنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا۔

عہدوں کی تقسیم: الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد مونس دارالخلافت کی طرف آیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابن نفیس مادر مقتدر کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبور سے چھ لاکھ دینار نکال کر نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا۔ بعد ازاں مونس نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور قلمدان وزارت ابو علی بن مقلہ کے سپرد کیا۔ نازوک کو افسری پولیس کے ساتھ عہدہ حجابت بھی دیا گیا اور ابن حمدان کو علاوہ جمیع ان بلاد کے جو اس کے زیر حکومت تھے حلوان، دینور، ہمدان، کرمان، صیمرہ، نہاوند، شیراز، دریمیان کی سند حکومت بھی دی گئی۔ یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۱۷ھ کے ہیں۔

دستہ فوج جاں نثاراں: نازوک نے عہدہ حجابت کا چارج لینے کے بعد دستہ فوج جاں نثاراں کو حکم دیا کہ وہ اپنے خیموں کو جو محل سرائے خلافت میں نصب ہیں اکھیڑ کے لے جائیں اور بجائے ان کے ان خیموں میں اپنے چاہنے والوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس سے دستہ فوج جاں نثاراں کو ملال پیدا ہوا۔ مگر نازوک نے یہ خیال نہ کیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ اپنے حاجبوں کو یہ حکم دیا کہ کوئی شخص کبھی محل سرائے خلافت میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پر مامور ہیں داخل نہ ہونے دو۔ اس عرصہ میں ۱۷ محرم کی تاریخ آ گئی۔ یہ دن دوشنبہ کا تھا لوگ جمع ہو گئے۔ باریابی دربار خلافت میں حاضر ہونے کو لوگ محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آتے جاتے تھے۔ تمام جمع ... دجلہ کے کنارے سے یہاں تک ہجوم تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ دستہ فوج جاں نثاراں مسلح ہو کر محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آیا۔ تخت نشینی کا انعام اور ایک سال کا ... طلب کیا۔ چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس لیے طلب انعام میں سختی اور تشدد سے کام لیا۔

نازوک کا قتل: حسن اتفاق سے اس دن مونس دربار خلافت میں حاضر نہ تھا۔ دستہ فوج جاں نثاراں اور نازوک کے سپاہیوں

کے مابین بحث و تکرار ہو رہی تھی کہ قصر الخلافت سے پیادوں نے غل مچایا۔ ان پیادوں کے ساتھ محلسرائے خلافت میں عوام الناس کا بھی گروہ گھس آیا۔ جو تماشا دیکھنے کی غرض سے دجلہ کے کنارے جمع ہو رہا تھا۔ انہوں نے نازوک کے حاجبوں اور دستہ فوج جاں نثاران کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اور دیوان خلافت میں خلیفہ قاہر رونق افروز تھا اور ابن مقلہ وزیر السلطنت، نازوک بیٹھا ہوا تھا۔ قاہر نے نازوک سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ جاؤ۔ جا کر اس شور و غل کو فرو کرو۔ نازوک اپنی جگہ سے اٹھا تمام رات سے مے نوشی کی گئی تھی۔ وہ وقت تھا۔ آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پاؤں ڈگمگا رہا تھا۔ دستہ فوج جاں نثاران مرنے مارنے پر آمادہ تھے تو آگے بڑھا۔ نازوک ان کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ دیکھ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاران نے اس کا تعاقب کیا۔ اور مار ڈالا۔ اس کے خادم عجیف کو مار ڈالا۔ جوش مسرت میں "المقتدر یا منصور" چلا اٹھے۔ اس نعرہ کو بلند ہوتا سن کر محلسرائے خلافت میں جس قدر آدمی جس جگہ تھے گھبرا گئے۔ نازوک اور عجیف کی لاشوں کو جاں نثاران دجلہ پر پہنچا کے صلیب پر چڑھا دیا اور مونس کے مکان کی طرف جہاں خلیفہ مقتدر محبوس تھے، دوڑے۔ ادھر محلسرائے خلافت کے دربانوں نے دروازے بند کر لئے۔ یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم، غلام اور ممالیک تھے۔

ابن حمدان کا قتل: ابو الہیجاء بن حمدان نے اٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا۔ تو نئے خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا۔ ابو الہیجاء سے کہا گھبرائیے نہیں میرے ساتھ رہئے میں آپ کا حامی و مددگار ہوں۔ دونوں دروازے پر آئے جو بند تھا۔ ابو الہیجاء بولا۔ آپ یہاں ٹھہریے۔ میں ابھی واپس آتا ہوں۔ قاہر تو دروازے کے قریب ٹھہر گیا اور ابو الہیجاء لوٹ کر ایک کمرہ میں آیا اور سادے دریائی کپڑے سے غلاموں کا لباس پہنا اور باب النوبی کی طرف آیا۔ اس کو بھی بند پایا۔ پھر آ رہا تھا لوٹ کر قاہر کی طرف آ رہا تھا اسی وقت خدام کی نظر پڑ گئی۔ شور و غل مچاتے ہوئے قتل کے قصد سے دوڑے۔ ابو الہیجاء نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی۔ ... نے ان لوگوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ موقع پا کر ایک باغ میں جا چھپا۔ خادمان محلسرائے خلافت تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ ابو الہیجاء جوش مردانگی میں نکل آیا۔ سب نے مل کر اس پر ٹوٹ پڑے، مار ڈالا اور سر اتار لیا۔

خلیفہ مقتدر کی بحالی: دستہ فوج جاں نثاران خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کی جانب گیا تھا۔ مونس نے ان لوگوں کو دیکھ کر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ محلسرائے خلافت تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر تسکین تسلی میں پہنچا۔ مطمئن ہو کر دریافت کیا۔ قاہر اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں۔ حاضرین میں سے کسی نے گزارش کی۔ ابن حمدان تو مارا گیا۔ خلیفہ مقتدر کو یہ سن کر صدمہ ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پڑھ کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم ابن حمدان جیسا اس سے زیادہ کوئی شخص میرے پاس نہ آتا تھا۔ اس کے بعد قاہر کو اپنے نزدیک بلا کر پیشانی پر بوسہ دے کر بولا۔ واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو منصور کا لقب دیا جاتا تو قاہر کہلاتے سے قہار و منصور دیں ۔ قاہر شرم سے سر نیچا کئے ہوئے رو رہا تھا اور زار زار رو رہا تھا۔ تا کہ خلیفہ مقتدر نے تسلی دی۔ اس وقت قاہر کے قلب مضطرب کو سکون ہوا اور چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوئی۔

ابو علی بن مقلہ کا تقرر: دستہ فوج جاں نثاران نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزوں پر رکھ کر تمام شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا۔ ابن مقلہ ان واقعات سے واقف ہو کر رات کے وقت مکان سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل

سے اردبیل چلا گیا اور جب اردبیل میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ جا پہنچا اور نصرانی ہو گیا۔ ابوالسرایا برادر ابوالہیجا موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابوعلی بن مقلہ کو طلب کر کے عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ لشکریوں کو تحفے اور تحائف تقسیم کئے۔ خزانۂ شاہی کے قیمتی قیمتی اسباب و جواہرات کی فروخت کا حکم دیا۔ جو وظائف اور تحفے انہیں دینے کی غرض سے نہایت ارزاں فروخت کئے گئے مونس بدستور اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مونس در پردہ خلیفہ مقتدر کا خیر اندیش تھا۔ اسی نے دستۂ فوج پیادگان اور خادمان محل سرائے خلافت کو ہمت دی تھی اور اسی وجہ سے قاہر کی تخت نشینی کے بعد دربار میں حاضر نہیں ہوا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو اپنی ماں کی نگرانی میں قید کر دیا۔ اس نے قاہر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ خدمت کے لئے لونڈیاں خرید دیں۔

سپہ سالاران دیلم•: دیلم کے حالات ہم اس کتاب میں متعدد مقامات پر بیان کر آئے ہیں طبرستان، جرجان، ساریہ، آمل اور استرآباد وغیرہ کو فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر ان کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ اطروش نے ان کو جمع کر کے بلاد طبرستان پر ۳۰۱ھ میں قبضہ کر لیا تھا۔ اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد بعض بلاد پر متصرف ہوا۔ دیلم ہی کے سپہ سالاران بلاد مفتوحہ مقبوضہ کی حدود پر متعین ہوئے۔ ان میں جملہ لیلیٰ بن نعمان تھا حسن بن قاسم داعی نے اس کو ۳۰۸ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی۔ بنی سامان اور بنی اطروش و حسن بن قاسم داعی و سپہ سالاران دیلم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں چنانچہ انہیں لڑائیوں میں لیلیٰ بن نعمان ۳۰۹ھ میں ہلاک ہو گیا چونکہ عباسیوں کی حکومت خراسان سے اٹھ گئی تھی اور بنی سامان ان کی طرف سے اس صوبہ کے والی تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش کے ساتھ جو طبرستان پر قابض ہو رہے تھے لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر تذکرہ کر آئے ہیں۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ: لیلیٰ بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ بنی اطروش کی طرف سے سرخاب بن وہسوذان اور ماکان بن کالی سپہ سالاران افواج دیلم ہو کر لڑنے آئے۔ سیمجور امیر لشکر بنی سامان کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے ان کو شکست دی۔ اسی اثنا میں سرخاب بھی مر گیا۔ بنی اطروش نے ماکان کو استرآباد پر مامور کیا۔ نہایت قلیل مدت میں دیلم کا ایک گروہ ماکان کے پاس جمع ہو گیا اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ان واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔

ابوعلی بن ابوالحسن کی امارت: ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیرویہ بھی ہے جو دیلم کا ایک سپہ سالار تھا مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان لشکر [illegible] کے ساتھ جرجان سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دنوں جرجان میں ابوالحسن بن کالی اپنے بھائی ماکان کی جانب سے مامور تھا اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا۔ ایک روز ابوعلی بن ابوالحسین الاطروش اور ابوالحسن امیر جرجان شب کو ایک ہی مکان میں سوئے۔ ابوالحسن یہ خیال کر کے کہ ابوعلی مدہوش یا خواب میں ہے قتل کرنے کے ارادہ سے اٹھا۔ یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ ابوعلی کو ابوالحسن کے ارادہ کا احساس ہو گیا اور وہ نہایت تیزی سے لپک کر دست بدست شمشیر ہو گیا اور قتل کیا ابوالحسن

• یہاں سے تذکرہ دولت دیلم کا مضمون تاریخ ابن خلدون اول جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ سے نقل ہے۔

کو اسی جگہ پر ذبح کر دیا۔ ابو علی [illegible] کے خوف سے مکان سے نکلا اور کسی محفوظ مقام پر روپوش ہو گیا۔ [illegible] تو یہ سالاران دیلم کو اس سے مطلع کر کے بلا بھیجا۔ [illegible] سے بے حد خوش ہوئے۔ اسی وقت ابو علی کے پاس آ کے اور امامت کی کرسی پر بٹھا کے بیعت کر لی۔ ابو الحسین نے اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا۔ علی بن خورشید نے [illegible] اس واقعہ سے مطلع کر کے ماکان کے مقابلے پر امداد و حمایت کا خواستگار ہوا۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ [illegible] اجازت حاصل کر کے علی بن خورشید سے سازش کر لی۔ رفتہ رفتہ ماکان کو اس کی خبر لگی [illegible] ایک لشکر مرتب کر کے طبرستان سے جرجان پر حملہ کر دیا۔ علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکست فاش دے کر طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد علی بن خورشید اور ابو علی کا انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس موقع کو غنیمت خیال کر کے اسفار پر فوج کشی کر دی۔ اسفار کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ وہ طبرستان چھوڑ کر بکر بن محمد بن الیسع کے پاس جرجان چلا آیا اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی و قبضہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں [illegible] بکر بن محمد [illegible] امیر نصر بن احمد سامانی نے بجائے اس کے اسفار بن شیرویہ کو جرجان کی حکومت پر متمکن کیا۔

اسفار کا طبرستان پر قبضہ اسفار نے مرداویج زیاری کو امیر الجیش مقرر کر کے طبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ماکان لشکر لے کر مقابلہ پر آیا۔ [illegible] میں ماکان کو شکست فاش ہوئی اور مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ [illegible] تاہم ابو علی کے [illegible] قبضہ و تصرف سے نکال لیا تھا۔ اس کا [illegible] ماکان [illegible] میں موجود تھا۔ چنانچہ حسن داعی نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اور [illegible] اس واقعہ کی خبر [illegible] آ کے [illegible] اسی وقت لشکر مرتب کر کے [illegible] طبرستان پر چڑھ آیا۔ [illegible] شکست کھائی [illegible] جنگ میں [illegible] کے بعد اسفار نے [illegible] امیر نصر بن احمد سامانی والی خراسان کے نام کا خطبہ اس کی مساجد میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ [illegible] ہارون بن بہرام کو مقرر کیا۔

اسفار کی فتوحات [illegible] ماکان کے قبضہ سے [illegible] ماکان [illegible] جرجان کی طرف چلا گیا اور اسفار نے [illegible] زنجان ابہر قم [illegible] کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

ان فتوحات سے اسفار کی [illegible] عظمت و اقبال [illegible] خلیفہ مقتدر سے جنگ [illegible] خلیفہ مقتدر [illegible] ایک لشکر کے ساتھ [illegible] کی طرف [illegible] اسفار [illegible] اور اس کے بہت سے [illegible] احمد بن سامان [illegible] اسفار [illegible] حکومت پر مقرر کر کے [illegible] کی جانب مراجعت کر دی۔

اسفار کے خلاف سازش: اس واقعہ سے اسفار کی سطوت و جبروت اور بڑھ گئی۔ فوج کی کثرت نے جاہ و جلال کی ترقی نے دماغ میں تکبر و نخوت کا مادہ بھر دیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں مرداویج ایک نامور سپہ سالار تھا۔ اسفار نے اس کو سلار والی شمیرم و طارم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی۔ سلار اور مرداویج نے متفق ہو کر اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کر لی اور در پردہ اس رائے و مشورہ میں اسفار کے دیگر سپہ سالاران لشکر کو بھی شریک تھے۔ ان میں اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا۔ اتفاق سے اس کی خبر اسفار تک پہنچ گئی اور لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اسفار موقع پا کے بیہق بھاگ گیا اور مرداویج قزوین سے رے چلا آیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان سے بمقابلہ اسفار کے امداد و اعانت کی غرض سے بلا لیا۔

اسفار کا خاتمہ: چنانچہ ماکان نے اسفار کا قصد کیا۔ اسفار بیہق سے رے کی جانب اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو سمیٹ لینے کی غرض سے بھاگا۔ یہ پہنچ نہ سکا اہل و عیال کو مع مال و اسباب کے قلعہ موت میں ٹھیرا آیا تھا۔ کسی نے مرداویج کو اس کی خبر پہنچا دی۔ اس نے محاصرہ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اپنی روانگی سے پیشتر ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو اثنائے راہ میں گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر مرداویج کے پاس لا کے حاضر کر دیا۔ مرداویج نے اس کو قتل کر ڈالا اور رے کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد ازاں قزوین چلا آیا۔ استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اکثر بلاد کو فتح کر لیا ہمدان، دینور، قم، کاشان اور اصفہان میں اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مرداویج کی فتوحات: کچھ عرصہ بعد اس کا دماغ بھی تکبر و نخوت کا خزانہ بن گیا اور وہ ظلم اور بد خلقی کا خوگر ہو گیا۔ اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و ستم کے برتاؤ شروع کر دیئے۔ جلوس کے لئے ایک تخت طلائی تیار کرایا۔ طبرستان اور جرجان کی طمع دامنگیر ہوئی۔ یہ دونوں بلاد ماکان کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ طبرستان کے متعلق مرداویج اور ماکان سے لڑائی ہوئی۔ ماکان شکست کھا کر بھاگا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر کے جرجان کا قصد کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے فتح یاب ہو کر اصفہان کی جانب لوٹ آیا۔ ماکان دیلم چلا گیا۔ ابو الفضل سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ جو ان دنوں دیلم کو اپنے قبضے میں کئے ہوئے تھا۔ ابو الفضل نے ماکان کی معیت پر کمر باندھی اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آیا۔ طبرستان میں مرداویج کی طرف سے بلقسم بن بانجین حکومت کر رہا تھا۔ بلقسم نے جمع ہو کر مقابلہ کیا۔ ابو الفضل اور ماکان کو شکست ہوئی۔ ابو الفضل تو بھاگ کر دیلم چلا آیا اور ماکان نیشاپور چلا گیا۔ پھر نیشاپور سے دامغان کی طرف روانہ ہوا۔ بلقسم نے اس کی فوج کو تتر بتر کیا ماکان مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔

ہمدان پر قبضہ: اس واقعہ سے مرداویج کی حکومت و سلطنت اور ترقی پذیر ہو گئی۔ رے اور جبل کے کل بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا۔ دیلم بھی آہستہ آہستہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی اور مصارف زیادہ ہو گئے۔ جس قدر بلاد اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کے محاصل اس کے کثرت اخراجات کو پورا نہ کر سکے۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوئی۔ ہمدان کی طرف ایک لشکر بسر افسری اپنے ہمشیرزادہ کے روانہ کیا۔ ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر شاہی فوج کو شکست ہوئی۔ مرداویج کا بھانجا مارا گیا۔ مرداویج کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان آ پہنچا۔ باب اسد پر لڑائی ہوئی

اور شاہی لشکر دو چار ہی حملوں کے بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ ایک عام خون ریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امان دی۔ ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا مرداویج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی ایک خون ریز جنگ کے بعد مرداویج نے ہارون کو شکست فاش دے کے کل بلاد جبل اور ماوراء ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے بزور تیغ دینور کو بھی فتح کر لیا اور دوران کامیابی میں اس کا قتل و غارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک چلا گیا۔

لشکری کا اصفہان پر حملہ: ہارون شکست کھا کر قرمیسین پہنچا اور وہیں قیام کر دیا اور دربار خلافت میں امداد طلب کرنے کی عرضی بھیجی۔ لشکری نامی ایک سپہ سالار جو اسفار کے سپہ سالاروں میں سے تھا بعد اسفار کے خلیفہ مقتدر سے امان حاصل کر لی تھی اور ہارون کے ساتھ اس مہم میں آیا ہوا تھا۔ قرمیسین پہنچ کے ہارون نے لشکری کو مال اسباب جنگ فراہم کرنے نہاوند کی جانب روانہ کیا۔ نہاوند پہنچ کر لشکری کی آنکھیں کھل گئیں۔ اہل نہاوند کا تمول اور ان کی سرسبزی اور شادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہاوند سے وصول کر کے جمعیت بنا ایک لشکر مرتب کر لیا اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا۔ ان دنوں اصفہان پر احمد بن کیغلغ تھا احمد نے لشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی۔ لڑائی ہوئی بالآخر احمد شکست کھا کے اصفہان سے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ بھاگا۔ لشکری فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان میں داخل ہوا اور سوار ہو کر شہر پناہ کے اندر گرد و نواح شہر دیکھنے کو چکر لگانے لگا۔ اتفاق یہ کہ احمد کو خبر پہنچ گئی۔ سنتے ہی سب ہمراہیوں کے دوڑ پڑا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ احمد نے لشکری پر تلوار چلائی۔ خود پھاڑ کے دماغ میں تیر گئی۔ چکرا کر گرا اور تڑپ کے دم توڑ دیا۔ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات اصفہان پر مرداویج کے قبضہ کرنے سے پیشتر کے ہیں۔

مرداویج کا اصفہان پر قبضہ: اس کے بعد مرداویج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف عجلی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا بعد ازاں مرداویج چالیس یا پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ وارد اصفہان ہوا۔ اس نے ایک دستہ فوج اہواز پر قبضہ کرنے کو دوسرا دستہ خوزستان کی جانب روانہ کیا۔ ان دونوں مہموں نے فتح یابی کے ساتھ اہواز اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال اور خراج وصول کر کے مرداویج کے پاس بھیجا۔ مرداویج نے اس کے حصے کر کے اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر کے باقی کو داخل خزانہ کیا۔

مرداویج کی اطاعت: مرداویج کو ان فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی عقل مستحسن نہیں ہے۔ دربار خلافت سے اس کی سند حکومت حاصل کر لینی چاہئے تاکہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ سوچ کر ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور استدعا کی کہ مجھے ان بلاد کی اور نیز ہمدان اور ماہ کوفہ کی سند حکومت عطا فرمائی جائے۔ دو لاکھ سالانہ خراج ادا کیا کروں گا۔ خلافت مآب نے منظور فرما کر سند حکومت کے ساتھ جاگیر کی خلعت بھیجی۔ یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

۳۲۰ھ میں مرداویج نے اپنے بھائی اور شمگیر کو بلاد گیلان سے طلب کیا۔ وہ بادیہ نشینوں کی طرح بدن پر اوڑھے

[illegible] بادشاہوں کے حالات [illegible] میں ان کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا [illegible] کے پاس [illegible] [illegible] ہو گیا۔

[illegible] **گرفتاری** [illegible]

[illegible]

[illegible] کے حالات [illegible] ۔

[illegible]

رومیوں کے [illegible]

[illegible] کی فتوحات [illegible]

[illegible] کی مصالحت [illegible]

[illegible] کے خلاف جہاد [illegible]

جہازات سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ثمال نے ان کو شکست فاش دے کر ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ جس میں مہدی کا ایک غلام بھی شامل تھا اور ۳۰۲ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے بقصد جہاد قالی قلا پر فوج کشی کی اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے قدم بڑھایا۔ وہاں سے فتح یاب ہو کر مال غنیمت لے کے واپس آئے۔ ۳۰۳ھ میں مونس مظفر نے بلاد روم پر براہ خشکی اور ثمال خادم نے براہ دریا جہاد کیا۔ مونس نے متعدد مقامات فتح کئے اور ثمال ایک ہزار قیدی آٹھ ہزار گھوڑے اور دو لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا اور چاندی لے کے واپس آیا۔

رومیوں کی بدعہدی: ۳۱۲ھ میں بادشاہ روم کا سفیر مع تحائف نذرانوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ابو عمر بن عبدالباقی اس کے ہمراہ تھا۔ مصالحت اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی گئی۔ جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور فرمایا۔ مگر مصالحت کے بعد رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بدعہدی کی تو عساکر اسلامیہ نے بلاد روم میں داخل ہو کر خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا اور مظفر و منصور واپس آئے۔

رومیوں کا ملطیہ اور دبیل کا محاصرہ: ۳۱۲ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ کی طرف خروج کیا۔ دمستق ان کے ساتھ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا۔ ملطیہ پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ ڈالا۔ اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ گئے اور امداد کی درخواست کی۔ مگر سماعت نہ ہوئی۔ اسی سنہ میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا اور مظفر و منصور مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ ۳۱۳ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا لشکر طرسوس سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ رومیوں کو خبر لگ گئی۔ موقع پا کر حملہ کر دیا۔ چار سو سپاہی کام آ گئے۔ اسی سنہ میں دمستق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دبیل پر حملہ آور ہوا۔ نصر سبکی اس شہر کا والی تھا۔ رومیوں کا محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز منجنیقوں سے سنگباری ہوتی رہی۔ تا آنکہ شہر پناہ کی دیوار میں دراڑ پڑ گیا۔ رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا۔ مسلمانوں نے متفقہ کوشش سے مدافعت کی اور ان کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر کے نکال باہر کیا۔ پھر اسی سنہ کے ماہ ذی قعدہ میں رومی لشکر نے چڑھائی کی۔ مسلمانوں نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تیس ہزار راس بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھا لیا۔

مرتد ضحاک کا قتل: قلعہ جعفری میں ایک شخص رؤسائے اکراد سے ضحاک نامی رہتا تھا۔ اسی سال وہ مرتد ہو گیا والیٔ روم سے مل گیا۔ والیٔ روم عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت و انعام مرحمت کر کے قلعہ جعفری کی طرف واپس کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ واپسی جہاد کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا۔ ضحاک کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ گرفتار کر لیا گیا اور قتل کر ڈالا۔

دمستق رومی کا خلاط پر قبضہ: ۳۱۴ھ میں دمستق رومی نے لشکر کے ساتھ پھر بلاد اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کی۔ خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل خلاط نے قتل و غارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی۔ دمستق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر نصب کیا اور دو چار روز قیام کر کے بدلیس کی طرف گیا اور اہل بدلیس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا۔ اہل ارزن ان واقعات سے مطلع ہو کر دار الخلافت بغداد بھاگ گئے۔ دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔

[illegible] کی بلاد کے واقعات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی فتوحات [illegible]

[illegible] اور [illegible] پر مختصر بیان [illegible]

عہدِ مقتدر کے قتال اور اہم واقعات [illegible]

[illegible]

کردوں کی سرکوبی [illegible]

[illegible]

[illegible]

صوبہ فارس پر [illegible] کا قبضہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

بھیج دیا گیا۔ اور اصفہان میں ان کے بجائے علی بن وہسوذان مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں بشر افشینی [illegible] طرسوس [illegible] ابو العباس بن مقتدر کو مصر و مغرب اور سبک خادم کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی چونکہ ابوالعباس اس وقت بچہ تھا لہٰذا اس کی طرف سے مونس مظفر مصر و مغرب کا والی مقرر کیا گیا۔ سبک خادم چند روز بعد معزول کیا گیا اور بجائے اس کے نحریر صغیر کو مقرر کیا گیا۔

ابوالہیجا کی سرکشی و اطاعت: اسی سنہ میں ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس کی سرکوبی کو بھیجا گیا۔ ابوالہیجا نے بغیر جنگ کئے امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دے دی۔ بعد ازاں ۳۰۲ھ میں ابوالہیجا کو موصل کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا۔ ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس بغاوت کو دور کرنے کو گیا۔ [illegible] حسین کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا۔ جیل میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

رے: حسین بن محمد بن [illegible] نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سنہ میں کل مال اور املاک سرکاری دبا لی۔ [illegible] کو والی مقرر کیا۔ ۳۰۴ھ میں علی بن وہسوذان اصفہان کا [illegible] بھی [illegible] احمد بن [illegible] پیدا ہو گئی [illegible] معزول [illegible] احمد بن [illegible] مقرر کیا گیا۔ علی بن وہسوذان بعد معزولی [illegible] جا کر مقیم رہا۔ بعد ازاں یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دبا لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ۳۰۷ھ میں مونس نے یوسف کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔

ابن احمد والی کرج: اسی سنہ میں اصفہان، قم [illegible] کاشان اور ساوہ پر احمد بن علی صعلوک مقرر کیا گیا۔ رے [illegible] ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن وہسوذان کو عنایت ہوئی۔ علی بن وہسوذان کو جبل سے غلبہ [illegible] کے صوبجات [illegible] حکومت دی گئی تھی اور اس کا چچا زاد بھائی احمد بن مسافر [illegible] ایک روز موقع پا کر علی پر حملہ آور ہوا اور علی کو مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ [illegible] سے [illegible] جنگ [illegible] یوسف [illegible] محمد بن [illegible] مقرر کیا گیا۔ احمد بن مسافر [illegible] کی طرف بڑھا۔ محمد [illegible] مقابلہ پر آئے۔ محمد [illegible] جنگ میں مارا گیا۔ [illegible] بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط و کتابت کر کے ایک [illegible] سند حکومت حاصل کر لی۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ [illegible] حاصل [illegible] فارس نے اس پر فوج کشی کی۔ [illegible] نے [illegible] مصالحت کر لی۔ [illegible] اطاعت [illegible] بعد نے [illegible] سند حکومت دربار خلافت سے [illegible] ۳۱۹ھ میں ابو [illegible] والی [illegible] شیراز چلا گیا۔ [illegible] مار ڈالا گیا۔

اسی سنہ میں مونس مظفر نے جس وقت [illegible] کے مقابلہ [illegible] اور [illegible] عثمان غزی [illegible] مصر [illegible] تھا۔ [illegible] عثمان [illegible] معزول کر دیا گیا اور بجائے [illegible] حسین بن [illegible] [illegible]

تھا۔ اتفاق سے ماہ جمادی [illegible] بیمار ہو گیا۔ [illegible] قائم ہو [illegible] کی [illegible] ہو گیا۔ [illegible] بصرہ سے [illegible] چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ [illegible] ہاشم بن [illegible] مامور [illegible] کی جگہ [illegible] کی جانب سے [illegible] مامور فرمایا۔

ابن قیس اور دوانی شہرزور [illegible] افسر پولیس بغداد سے معزول ہو جانے [illegible] مقرر [illegible] تھا۔ اس نے پولیس [illegible] سے پولیس کا رعب و داب لوگوں کے قلب سے اٹھ گیا۔ [illegible] [illegible] اور [illegible] کی [illegible] [illegible] ابن قیس [illegible] ابن قیس [illegible] ابن قیس کی [illegible] قیس [illegible] کی [illegible] کی گئی۔

[illegible] کی معزولی اس سے پیشتر [illegible] تھا۔ [illegible] [illegible] کی طرف [illegible] خلیفہ مقتدر نے [illegible] ۳۱۷ھ [illegible] ۳۱۷ھ [illegible] محمد بن [illegible] ۳۱۷ھ [illegible] [illegible] اور ہو [illegible] ہیں۔

ام موسیٰ قہرمانہ کی گرفتاری اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ام موسیٰ قہرمانہ کو گرفتار کر لیا۔ [illegible] مال و اسباب اور [illegible] خلیفہ مقتدر سے [illegible] اس بیان کی [illegible] اس کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا [illegible] اسباب اور بے شمار جواہرات [illegible] محمد بن عمر حاجب کے [illegible] بغداد [illegible] کی طرف [illegible] کے قبضے [illegible]

اس معرکہ میں حمدی زندانی کا بھی خاتمہ ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابن کیغلغ کو جنگ اصفہان پر اور محمد بن جعفر کو حکومت فارس پر جب کہ ان کا باپ [illegible] انتقال کر چکا تھا، مقرر فرمایا۔ ۳۰۲ھ میں صوبہ اصفہان کی گورنری پر [illegible] اور معاون و جنگ نہاوند پر سعید بن حمدان مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر والی موصل اور شفیع لؤلؤی [illegible] نے وفات پائی۔ [illegible] ان کے [illegible] شفیع مقتدری کو مقرر کیا گیا۔ ۳۰۳ھ میں [illegible] گرفتار کر لایا۔ اسی سنہ میں [illegible] موصل کی حکومت [illegible] کی طرف سے موصل میں [illegible] نے [illegible] میں موصل اور [illegible] میں بغاوت کی۔ [illegible] نے اپنے باپ ابوالہیجا عبداللہ کو اس سے منع کیا۔ [illegible] کے مطابق ۳۱۱ھ میں ایک لشکر مرتب کر کے حکومت کی طرف آیا۔ [illegible] اور [illegible] ہوئی [illegible] گئے۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو [illegible] طلب فرما کر واسط کی جانب بغرض جنگ ابوطاہر قرمطی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ ہمدان [illegible] ہمدان کے خراج کو اس مہم میں صرف کرنے کی اجازت دی۔ [illegible] یوسف بن ابی الساج کی گورنری میں تھا۔ نصر بن [illegible] کو مامور کیا گیا۔ جس نے [illegible] پر قبضہ و تصرف کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی سنہ میں جزیرہ اور موصل کے اکثر [illegible] کا والی ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان [illegible] ہوا۔ بازبدی اور قردی مع اپنے مضافات کے صوبہ جزیرہ سے ملحق کر دیئے گئے۔ اسی سنہ میں ابن ابی الساج مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات ۳۰۶ھ میں [illegible] نے [illegible] میں وفات پائی [illegible] خلیفہ مقتدر نے آذربائیجان پر یاقوت [illegible] مقرر فرمایا۔ ۳۱۱ھ میں احمد بن نصر [illegible] موصل اور یاقوت مامور کیا [illegible] اس کے بجائے [illegible] مامور ہوا۔ اسی سنہ میں موصل اور مضافات موصل پر [illegible] کو متعین کیا گیا۔ اس کے بعد موصل پر ابن عبداللہ بن حمدان [illegible] ناصرالدولہ کے لقب سے مشہور ہے [illegible] کی وجہ سے [illegible] موصل سے بغداد چلا آیا۔ اسی سنہ میں [illegible] موصل پر [illegible] متعین کیا گیا۔ [illegible] سعید اور نصر پسران حمدان ([illegible] کے بھائی تھے) مقرر کئے گئے۔ [illegible] موصل [illegible] تمام مضافات دیار [illegible] کی گورنری [illegible] پہنچا گیا۔

فارس کے واقعات ۳۱۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے [illegible] یاقوت [illegible] کے بیٹے مظفر کو اصفہان کی گورنری دی اور دوسرے بیٹے ابوبکر محمد کو [illegible] اور اس کے بیٹوں کے [illegible] چنانچہ [illegible] یاقوت [illegible] شیراز میں [illegible] خلافت میں خراج کا [illegible]

بند کر دیا۔ تا آنکہ علی بن بویہ نے بلاد فارس پر ۳۲۲ھ میں قبضہ کیا۔ اسی مدت میں مرداویج نے اصفہان، ہمدان، رے اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا اور بغرض ادائے خراج مقرر وہاں بلاد کی دربار خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ اسی زمانے سے ان صوبجات پر قابض و متصرف ہوا۔

حسین بن قاسم اور مونس میں کشیدگی حسین بن قاسم بن عبیداللہ بن وہب خلیفہ مقتدر کا وزیر تھا اور مونس اس سے وزارت سے قبل کشیدہ خاطر تھا۔ مگر بلیق نے حسین کو مونس کے پاس لے جا کر صفائی کرا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسین کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔ اس نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے بعد جوہری اور ابن فرات کو اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد مونس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر لی ہے۔ اس خبر کا پہنچنا تھا کہ مونس کو سخت رنج پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ خبر پہنچا دی کہ مونس ایوان وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ وزیر السلطنت جان کے خوف سے ایوان وزارت چھوڑ کے قصر سرائے خلافت میں چلا آیا۔ ایک خط علی کا ہارون بن غریب الخال کو لکھ بھیجا۔ وہ اس وقت مرداویج سے شکست کھا کر دیر عاقول میں مقیم تھا۔ دوسرا خط مشرقی علی محمد بن یاقوت کے پاس روانہ کیا۔ اس سے مونس کی سوء ظنی کو ترقی ہوئی بعد ازاں وزیر السلطنت حسین نے نوکر، پیادہ اور محافظین قصر سرائے خلافت کو جمع کر کے انعام دیے۔ مونس کو اس کی خبر لگی تو سخت نفرت پیدا ہوئی۔ اس عرصہ میں ہارون بھی بغداد پہنچ گیا۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین مخاصمت مونس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے ان سپہ سالاروں کو جو مونس کے ہمراہ تھے واپس آنے کو لکھا۔ چنانچہ ان میں سے چند سپہ سالار واپس آ گئے۔ باقی ماندہ مالکوں کے ہمراہ تیس پیادوں سمیت موصل چلے گئے۔ وزیر السلطنت حسین نے روانگی موصل کے بعد ان کے اور ان کے ہمراہیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کرا دی۔ جس سے کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر عمید الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور اس کا نام سکہ پر مسکوک کرایا۔ عمال کی تقرری اور معزولی کے کامل اختیارات دے دیے۔ چنانچہ وزیر السلطنت حسین نے صوبہ بصرہ میں ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو بغرض وصولی خراج مامور کیا اور سعید و داؤد پسران حمدان اور ان کے بھتیجے ناصر الدولہ حسین بن عبداللہ بن حمدان کو مونس سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ سعید و ناصر الدولہ جمع ہو کر مونس سے جنگ کرنے کو نکلے اور داؤد نے اس مہم میں شرکت نہیں کی اس وجہ سے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کیے تھے اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس نے اس کی پرورش کی تھی مگر پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے آمادہ ہو گیا۔

مونس کا موصل پر قبضہ مونس نے اس سے مطلع ہو کر یہ چال چلی کہ اثناء راہ میں جس قدر روساء عرب تھے ان کو یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی ہے تم لوگ متفق ہو کر میرے ساتھ چلو۔ وہ لوگ آٹھ سو کی جمعیت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ قریب موصل بنو حمدان نے تیس ہزار فوج سے مونس پر حملہ کیا۔ مونس نے پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۰ھ کا ہے اس کے بعد بغداد، شام اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں۔ کیونکہ اس کے جود و بخشش اور احسانات نے ان کو گرویدہ بنا لیا تھا۔ ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے آ ملا اور

اس کے پاس موصل میں آ پہنچا۔ باقی [illegible] بغداد بھیجا گیا۔

خلیفہ مقتدر کا قتل: مونس موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد نو روز تک مقیم رہا۔ اس اثناء میں بہت سی فوجیں اس کے پاس آ کر جمع ہو گئیں۔ اس وقت مونس نے موصل سے کوچ کیا اور خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر لگی تو چند فوجیں بسرداری ابوبکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ مگر ان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی تھی کہ لشکریوں نے خبر دی کہ دجلہ پار کر کے مونس کا لشکر قریب آ پہنچا ہے۔ بغداد کی جانب [illegible] لشکر بھی بغداد پہنچ آئے۔ اور مونس نے [illegible] قیام کر کے باب شماسیہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا [illegible] مقابلہ پر موجود ہے تم [illegible] خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ ہارون نے پہلے تو معذرت کی مگر خلافت مآب کے اصرار سے تیار ہو گیا۔ [illegible] خلیفہ مقتدر نے [illegible] کر کے [illegible] اور ان سے [illegible] واسط کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسط جانے سے روک دیا اور سمجھا بجھا کر میدان جنگ کی طرف لایا۔ آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے ہاتھ میں قرآن مجید تھا اور [illegible] تھی۔ خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور [illegible] اتفاق یہ کہ [illegible] اس کے لشکر کو شکست ہو گئی۔ خلیفہ مقتدر راستہ میں علی بن بلیق (یہ مونس کا مصاحب تھا) سے ملاقات ہوئی۔ علی بن بلیق نے [illegible] اور میدان جنگ سے واپس چلا [illegible] راستے [illegible] خلیفہ مقتدر لوٹ پڑا۔ [illegible] ایک گروہ [illegible] ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کر کے سر اتار لیا اور لاش میدان میں چھوڑ دی [illegible]۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغاربہ اور بربر لوگوں کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کر دیا تھا۔ مونس اس واقعہ کو دیکھ کر [illegible] ہوا [illegible] بول اٹھا "واللہ ہم سب کے سب قتل کر دیئے جائیں گے" [illegible] کے بعد [illegible] خلافت [illegible] خلیفہ مقتدر کی خلافت کے [illegible] ہو گیا۔ [illegible] دولت کی [illegible] خلیفہ مقتدر اپنے زمانہ خلافت میں [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور فضول خرچی [illegible] تھا۔

باب : ۲۲

ابو منصور محمد القاہر باللہ

۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

بیعت خلافت: خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد ہارون بن غریب، محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے ساتھ مدائن چلا گیا۔ مونس نے اس کے بیٹے ابو العباس کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کا قصد کیا جو اس وقت بہت کمسن تھا۔ اس کے وزیر ابو یعقوب اسحاق نوبختی نے مخالفت کی کہ ایسے کمسن کو مسند خلافت پر متمکن کرنا خلاف مصلحت ہے جو بتوزا تحکم ... بہتر یہ ہے کہ اس کا بھائی ابو منصور محمد بن معتضد مسند خلافت پر جلوہ افروز کیا جائے۔ مونس نے مجبوراً منظور کیا اور دارالخلافت میں اس کو طلب کر کے آخری شوال ۳۲۰ھ میں اس کی خلافت کی بیعت کی اور القاہر باللہ کے لقب سے ملقب کیا۔ بعد ازاں مونس نے اپنی ذاتی ... اس نے حاجب بلیق اور اس کے بیٹے علی کو ان کے ... خلیفہ قاہر نے ... یا۔ ابو علی بن مقلہ کو فارس سے طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور جب تک وہ آئے علی بن بلیق کو نائب کر دیا۔

مقتدر کے خاندان کی گرفتاری: تکمیل بیعت کے بعد خلیفہ مقتدر کی ماں گرفتار کی گئی۔ استحصال مال کے لئے سے مارا پیٹا گیا۔ جب اس سے کچھ وصول کی صورت نظر نہ آئی تو اس امر پر مجبور کی گئی کہ وہ قضاۃ کے روبرو اپنے اوقاف کی منسوخی کا اظہار کرے۔ مادر مقتدر نے انکار کیا۔ بالآخر قاضیوں کو طلب کر کے اس نے اوقاف کی منسوخی کی شہادت لی۔ ... اسی وقت ان اوقاف کو ... نے ... کیا ... جس کو ... اپنے ... سے ... کی۔ اس کے بعد ... خلیفہ مقتدر سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے اور پھر ابن مقتدر کی گرفتاری اور مستوری کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد ابو العباس اپنے بھائیوں کے گرفتار کر آیا۔ اس سے روپیہ وصول کیا گیا۔ ... ابو علی بن مقلہ نے اپنے کاتب (...) حسین بن ہارون کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کو ... عزت و احترام سے رکھا۔ ان لوگوں کے گرفتار ہونے کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے ... اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کر کے بے انتہا روپیہ وصول کئے۔

ہارون بن غریب کی تقرری: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مدائن چلا گیا تھا اس کے ہمراہ ہارون بن غریب الخال، محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق تھے۔ پھر عبدالواحد مدائن سے واسط چ

آ کے تھوڑے دنوں وہیں قیام پذیر رہے۔ اہل واسط نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ دولت جس پر تم لوگوں کی جان جانے کی آخر ایک نہ ایک روز زائل ہو جائے گی۔ اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے [illegible] بہتر ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امان حاصل کر لو اس رائے کو سب نے پسند کیا اور ان میں سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی اور ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دارالخلافت بغداد روانہ کی کہ مجھے امان دی جائے اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے مجھے دے دیا جائے [illegible] ادا کرنے کو تیار ہوں۔ خلیفہ قاہر اور مونس نے درخواست منظور کر لی۔ امان نامہ لکھ بھیجا اور [illegible] اس کے صوبجات [illegible] ماسبذان اور مہرجانقذق کی حکومت بھی مرحمت فرمائی۔ ہارون نے امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد کی [illegible] آیا۔ [illegible] قیام کر دیا۔

عبد الواحد بن مقتدر سے حسن سلوک دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مونس نے ایک لشکر [illegible] کے ساتھ [illegible] روانہ کیا۔ اس لشکر کی روانگی کی خبر [illegible] عبد الواحد [illegible] حاصل کرنے میں [illegible] اس لشکر کے مصارف میں کام آ [illegible] قیام کرتا [illegible] روانہ ہوا عبد الواحد اس کی آمد سے مطلع ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ تستر چلا آیا تستر پہنچ کر اس کے [illegible] نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی [illegible] امان کی درخواست کی [illegible] محمد بن یاقوت [illegible] عبد الواحد کا ساتھ [illegible] اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا اس نے [illegible] پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کوئی شخص بلا اجازت [illegible] کو حسد پیدا ہوا اور انہوں نے [illegible] مقتدر نے [illegible] پیچھے آئے۔ اس کے بعد محمد بن یاقوت نے بھی امان کی درخواست کی۔ خلیفہ قاہر اور مونس [illegible] ہو گئی۔ سب کے سب بغداد چلے آئے۔ خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا۔ [illegible] اور [illegible] اس کی ماں سے [illegible] وصول کیا تھا وہ بھی دے دیا۔ ان واقعات کے بعد [illegible] ہو گئے۔

عیسیٰ طبیب کی گرفتاری [illegible] خلیفہ قاہر [illegible] ۳۲۱ھ [illegible] کی قوت اور خلیفہ قاہر کی مخالفت پر متفق ہو گئے [illegible] عیسیٰ طبیب [illegible] مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسیٰ طبیب کو بلا لاؤ۔ عیسیٰ طبیب اس وقت خلیفہ قاہر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ علی بن بلیق نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے [illegible] روانہ کر دیا۔

خلیفہ قاہر کی نگرانی مونس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔ بعد ازاں علی بن بلیق نے خلیفہ قاہر کی نگرانی پر [illegible] مقرر کیا۔ [illegible] خلافت میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی۔ یہاں تک کہ عورتیں بھی [illegible] رفت [illegible] تھیں۔ [illegible] خیال [illegible] کہ کوئی خط [illegible] خلیفہ قاہر [illegible]

ہو گئی تھیں۔ جب ان کی تکلیف بہت بڑھ گئی تو قید سے [illegible] دار الخلافت سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کرا لیا جہاں ان کی [illegible] تھی۔ علی نے اس کی بڑی عزت کی اور [illegible] ان کے پاس بھیجا۔[1] ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اس نے وفات پائی۔

خلیفہ قاہر کی حکمت عملی تھوڑے دنوں بعد خلیفہ قاہر کو اس امر کا احساس ہو گیا کہ ساری کارروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی مرضی سے ہوتی ہیں اور حکومت اور تدبیر ملکی سے مجھ کو محروم رکھا جاتا ہے اور حکومت مجھ سے چھین لینا چاہتے ہیں۔ طریف سبکری اور بشریٰ مونس کے خادم تھے [illegible] اس لیے کہ اس نے بلیق اور اس کے بیٹے کو عہدے دیے جانے سے جلتے تھے۔ اس سے خلیفہ قاہر [illegible] زمانہ میں اکثر معاملات مونس سے [illegible] ہوا تھا۔ مونس نے حسب اقرار ان کو اقطاعات مرحمت کیے۔ جس سے [illegible] ناراض ہو گئے۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو بلایا۔ مونس اور بلیق کی طرف سے [illegible] ان کو خوب بھڑکایا اور اس پر آمادہ کیا [illegible] محمد بن قاسم بن عبید اللہ جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا خاص مشیر اور معتمد تھا۔ یہ طے پایا کہ محمد بن قاسم [illegible] رازداری سے ان کو ابن مقلہ کے حالات اور ہدایات سے مطلع کیا کرے۔

خلیفہ قاہر کے خلاف سازش اتفاق سے ابن مقلہ کو ان امور کا احساس ہو گیا۔ اس نے مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان سب نے متفق ہو کر یہ طے کیا کہ خلیفہ کو بزور معزول خلافت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ چنانچہ بلیق اور اس کے بیٹے علی اور [illegible] وزیر السلطنت ابن مقلہ اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابو احمد بن مکتفی کی خلافت کی بیعت کر لی اور اس کی حمایت [illegible] اور خلیفہ قاہر کی مخالفت کی قسمیں کھائیں۔ پھر اس کے بعد یہ لوگ مونس کے پاس گئے اور ان واقعات سے مطلع کیا۔ مونس نے کہا [illegible] خلیفہ [illegible] مخالفت نہ کرو۔ جب تک کہ [illegible] معلوم نہ ہو [illegible] ابن مقلہ [illegible] خلیفہ قاہر سے سازش کرنے [illegible] دیگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہر کی [illegible] مجبور ہو کر [illegible] آپ [illegible] جانے والا ہے۔ [illegible] اجازت [illegible] قصر خلافت میں جا کے وہ خلیفہ قاہر کو گرفتار کر لے۔

سازش کا انکشاف ابن مقلہ نے حالات [illegible] ایک عرضداشت خلیفہ قاہر کی خدمت میں بھیجی۔ اتفاق سے جب اس عرضداشت کا جواب دربار خلافت سے آیا اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا۔ بیدار ہو کر دوسری عرضداشت اسی مضمون کی روانہ کی۔ خلیفہ قاہر کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں طریف سبکری مونس کا غلام [illegible] کے پاس حاضر ہو [illegible] کے بعد [illegible] مونس اور ابن مکتفی کی بیعت خلافت اور [illegible] کو قتل کرنے کے ارادے سے مطلع کیا [illegible] خلافت آپ [illegible] لیکن [illegible] خلیفہ قاہر [illegible] اتفاقات [illegible] ہوشیار ہو گیا۔ اسی وقت [illegible] قصر خلافت [illegible] دروازوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کا فرار اور گرفتاری بعد [illegible] علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لیے ہوئے قصر خلافت کے دروازہ پر حاضر

---

[1] [illegible]

[illegible] ۲۵۳

ہوا۔ حاضری کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی۔ شراب پیئے ہوئے تھے۔ بگڑ گیا۔ طیش میں آ کر دست کھینچنے لگا۔ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا۔ جو شمشیر بکف قتل پڑی، گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی۔ مصاحبین یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ علی بن بلیق تن تنہا ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کو ساحل غربی کی جانب عبور کر گیا۔ وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون یہ خبر پا کر روپوش ہو گئے۔ طریف سبکری سوار ہو کر قصر خلافت کی طرف آیا۔ بلیق کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ اپنے بیٹے کے قصر خلافت جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے بگڑ گیا۔ اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ قصر خلافت کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے۔ خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع کی گئی۔ حاضری کی اجازت نہ دی۔ بلکہ گرفتار کر لینے اور قید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ احمد بن زیرک افسر پولیس کو بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لشکریوں کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وہ شور و غل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ قاہر نے ان سب کو سمجھا بجھا کر اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کو چشم نمائی کے بعد میں انہیں رہا کر دوں گا راضی کر دیا۔ لشکریوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔

مونس کی معزولی و گرفتاری: بعد ازاں خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ مونس نے حاضری سے انکار کر دیا۔ تب اس کو معزول کر کے بجائے اس کے طریف سبکری کو مامور فرمایا اور خاتم خلافت عنایت کر کے ارشاد کیا "میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیار مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے اور تم کو میں نے اس کی نیابت' عساکر شاہی کی افسری' امراء و ارکین دولت کی سرداری اور خزانوں کی نگرانی سپرد کی۔ جو اختیارات مونس کو حاصل تھے وہ سب میں نے تم کو مرحمت فرمائے تمہارا فرض یہ ہے کہ اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلاؤ۔ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا۔ اس وقت تک مفسدہ پردازوں اور بداطواروں کا وہاں جمگھٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے"۔ طریف قصر خلافت سے نکل کر مونس کے مکان پر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو امان دی ہے تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کرو۔ ورنہ اس خانہ جنگی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مبادا خلیفہ قاہر کو کوئی خیال پیدا ہو جائے اور بالفعل وہ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ مونس سوار ہو کر قصر خلافت میں داخل ہوا۔ خلیفہ قاہر نے قبل اس کے وہ روبرو آئے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ طریف کو اس سے ایک گونہ ندامت ہوئی۔

ابوجعفر محمد کا وزارت پر تقرر: مونس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے قلمدان وزارت ابوجعفر محمد بن قاسم بن عبیداللہ کے سپرد کیا اور مونس بلیق' علی بن بلیق' ابن مقلہ وزیر السلطنت ابن زیرک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر فرمایا۔ جس قدر مال و اسباب اور سامان ان کے مکانات میں تھا۔ ضبط کر لیا۔ ابن مقلہ کا مکان جلا کر خاک کر دیا گیا۔ محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کر عہدہ حجابت انجام دینے لگا۔ طریف اور فوج ساجیہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ محمد بن یاقوت اس امر کا احساس کر کے روپوش ہو گیا۔ اور موقع پا کر اپنے باپ کے پاس فارس چلا گیا۔ خلیفہ قاہر نے اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آمیز خط تحریر فرمایا اور صوبہ اہواز کی گورنری عنایت کی۔

سبکری اور مونس کی رنجش کا سبب: طریف سبکری کے مونس اور بلیق سے منحرف اور کشیدہ ہو جانے کا یہ سبب ہوا کہ مونس، بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ و عزت طریف سبکری سے زیادہ ہو چلا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے۔ یہ دونوں اپنی قدر و منزلت سے ایسے اترائے کہ طریف کا پاس ادب تک چھوڑ بیٹھے تھے اور نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ابن بلیق نے طریف کو کل صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا تھا۔ بالآخر رفع ندامت کے خیال سے بلیق نے طریف کو مصر کی گورنری پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی سفارش کی۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے منظور فرمائی، علی بن بلیق کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے طریف کو گورنری مصر پر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی اور سند حکومت حاصل کر کے اپنے نائب کو وہاں بھیج دیا۔ طریف کو اس سے سخت رنجیدگی پیدا ہوئی اور وہ ان دونوں سے موقع و محل کا انتظار شدت کے ساتھ کرنے لگا۔

مونس اور فوج ساجیہ کی کشیدگی کی وجہ: فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ قاہر کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل بھی گئی تھی، خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی شریک و مددگار تھی۔ مونس اس سے ہمیشہ ترقی اور انعام کے وعدے کرتا آیا تھا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا اور مونس کو امور سلطنت کے سفید و سیاہ کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے مگر اس کی فوج کے حقوق پر مونس کی نظر نہ پڑی۔

ساجیہ فوج کا سردار صندل: فوج ساجیہ کے سرداروں میں ایک شخص صندل نامی تھا۔ اس کا ایک خادم مؤتمن تھا۔ صندل نے اس کو فروخت کر دیا تھا، وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہر تک پہنچ گیا۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ قاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا مؤتمن کو کل محل اور قصر خلافت کی سرداری عنایت کی۔ رفتہ رفتہ جب خلیفہ قاہر [illegible] ارکان دولت مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوا۔ [illegible] تھا کہ یہ دونوں کے ذریعہ سے [illegible] جائے۔ مگر مجبوری تھی۔ ایک روز مؤتمن کو طلب کر کے کہا تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تم کو فروخت کیا تھا۔ وہ فوج ساجیہ کا ایک سردار ہے اور اس سے میری شکایت کرو، اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اس سے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بد معاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا اور اگر اس کے خلاف دیکھنا تو خاموش رہنا۔ مؤتمن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہر نے تلقین کی تھی ویسا ہی کہا۔ صندل نے جواب دیا کہ امیر المومنین امام ہیں، خلیفہ ہیں، وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کی سازشوں سے جو ان لوگوں اراکین دولت کے بدولت ہو رہی ہیں نجات دے دے تو ہم تم اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے۔ مؤتمن یہ سن کر خوش ہو گیا۔ لوٹ کر خلیفہ قاہر کی خدمت میں آیا، خلیفہ قاہر نے کل حالات سن کر تھوڑے سے تحائف مؤتمن کی معرفت صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ کہہ دیا کہ تم میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کیں، ان میں سے یہ بھی ہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں۔ اگر آپ سیدہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرو تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جاؤ۔ صندل کی بیوی مؤتمن کی ترغیب سے قصر خلافت میں داخل ہوئی۔ خلیفہ قاہر نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہا اور اس کے ذریعہ سے شوہر کے پاس اپنے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں صندل اور اس کے ہمراہیوں کو جاگیرات انعامات [illegible] کا وعدہ تھا۔ صندل نے وہ رقعہ [illegible] سپہ سالار فوج ساجیہ سیما کو پڑھا کر

مرتب بنایا۔ پھر وہ ذی شان باتفاق رائے طریف سبکری کو اس راز سے آگاہ کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ مونس سے کشیدگی ہے اور یہ موقع [illegible] کا منتظر ہے۔

خلیفہ قاہر اور طریف کے مابین معاہدہ: طریف نے اس شرط سے ان لوگوں کی ہم آہنگی منظور کی کہ مونس، بلیق اور ابن بلیق کو کوئی صدمہ جانی نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور عزت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ سب نے تسلیم کیا۔ بعد ازاں طریف نے یہ اشتہار دیا کہ خلیفہ قاہر کا غلام [illegible] کا آئے تو تم میں سے [illegible] اس مصیبت [illegible] موجود ہوں۔ ان لوگوں نے خلیفہ قاہر کے پاس یہی پیام بھیج دیا۔ خلیفہ قاہر نے اپنے قلم سے پہلے ان شرائط کو تحریر کیا جس کا وہ خواہاں تھا۔ اس کے بعد اپنی طرف سے اس قدر اور بڑھا دیا کہ میں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا۔ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا۔ حج اور جہاد پر جایا کروں گا۔ داد خواہوں کے لئے میں خود مجلس عدل میں جا کر بیٹھوں گا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری کا منصوبہ: فریق ثانی کے مل جانے کے بعد طریف نے وہ حشم سرائے خلافت کو بھی اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ ابن بلیق نے ان لوگوں کو محل سرائے خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ان میں ٹھہرا دیا۔ اس وجہ سے محافظین محل سرائے خلافت کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہوگئی۔ طریف سے ہم پیغام ہو کر ان لوگوں نے بھی خلیفہ قاہر کا ساتھ دیا۔ اتفاق یہ کہ ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ [illegible] محافظین محل سرائے خلافت کو گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ مگر خوف فتنہ و فساد اس فعل سے باز رہے۔ پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی حیلہ سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچ کر گرفتار کر لینا چاہیے اور چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خدشہ کو پہلے ہی سے پیش نظر رکھا تھا۔ بیماری کے بہانہ سے باہر نہ آتا تھا اور نہ کوئی شخص اس کی خدمت میں جا سکتا تھا۔ اس وجہ سے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس ارادے میں کامیابی نہ ہوئی۔ صلاح و مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی خبر اڑا دی جیسا کہ ابھی ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

عام معافی کا اعلان: الغرض مونس کی گرفتاری کے بعد عہدہ حجابت پر سلامت طولونی کو مامور کیا گیا۔ [illegible] خاقان عہدہ وزارت پر بجائے ابن مقلہ کے ابو جعفر بن محمد القاسم بن عبید اللہ۔ نظم و نسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں یہ منادی کرا دی کہ جو لوگ روپوش ہیں یا [illegible] ہیں۔ ان کو امان دی جاتی ہے۔ ان کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص حاضر نہ ہوگا اس کا مکان منہدم کرا دیا جائے گا۔ اور مال و اسباب ضبط کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد ابو احمد بن مکتفی کی جستجو شروع ہوئی۔ بڑی کوشش اور تلاش سے وہ ہاتھ آیا۔ خلیفہ قاہر نے [illegible] کر دیا اسے دیوار میں چن دیا گیا اور وہ مر گیا۔ پھر علی بن بلیق کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دی گئی۔

بلیق و مونس کا قتل: شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہوئی۔ مونس کے ہمراہی [illegible] شریک تھے۔ شور و غوغا مچاتے ہوئے محل سرائے خلافت کے قریب پہنچے۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے "روشن محل" میں آگ لگا دی۔ مونس کو رہا کرو چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے۔ خلیفہ قاہر لشکریوں کے شور و غل کو سن کر اس مکان کی جانب گیا جہاں پر بلیق قید تھا۔ خادموں کو اشارہ کر دیا۔ بلیق کی گردن اتار لی گئی اور سر کاٹ کر لئے ہوئے مونس کے پاس آئے۔ مونس دیکھ کر گھبرا گیا اور [illegible] بلیق کے قاتل پر لعن طعن کرنے لگا۔ خلیفہ قاہر کے حکم پر اس کا بھی سر اتار لیا

گئے۔ بعد ازاں ان دونوں سروں کو بھی ایک طشت میں رکھ کر خزانہ میں رکھوا دیا۔ شکری اور ہم ابوبکر مونس ان ہی کی طرح تک پہنچا دیے گئے کہ وہ سب کے سب منتشر ہو گئے۔

ابو جعفر کرخی کی معزولی: بعض لوگوں کا بیان ہے کہ علی بن بلیق اپنے باپ بلیق اور مونس کے بعد مارا گیا۔ کیونکہ یہ روپوش تھا۔ بلیق و مونس کے قتل کے بعد اس کی بھی بہ حکم خلیفہ گرفتاری ہوئی تھی۔

ابو یعقوب اسحاق بن اسمٰعیل نوبختی بھی اسی وقت قتل ہوا تھا۔ جس پر خلیفہ قاہر نے اس کو بواسطت ابو جعفر کے بیان سے گرفتار کرا کے جیل میں ڈال دیا۔ اور کہیں عظمت اور سرداران لشکر خلیفہ قاہر کی اس ایذا دہی سے خوف زدہ ہو گئے۔ بایں ہمہ ابو جعفر کرخی کلمات خلافت تک اس معاملہ میں اپنے اقوال و معتقدات کرنے سے خائف اور ناکام ہونے۔ ابو جعفر کے بعد وزیر بواسطت ابو جعفر کی گرفتاری کی باری آئی۔ تین ماہ وہ عہدہ وزارت کرنے کے بعد سے گرفتار کیا گیا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی و عبیداللہ اور اس کے غلام بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیے گئے۔ ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہ روز بعد مر گیا۔

ابو العباس احمد کا عہدۂ وزارت پر تقرر: ... کے ابو العباس احمد بن عبیداللہ بن سلیمان خصیبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔ وزیر بواسطت ابو جعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک ایسا شخص باقی رہ گیا تھا۔ جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح سے کھٹکتا تھا۔ فوج اور ملک کو اس کا پاس لحاظ تھا۔ ایک روز خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ گرفتاری کا حکم دے دیا۔ غلاموں نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا۔

آل بویہ کی حکومت کا آغاز: دیلم کے صوبہ کا ابو شجاع ابن بویہ ایک شخص سرداران دیلم میں سے تھا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔ عماد الدولہ ابو الحسن علی، رکن الدولہ ابو علی حسن، معز الدولہ ابو الحسین احمد۔ بنی بویہ نے اپنے تئیں بہرام گور یزدجرد کی طرف منسوب کیا ہے اور ابن ... یزدجرد شہریار کی جانب یہ نسب بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ریاست و سرداری تک پہنچنے سے پہلے سوائے ان کے شہر والوں کے اور کسی کو معلوم نہیں ہوا کرتی۔ جیسا کہ ہم مقدمہ کتاب میں بیان کر چکے ہیں۔

بنی بویہ کا عروج: ہم کیف ما ہو وقت دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اطروش ان کے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان پر قابض ہو گئے۔ ان کے بعد سپہ سالار دیلم میں سے ماکان بن کالی، لیلی بن نعمان، اسفار بن شیرویہ اور مرداویج بن زیار تھا۔ یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور والی ملک تھے۔ ان لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبا لیا بعد ازاں رفتہ رفتہ دولت عباسیہ میں خلفاء عباسیہ کے تنزل سے بلاد اسلامیہ کے اطراف اور جوانب کی جانب بڑھے۔ ابتداء ظہور کرنے والوں کے ساتھ بنی بویہ نے بھی عروج کیا۔ یہ ماکان بن کالی کی فوج کے سرداروں میں سے تھے۔ پھر جب اسفار بن شیرویہ بھی مرداویج اور ماکان بن کالی میں اختلاف واقع ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بنی بویہ اور مرداویج: اور مرداویج نے طبرستان و جرجان کو ماکان کے قبضہ سے نکال لیا تو بنی بویہ ماکان سے علیحدہ ہو کر مرداویج کے پاس چلے آئے کہ ... ماکان کا قرض زیادہ ہے اور مال ... کثرت سے ہے اور آپ اس بار کو اس کے

متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے بہ نظر تخفیف تصدیع ہم لوگ مرداویج کے پاس چلے جاتے ہیں جس وقت آپ کا انتظام درست اور کاروبار سلطنت چست ہو جائے گا۔ آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ مرداویج نے بنی بویہ کو اعزاز و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعتیں دیں۔ اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں میں سے ایک گروہ نے مرداویج سے امان کی درخواست کی۔ مرداویج نے قبول کر لی اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک سمت کی حکومت عنایت کی۔ چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کی زمام حکومت سپرد کی گئی۔ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

آل بویہ کی رے کو روانگی غرض تمام بنی بویہ مرداویج سے رخصت ہو کر رے کی جانب روانہ ہوئے۔ ان دنوں رے کی حکومت پر وشمگیر بن زیار برادر مرداویج تھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا۔ عماد الدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی۔ کچھ اسباب اور خچر بطور تحفہ پیش کیا۔ مرداویج کو اس کی خبر لگ گئی فوراً سمجھ گیا کہ ماکان کے ان چند گزیدہ سرداروں کو سرداری و حکومت دینے میں ہم سے غلطی کی یہ لوگ پیچھے پڑے ہیں جو کچھ نہ کر گزریں وہ کم ہے۔ اس خیال کا آنا تھا اپنے بھائی وشمگیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ اس خط کے پہنچنے سے پیشتر عماد الدولہ کرخ کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے یہ باقی رہ گیا۔ وشمگیر نے اس کے واپس لانے کی فکر کی۔ آدمیوں کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر پھر بخوف فتنہ و فساد موقوف رہا۔

عماد الدولہ کا کرخ پر قبضہ عماد الدولہ نے کرخ میں پہنچ کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ خرمیہ کے دو پہاڑی قلعات بھی فتح کئے مال کثیر ہاتھ آیا۔ سب کا سب لشکریوں کو دے دیا۔ جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ عوام الناس کے قلوب عدل و انصاف اور داد و دہش سے اس کی جانب مائل ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب و داب بڑھ گیا۔ اسی زمانہ میں مرداویج طبرستان میں مقیم تھا۔ طبرستان سے رے واپس آیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جو رے میں نظر بند تھے رہا کر کے کرخ بھیج دیا۔ عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کی بہت بڑی عزت کی اور اخلاق و محبت سے پیش آیا۔ انہیں مال و اسباب سے مالا مال کیا گیا۔ ان سے ان لوگوں کو عماد الدولہ کی جانب طبعی میلان ہو گیا۔ مرداویج نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مرداویج کو اس خود کردہ فعل پر سخت ندامت ہوئی اسی اثناء میں شیرزاد نامی دیلم کے ایک سپہ سالار نے عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔

اصفہان پر قبضہ عماد الدولہ کی قوت اس کے مل جانے سے بڑھ گئی اور اس نے سامان جنگ درست کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی اور محمد فراج کا انچارج ابو علی بن رستم تھا۔ عماد الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ دارالخلافت بغداد میں جا کر معذرت کر لو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں۔ مظفر اور ابو علی نے اس امر کو منظور نہ کیا۔ اتفاق یہ کہ انہیں ایام میں ابو علی مر گیا۔ جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت مکروہ سمجھتا تھا۔ مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر آ کر مورچہ قائم کیا۔ اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات سن کر عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ بعد ازاں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ عماد الدولہ کے رکاب میں صرف نو سو سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں وہ شکست کھا کر بھاگا۔ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی

کو گرفتار کروا دیا۔

جرجان پر قبضہ: اس واقعہ سے فارغ ہو کر [illegible] سرت ہوئی اور کی۔ سے بڑھ کر بھائی [illegible] مرداویج کو صدمہ پہنچا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ [illegible] ہے۔ بہرحال [illegible] عماد الدولہ کو لکھ بھیجا کہ تم میرے ساتھ [illegible] میری اطاعت قبول کرو، میں تمہاری قوت و لشکر سے مدد کروں گا۔ اور [illegible] روانہ کر کے اپنے بھائی وشمگیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر [illegible] شب خون مارا۔ [illegible] گیا۔ [illegible] نے عماد الدولہ کو اس کی خبر کر دی۔ اصفہان چھوڑ کر [illegible] جانے کا [illegible] کیا۔ [illegible] وقت [illegible] جرجان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہو کر [illegible] قبال جرجان چھوڑ کر [illegible] عماد الدولہ نے جرجان پر [illegible] قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ [illegible] ۳۲۱ھ کا ہے

عماد الدولہ اور ابن یاقوت کی جنگ: اس کے بعد [illegible] مرداویج [illegible] اصفہان [illegible] ہو گیا۔ [illegible] کی تحریک پر مرداویج [illegible] اصفہان [illegible] ابن یاقوت کے حوالے کر دیا۔ بعد [illegible] جرجان عماد الدولہ کے پاس ابو طالب [illegible] کے خطوط آنے شروع ہوئے [illegible] لکھا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ابن یاقوت سے [illegible] ہے۔ [illegible] عماد الدولہ [illegible] کر کے [illegible] یاقوت اور اس کے بیٹے کے [illegible] آ پہنچے۔ ابو طالب کے مشورہ کا [illegible] ہوا تب ابو طالب نے یہ کہنا شروع کیا کہ مرداویج اور ابن یاقوت میں [illegible] کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو پھر [illegible] ہے اور تم میں ان دونوں کے مقابلہ کی قوت ہے۔ عماد الدولہ [illegible] کے لکھنے سے جانے ہو گیا۔ [illegible] ۳۲۱ھ میں جرجان چھوڑ کر [illegible] کا ارادہ کیا۔ [illegible] ابن یاقوت کے [illegible] سے [illegible] عماد الدولہ نے پہلے ہی [illegible] ابن یاقوت نے [illegible] اور [illegible] کرنے چڑھائی کر دی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی [illegible] فارس کی طرف خراج وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ابن یاقوت نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر [illegible] کی طرف [illegible] کی [illegible] کو شکست دے دی اور خراج وصول کر کے اپنے بھائی کے پاس واپس چلا آیا۔

ابن یاقوت کی شکست: اس کے بعد عماد الدولہ اس خوف سے کہ مبادا مرداویج اور ابن یاقوت کے [illegible] جائے [illegible] اصطخر کی جانب روانہ ہوا۔ ابن یاقوت نے تعاقب کیا۔ [illegible] کے [illegible] پہنچ کر مقابلہ ہوا۔ [illegible] عماد الدولہ نے [illegible] سے [illegible] ابن یاقوت سے امان حاصل کر کے اس کے لشکر میں چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ان سب کو قتل کرا ڈالا۔ اس سے عماد الدولہ کے [illegible] کے کان کھڑے ہوئے۔ سب نے [illegible] حملہ کیا۔ ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عماد الدولہ نے تعاقب کیا اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کا ہے۔ [illegible] میں عماد الدولہ نے [illegible] کارہائے نمایاں انجام دیے۔ [illegible] اور [illegible] مال میں بہت بڑا حصہ لیا۔

عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ: شکست کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جا کر دم لیا۔ [illegible] عماد الدولہ شیراز پہنچ گیا۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] کر دی۔ [illegible] سے امن و امان کا [illegible] کیا۔

لشکریوں نے تنخواہیں طلب کیں۔ [illegible] مجبور ہو گیا۔ اتفاق سے چند صندوق ہاتھ آئے جن کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور نیز صفار کے دفائن بھی مل گئے۔ جن میں پانچ لاکھ دینار تھے [illegible] جمع کیا تھا کل خزانہ معمور ہو گیا۔ مستقل [illegible] نے فارس پر حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت کی اطاعت ابن یاقوت تا زمانہ قتل مرداویج اہواز میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ اس کا کاتب ابو عبداللہ بریدی بھی تھا مرداویج کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔ عماد الدولہ یہ خبر پا کر [illegible] رامہرمز میں پہنچا [illegible] جرجان میں تھا [illegible] ابن یاقوت سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کو شکست نصیب ہوئی۔ ابو عبداللہ بریدی نے [illegible] عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجی۔ عماد الدولہ نے منظور کر لیا اور اہواز کی حکومت پر اس کو مامور کر کے واپس آیا۔ [illegible] بھی اس کے [illegible] تھا اس نے [illegible] ابن یاقوت اور [illegible] فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگے۔

عماد الدولہ کو سند حکومت کی منظوری ان فتوحات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں بغرض حصول سند حکومت ایک درخواست روانہ کی۔ چونکہ خلیفہ قاہر کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہو چکا تھا [illegible] اور ایک رقم کثیر داشت اس کے [illegible] الخلافت [illegible] متعلق خدمت میں بھیجی اور دس لاکھ درہم خراج [illegible] دار الخلافت نے منظور کر لی۔ سند حکومت مع خلعت اور علم روانہ کی۔ اس سے عماد الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ مرداویج کو یہ سن کر [illegible] کے خیالات پیدا ہوئے۔ اس کا بھائی وشمگیر بعہد معزول خلیفہ قاہر اصفہان کی طرف [illegible] آیا تھا اور [illegible] اصفہان سے [illegible] مرداویج بھی اصفہان آ پہنچا [illegible] میں مصروف ہو [illegible] اپنے بھائی وشمگیر کو [illegible] ری سے [illegible] دیا۔

خلیفہ قاہر کی معزولی خلیفہ قاہر نے مونس اور اس کے ہمراہیوں کے قتل کے بعد [illegible] ابن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش [illegible] کا حکم صادر فرمایا۔ یہ دونوں روپوش تھے اور برابر سپہ سالاران فوج ساجیہ اور [illegible] لشکر سے خط و کتابت کرتے رہتے تھے [illegible] خلیفہ قاہر کی [illegible] تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو مونس اور اس کے ہمراہیوں کا ہوا ہے [illegible] اکثر اوقات شب [illegible] سپہ سالاران [illegible] کے پاس [illegible] جاتا [illegible] حکم [illegible] ہاتھوں [illegible] اس کی حکومت [illegible] کر کے [illegible] سپہ سالاران ساجیہ کے خیالات بدل گئے۔ [illegible] فوج ساجیہ کا افسر [illegible] خواب کے تعبیر بیان کرنے والے [illegible] بہت سا مال [illegible] خلیفہ قاہر کی [illegible] آپ سے [illegible] اس [illegible] خلیفہ قاہر سے لشکر [illegible] خلافت [illegible] اور [illegible] لگانے بجھانے والوں نے ساجیہ اور سپہ سالاران [illegible] کر دیا [illegible] اور [illegible] سپہ سالاران ساجیہ کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی [illegible] حفظ ماتقدم کے خیال سے اپنے ماتحت سپہ سالاروں [illegible] تحقیق [illegible]

خلافت سے [illegible] کو یاد کر کے خلیفہ قاہر کو معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ انہیں لگا کہ خلیفہ بدگمان ہو گیا ہے۔ بعد ازاں سب نے واضح طور پر خلافت پر قبضہ کر لیا اور دونوں طرف سے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ خلیفہ قاہر شراب نوشی میں مگن بیٹھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے قصر کے دروازوں کی طرف سے یلغار کی، خدام نے سنا تو خوف سے بھاگ نکلے۔ مجبور ہو کر تمام لوگ چھت پر چڑھ گئے۔ اسے [illegible] آئے۔ خلیفہ قاہر بڑا سہما ہوا تھا۔ [illegible] کی غلام نے بتلایا۔ [illegible] ایک گروہ تمام کی طرف روانہ ہوا۔ خلیفہ قاہر سے اتر آنے کو کہا۔ خلیفہ قاہر نے انکار کیا۔ ان لوگوں نے تیر برسانے کی دھمکی دی۔ مجبوراً خلیفہ قاہر تمام لوگوں سے نیچے اتر آیا۔ سب نے گرفتار کر لیا اور پھر اس مکان میں لائے جہاں طریف سبکری قید تھا۔ اس کو رہا کر کے بجائے اس کے خلیفہ قاہر کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے۔ وزیر ابن مقلہ اور سلامت حاجب بھی اس وقت تک [illegible] ہو گئے تھے۔

معزولی کے دیگر اسباب بعض نے خلیفہ قاہر کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد مونس صاحب کے قاتلین کی [illegible] خلافت پر متمکن [illegible] ان کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا تھا۔ [illegible] ساجیہ اور حجریہ سے کام لیتا۔ اس سے ان لوگوں کے دل میں شبہات پیدا ہو گئے۔ [illegible] سے سرگوشی کرنے لگا۔ قاتلین [illegible] حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ [illegible] کا طالب ہوا تھا۔ وزیر ابن مقلہ بھی اسی حال میں [illegible] تھا۔ اسی اثنا میں خلیفہ قاہر نے اپنے محل میں [illegible] ۔ اس سے ان لوگوں کو خبر پہنچی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ [illegible] ایک گروہ [illegible] گرفتار ہو۔ بعد ازاں خلیفہ قاہر نے [illegible] لوگوں کو ان کی قید [illegible] اور [illegible] ساجیہ اور حجریہ [illegible] خلافت کے مقابلہ میں [illegible] اور [illegible] ساجیہ اور حجریہ [illegible] خلافت [illegible] اور وزیر ابن مقلہ اور حاجب [illegible] خلیفہ قاہر نے [illegible] خلافت سے نکال کر [illegible] کے سپرد کر دیا اور [illegible] ساجیہ اور حجریہ نے خلافت کا [illegible] خلیفہ قاہر نے بھی [illegible] اور [illegible] ساجیہ [illegible] اس سے معزول کرنے پر متفق ہو گئے۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

باب : ۲۶

محمد بن مقتدر الراضی باللہ

۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

بیعت خلافت: خلیفہ قاہر کی گرفتاری کے بعد ابو العباس بن مقتدر کو قید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا۔ (یہ مع اپنی ماں کے قید میں تھا)۔ ۶ جمادی الاول ۳۲۲ھ بروز چہار شنبہ کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور "الراضی باللہ" کا مبارک لقب دیا گیا۔

قاہر کا انجام: اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کرنے کا قصد ظاہر فرمایا۔ علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور پیری کا عذر کیا، ابن مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کو امان دی اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ معزول خلیفہ قاہر کے پاس جا کر ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرے۔ قاضی القضاۃ مع چند عدول گواہوں کے معزول خلیفہ کے پاس گیا اور اسے اپنے آپ کو معزول کرنے کی ہدایت کی۔ معزول خلیفہ نے اس سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

عہدوں کی تقسیم: ابن مقلہ نے عہدۂ وزارت سے مشرف ہو کر عیسیٰ وزیر خلیفہ سابق کو امان دے کر چند صوبوں کی گورنری عطا کی اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو صوبجات موصل، قردی، بازبدی، ماردین، دیار بکر، طریق فرات اور ثغور جزریہ و شامیہ اور افواج شام و مصر پر مامور کیا۔ انتظامی محکمہ جات خراج، ڈاک اور معادن کے عزل اور تقرری کے اختیارات دیئے گئے۔ بدر حمانی کو محکمہ پولیس کی افسری دی گئی۔ محمد بن رائق امیر واسط سے طلب کیا گیا۔ اس نے اس صوبہ پر قبضہ کر کے ابن یاقوت کو اہواز اور جند نیشاپور کی طرف نکال دیا تھا۔ یاقوت کو اصفہان کی گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ تھا۔ ابھی یہ راستے ہی میں تھا کہ خلیفہ قاہر کی زندگانی کا خاتمہ ہو گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ عہدۂ حجابت پر مقرر کرنے کی غرض سے ابن رائق کو خلیفہ راضی نے بلا بھیجا۔ ابن رائق اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

ابن یاقوت کا عہدۂ حجابت پر تقرر: ابن یاقوت نے یہ خبر پا کر دربار خلافت تک عہدۂ حجابت کی ایک درخواست بھیج

وہی جو پہنچنے کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ابن یاقوت سامان سفر درست کر کے ابن رائق کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ کسی نے ابن رائق سے اس کی خبر کر دی۔ اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے پہلے بغداد میں پہنچ جاؤں، واسط میں نہ ٹھہرا، جلد کوچ کرتا ہوا بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ مدائن میں خلیفہ راضی کا اسی مضمون کا فرمان ملا کہ دربار خلافت کی طرف سے تمہیں صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے صیغہ جنگ و معاون کی حکومت بھی مرحمت کی جاتی ہے۔ بجائے بغداد آنے کے واسط واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ مدائن سے بعجلت واسط کو لوٹا۔ بوقت مراجعت اثنائے راہ میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا۔ کچھ عرصہ بعد ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے عہدہ حجابت سے سرفراز فرما کر سرداری افواج اور دفاتر کی نگرانی بھی اسی کے سپرد کی اور یہ حکم دیا کہ امرائے لشکر اور حکام مال و دیوانی اسی کے حضور میں حاضر ہوا کریں۔ کوئی فرمان تقرری یا معزولی یا بحالی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہ ہو۔ درحقیقت وزارت بھی یہی کرتا تھا اور وزیر السلطنت ابن مقلہ اس کی مجلس کا ایک ممتاز و معزز ممبر تھا۔

ہارون کا قتل: ہارون غریب الخال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ، دینور اور ماسبذان کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ جس وقت خلیفہ قاہر معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں؛ میرے سوا کوئی دوسرا شخص حکومت اور سرداری کا مستحق نہیں ہے۔ لہٰذا ارکین دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے نہروان کی جانب بقصد بغداد کوچ کیا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ، ابن یاقوت، فوج ساجیہ اور خالص مخلص امرائے خلافت کو ناگوار گزرا۔ مجتمع ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت جڑ دی۔ خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی۔ ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط و کتابت بغداد میں آنے کی ممانعت کر دی اور علاوہ ان صوبوں کے جو اس کے قبضہ میں تھے دو ایک صوبہ اور دینے کا وعدہ کیا، مگر ہارون اس جانب ذرا بھی ملتفت نہ ہوا۔ نہروان میں پہنچ کے جبراً خراج وصول کرنے لگا۔ جس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ ارکین دولت نے یہ خبر پا کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو روانہ کیا۔ جونہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آ گئیں۔ ابن یاقوت کے بعض ہمراہی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ہارون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ ہارون نے منظور نہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بغداد میں ضرور آؤں گا۔ ابن یاقوت یہ جواب سن کر خاموش ہو رہا۔ یوم سہ شنبہ [illegible] جمادی الاولیٰ ۳۲۲ھ کو دونوں فوجوں نے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابن یاقوت نہر کے پل کی طرف بھاگا اور وہیں سے گزر گیا۔ ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا، رفتہ رفتہ ایک جنگل میں پہنچا، اتفاق سے گھوڑا بدکا، زمین پر آ رہا۔ محمد بن یاقوت کے ایک غلام نے پہنچ کر سر اتار لیا۔ ہارون کے ہمراہی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک سپہ سالار مارے گئے اور ایک دو گرفتار کر لیے گئے۔ ابن یاقوت فتح یاب ہو کر بغداد کی جانب لوٹا۔

ابن یاقوت کا زوال: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ابن یاقوت کو کل دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا اور وزارت بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا۔ ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا۔ ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا۔ تا آنکہ خلافت مآب پر ابن یاقوت کی مخالفت ثابت کر دی اور ماہ جمادی الاولیٰ ۳۲۳ھ میں اس کی گرفتاری پر

آمادہ کر دیا۔

ابن یاقوت کی گرفتاری: پانچویں ماہ ذیقعدہ کو خلیفہ راضی حسب دستور دربار میں رونق افروز ہوا۔ ارکان سلطنت امراء لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے اور گورنران صوبجات بھی ایک طرف کھڑے تھے۔ امیدواران عہدہ گورنری کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا گورنروں کی تقرری اور تبدیلی کی غرض سے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے۔ ابن یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات کے انجام دینے کے لئے حاضر کرو۔ اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی کہ ابن یاقوت کو حاضر کیا گیا۔ خدام دولت اس کو لئے ہوئے دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے مکان کی حفاظت پر ایک دستہ فوج کو متعین کیا۔ اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدہ وزارت کے اختیارات کامل مل گئے۔

یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر پا کر فارس کی طرف بقصد جنگ ابن بویہ کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں آپ کو خوش کرنے کی غرض سے عرضی روانہ کر دی۔ جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ تاکہ ابن بویہ کی مہم میں میرا ہاتھ بٹائے۔ وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہ کی۔ محمد بن یاقوت بیچارہ جیل کی مصیبت جھیلتا رہا۔ یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں ۳۲۳ھ میں مر گیا۔

خلافت ابوعبداللہ بریدی کا عروج: ابوعبداللہ بریدی جو ابن یاقوت کی اہواز کی گورنری پر تھا جس وقت مرداویج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ نکلا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ بریدی اہواز سے عسکر چلا آیا اور پھر اہواز میں متصرف و قابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یاقوت کے عہدہ کتابت کو بھی انجام دیتا رہا۔ اتفاقاً کچھ عرصہ بعد ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت کی تھی اور ان دونوں کو بجانب فارس بڑھنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ واسط سے یاقوت براہ خشکی روانہ ہوا اور بریدی براہ دریا کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔ سوس اور جندیسابور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابوالحسین اور ابو یوسف کی سپردگی میں تھا۔ ان سے پیشتر ابوالحسین اور ابو یوسف نے دربار خلافت میں رپورٹ بایں مضمون دی تھی کہ اگر مرداویج کی روک تھام نہ کی جائے گی تو عنقریب ان بلاد پر وہ قابض و متصرف ہو جائے گا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کی غرض سے ایک نائب کو بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابوالحسین اور ابو یوسف کی رپورٹ کی تائید کی۔ اس اثناء میں بریدی بھی پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار سے متجاوز تھی قبضہ کر لیا۔ اب سے بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے لشکر بھی مرتب کر لیا۔ بعد ازاں یاقوت کو بغرض فتح فارس ارجان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں ٹھہرا ہوا خراج وصول کرتا رہا جس سے اسی قدر مال اور زر جمع ہو گیا۔

یاقوت کا زوال: یاقوت اور ابن بویہ سے مقام ارجان پر مقابلہ ہوا۔ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگا۔ ابن بویہ رامہرمز تک تعاقب کرتا گیا جب یاقوت ہاتھ نہ آیا تو رامہرمز میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مقام ارجان میں بمقابلہ عماد الدولہ ابن بویہ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگ آیا ہے۔ ابن بویہ نے فارس پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ابوعبداللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یہ

یاقوت کا سیکرٹری بھی تھا۔ یاقوت کو اس پر پورا اعتماد تھا۔ چونکہ اتفاق قوت یاقوت میں کم تھی اور دور اندیشی کا مادہ مطلق نہ تھا۔ ابو عبداللہ بریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کے ذریعہ یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ عسکر مکرم میں قیام فرمایئے میں بہت جلد سامان جنگ اور مال فراہم کر کے اس لشکر کے جو بغداد سے آنے والا ہے۔ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں آپ کو محنت تراشی بھی نہ کرنی پڑے گی۔ لشکریوں کے شور و شغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اس پیام کے ساتھ خزانہ اہواز سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کیا۔ سادہ لوح یاقوت اس جھانسے میں آ گیا اور بریدی اس قدر مال روانہ کر کے خاموش ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا۔

یاقوت کی شکست: یاقوت اور اس کے لشکریوں کی عسرت سے بسر ہونے لگی۔ اس واقعہ سے قبل یاقوت کے پاس ابن بویہ کے ہمراہیوں میں سے طاہر جیلی اور اس کا کاتب ابو جعفر صیمری ابن بویہ سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا۔ جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی اور تنگی معیشت کی نوبت آ گئی۔ تو طاہر جیلی یاقوت سے رخصت ہو کر خوزستان کی جانب لوٹا۔ عماد الدولہ کو اس کی علیحدگی کی خبر لگ گئی۔ لشکر آراستہ کر کے یاقوت پر حملہ کر دیا۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابو جعفر قید ہو گیا۔ مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا گیا۔ رہائی پا کر اس بیچارے معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدہ کتابت کو حاصل کر لیا۔

یاقوت اور ابو عبداللہ بریدی: طاہر نے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط مشعر ضعف یاقوت و نااتفاقی ہمراہیان یاقوت تحریر کیا۔ بریدی نے یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز بھیج دیجئے۔ میں ان کو سمجھا بجھا دوں گا۔ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں گے۔ سادہ لوح یاقوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا۔ بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا۔ باقی کو واپس کر دیا اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں داخل کیا۔ ان کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے۔ یاقوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کی طلبی کا خط لکھا۔ بریدی نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ تب یاقوت بریدی کی طرف روانہ ہوا۔ بریدی یہ خبر پا کر پیادہ پا استقبال کو آیا۔ دست بوسی کی۔ عزت و احترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کر ٹھہرایا۔ مستعدی سے خدمت کرتا رہا۔ مگر یہ سب ظاہر داری تھی لشکریوں کو اشارہ کر دیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے دارالامارت کے دروازہ پر آ گئے۔ یاقوت نے شور و غوغا کا سبب دریافت کیا۔ بریدی نے سرنیچا کر کے دست بستہ عرض کیا یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گزرا ہے۔ یاقوت یہ سن کر گھبرا گیا۔ بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا۔ یاقوت ترساں و خائف اس کھڑکی سے نکل کر عسکر مکرم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد بریدی نے یاقوت کو اپنے لشکریوں کے تعاقب کرنے سے ڈرایا اور یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے تستر میں جا کر قلعہ نشین ہو جایئے اور والی تستر کو پچاس ہزار دینار دینے کو تحریر کیا۔ یاقوت اس رائے کے مطابق عسکر مکرم سے تستر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کا ایک خادم مونس نامی تھا۔ وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا۔ اس نے اس کی چالاکیاں اور اس کا فریب و مکر یاقوت پر ظاہر کر کے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جایئے۔ حکمرانان خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط بھی لکھا ہے۔ ان خرافات کو چھوڑیئے اور بغداد میں جا کر آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور

جہاں تک ممکن ہو بریدی کا قلع قمع جلد کیجئے اور اہواز سے اس کو نکال باہر فرمائیے۔ یاقوت نے اس نصیحت کے سننے سے خود کو بہرہ بنا لیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سنی۔

مظفر بن یاقوت کا مشورہ: نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے کل ہمراہی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور بریدی کا دم بھرنے لگے۔ تا آنکہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔ اسی اثناء میں اس کا بیٹا مظفر خلیفہ راضی[1] کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آیا اور بریدی کے کل حالات سن کر بغداد جانے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جائیے گا اور اس پر قابض و متصرف ہو جائیے گا۔ یاقوت نے اس سے انکار کیا۔ مظفر اس سے علیحدہ ہو کر بریدی کے پاس چلا آیا۔ بریدی نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا اور دربردہ اس کی حفاظت و نگرانی پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔

یاقوت کا خاتمہ: باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جاتی تھی مگر پھر بھی یہ فکر دامنگیر تھی یاقوت سے خائف ہوا کہلا بھیجا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر مامور کر کے بھیج دوں۔ یاقوت نے مہلت مانگی۔ بریدی نے مہلت دینے سے انکار کر کے ایک لشکر اہواز سے روانہ کر دیا۔ یاقوت کو بریدی کی ان حرکات و افعال سے اس کے خبث باطنی اور بدنیتی کا احساس ہو گیا۔ بریدی پر حملہ کرنے کے قصد سے عسکر مکرم کی جانب کوچ کر دیا۔ پہنچتے ہی عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ و نشان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد بریدی کا لشکر بسر افسری ابو جعفر جمال آ پہنچا۔ ایک دستہ فوج سے مورچہ بندی کر کے دوسرے دستہ کو یاقوت کے لشکر کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا۔ بعد تکبیر یاقوت کو شکست ہوئی اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یاقوت نے ایک دیوار کے پیچھے بیٹھ کر آستین سے اپنے منہ کو چھپا لیا۔ بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گزرے انہیں کچھ شک گزرا منہ کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ یاقوت ہے سب کے سب ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ سر اتار کر لشکر میں لائے۔ ابو جعفر نے نعش کو اسی میدان میں دفن کرا دیا اور ہر سامان مال و اسباب کے جو اس لڑائی میں لشکر گاہ یاقوت سے ہاتھ آیا۔ بریدی کے پاس تستر بھیج دیا۔ بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود ان صوبہ جات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

ابو العلاء سعید کا قتل: ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان۔ موصل کی گورنری پر تھا۔ اس کے چچا ابو العلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی سند حکومت حاصل کر کے خفیہ طور سے با اظہار اس امر کے کہ میں اپنے برادرزادہ کے پاس روپیہ لینے جاتا ہوں۔ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ اس سے مطلع ہو کر استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا۔ ابو العلاء دوسری راہ سے موصل میں داخل ہو کر دار الامارت میں جا کر بیٹھ گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے پہنچ کر ابو العلاء کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جماعت نے جا کر مار ڈالا۔

ابن مقلہ کی موصل کو روانگی اور واپسی: خلیفہ راضی کو اس خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ کو روانگی موصل کا حکم دیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب روانہ ہوا۔

---

[1] خلیفہ راضی نے اسے ماہ جمادی الاولیٰ ۳۲۳ھ میں قید کر دیا تھا ایک ہفتہ کے بعد [illegible] اس کے باپ کے پاس [illegible]

ناصر الدولہ یہ خبر پا کر موصل سے زوزن چلا گیا۔ وزیر السلطنت کو نصیبین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ آپ کی خدمت میں ایسا تحفہ بھیجا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد کا راستہ لیں۔ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس تحریک پر عمل کیا۔ وزیر السلطنت نے علی بن خلف بن طباب کو اور فوج ساجیہ سے ماکرد دیلمی کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور مسافت طے کر کے ۵ شوال ۳۲۳ھ کو بغداد میں داخل ہوا۔

ناصر الدولہ کا موصل پر دوبارہ قبضہ بعد روانگی وزیر السلطنت ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکرد دیلمی سے مقام نصیبین پر برسر مقابلہ آیا۔ ماکرد شکست کھا کر رقہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا۔ ماکرد کی شکست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خلافت مآب نے خطا معاف فرما کر سند حکومت مرحمت کر دی۔

وزارت میں تبدیلیاں چونکہ محمد بن رائق نے دارالخلافت بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو دوبارہ ان صوبجات واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ بھیجا تھا۔ محمد بن رائق نے وزیر السلطنت کے خط کا جواب مخالفانہ تحریر کیا اور در پردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی درخواست کی اس شرط سے کہ مصارف خلافت کے خرچ کا کفیل بار میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ میرے ذمہ۔

ابن مقلہ کی معزولی جواب آنے پر وزیر السلطنت نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بظاہر اس امر کے اعلان پر رضا مند کیا کہ ابن رائق کے گرفتار کرنے کو واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی امر کے ظاہر کرنے کو بھیج دوں تا کہ اس کو کوئی خیال مخالف نہ پیدا ہو۔ صبح کے وقت پیشتر اس سے مظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی ہو چکی تھی اور وہ عہدہ حجابت کا کام انجام دے رہا تھا۔

عبدالرحمن بن عیسیٰ کی تقرری و معزولی خلیفہ راضی نے اس فعل پر مظفر اور ساجیہ اور حجریہ افسران خلافت کی تعریف کی اور انعامات دیئے۔ ابوالحسین بن ابو علی بن مقلہ اور کل ارکان خاندان وزارت کے روپوش ہو گئے۔ بعد ازیں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور حجریہ کے افسران خلافت کی درخواست پر علی بن عیسیٰ کو طلب فرما کر قلمدان وزارت سپرد کرنے کا قصد کیا۔ علی بن عیسیٰ نے پیرانہ سالی کا عذر کر کے اپنے بھائی عبدالرحمن کی طرف اشارہ کیا۔ اسی وقت خلافت مآب نے عبدالرحمن بن عیسیٰ کو طلب کر کے قلمدان وزارت عنایت فرمایا اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کیا۔ ابن مقلہ سے بھی جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا وصول کیا گیا۔

ابوجعفر محمد بن قاسم کا تقرر تھوڑے عرصہ بعد عبدالرحمن سے وزارت کا کام نہ چل سکا۔ خراج وصول ہونے میں دقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ اس نے مجبور ہو کر استعفاء دے دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کر لیا اور ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسیٰ پر بھی آفت آئی۔ اس سے ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔

ابو جعفر محمد کی روپوشی: ابو جعفر کے زمانہ خلافت میں خراج کی آمد بند ہو گئی۔ گورنروں نے اپنے صوبجات مقبوضہ کر لئے۔ ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کر دیا۔ بریدی نے صوبہ اہواز کی آمدنی دبا لی۔ فارس کا خراج بوجہ تغلب و تصرف ابن بویہ بند ہو گیا۔ چونکہ سوائے ان صوبجات کے اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کی مالی حالت بے حد کمزور ہو گئی ارا کین سلطنت اور امراء دولت خم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنائے ہوئے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں چڑھ گئی تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی۔ خرچ کی تنگی اور ہی تھی۔ ابو جعفر کا رعب و داب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا تھا۔ جب اس سے بن نہ آئی تو اپنی وزارت کے تین ماہ چند یوم کے بعد روپوش ہو گیا۔ خلیفہ راضی نے بجائے اس کے ابو القاسم سلیمان بن حسن کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی حالت بھی مثل وزراء سابق کے تھی نہ اس کے قبضہ میں کچھ مال و زر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور نام کی وزارت یہ کر رہا تھا۔

ابن رائق کا عروج: جس وقت خلیفہ راضی کو وزراء کی نالائقی کا یقین ہو گیا۔ ابو بکر محمد بن رائق کو واسط سے بلا بھیجا اور یہ تحریر فرمایا کہ خلافت مآب نے تمہاری درخواست وزارت منظور فرمائی ہے مناسب ہے کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر اپنے منصبی کام کو انجام دو۔ ابن رائق اس فرمان کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس اثناء میں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیج دیا اور اس کی سرداری عنایت کی۔ امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال و دیوانی تبدیلی و تقرری حکام، نظم و نسق ممالک، کتابت، حجابت غرض کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات مرحمت کئے۔ منبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۳۲۴ھ میں فوج ساجیہ وارد واسط ہوئی۔ ابن رائق نے پہنچتے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین محلسرائے خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظین محلسرائے خلافت یہ سن کر بھاگے۔ اپنے مکانات کو چھوڑ کر محلسرائے خلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ اس کے بعد ابن رائق واسط سے بغداد آیا۔ خلیفہ راضی نے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے حکم سے محافظین محلسرائے خلافت حجبیوں کو اٹھا کر اپنے مکانات میں جا کر مقیم ہو گئے۔ اسی وقت کل دفاتر شاہی بند کر دیئے گئے۔ نام کی وزارت باقی رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گزرتا۔ خزانے بند کے بند رہے۔ خراج ان کے خزانے میں داخل ہوتا اور وہ سیاہ و سفید جو چاہتا کرتا۔ خلافت مآب بھی اس کے دست نگر تھے ایک حبہ ان کے قبضہ میں نہ تھا وہ اپنے مقصود اور خواہش کے مطابق ان سے کام لیتے۔ غرض یہ کہ خود کیا بگڑ گیا موم کی ناک تھے۔ جس طرف چاہتا پھیر دیتا۔ گورنران ممالک محروسہ نے یہ رنگ دیکھ کر غاشیہ اطاعت کو اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا جس قدر جس کے قبضہ میں تھا اس نے دبا لیا۔ خلافت مآب کے قبضہ میں اس وقت سوائے بغداد اور اس کے مضافات کے اور کوئی ملک باقی نہ رہ گیا تھا۔ با ایں ہمہ ابن رائق خلافت مآب پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا ہر حکم جاری و ساری تھا۔

خود مختار صوبے: باقی صوبجات ممالک محروسہ کی یہ کیفیت تھی۔ بصرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔ خوزستان اور اہواز بریدی کے، فارس عماد الدولہ بن بویہ کے، کرمان ابو علی محمد بن الیاس کے، رے، اصفہان اور جبل رکن الدولہ ابن بویہ اور وشمگیر

کے ذریعے وشمگیر مرداویج کا بھائی جو رکن الدولہ سے لڑتا ان صوبہ جات میں مزاحم اور مقیم بنا ہوا تھا موصل دیار بکر دیار مضر اور دیار ربیعہ میں حمدان کے مصر و شام محمد بن طغج کے مغرب اور افریقیہ پر عبید اللہ مہدی کے اندلس عبدالرحمن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے ہاتھ میں اور خراسان نصر بن احمد سامانی کے طبرستان دیلم کے بحرین اور یمامہ ابو طاہر قرمطی کے ہاتھ میں تھا۔

ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور اختیار بغداد باقی رہ گئے جو اس کے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق امیر بغداد کے ماتحت ہیں۔ علاوہ ان کے اور گرد و نواح کے ممالک پر دوسرے جتھوں نے خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ان کے حالات علیحدہ علیحدہ ہم بیان کریں گے۔ کما شرطناہ اول الکتاب

ابوالفضل جعفر کی طلبی: چند دنوں بعد ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابوالفضل بن جعفر بن فرات کی وزارت سے صوبہ مصر و شام کا خراج دوسرے قبضہ میں آ جائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی جانب سے اس کے نام روانہ کیا مصر و شام کے ملک میں کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آ گیا تو خلیفہ راضی و ابن رائق کی وزارت پر متعین کیا گیا۔

مرداویج کا خاتمہ: بجکم ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اس کے بعد یہ مرداویج کی نوکری میں آیا اس نے ایسا کیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوئی تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرداویج کے پاس چلے آئے تھے۔ مرداویج نے اس کو ایسا بلایا جس میں دیلم کی سرداری دی۔

مرداویج نے بعد قبضہ کے اصفہان اور اہواز اپنے ممالک مفتوحہ پر بادشاہی کی بنیاد ڈالی سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کو چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر تاج مرصع رکھا اور شاہنشاہ کے خطاب سے خود کو مخاطب کیا۔ پھر عراق پر قبضہ کر کے ارادے میں کسریٰ کے محلات کو از سر نو بنوانے کا شوق چرایا۔ اس کے پاس سپہ سالاران ترک کا ایک گروہ تھا اور اسی جماعت میں بجکم بھی تھا۔ چونکہ اس کی نظر میں اس نے سپہ سالاران ترک اور نیز عام لشکریوں کو ذلیل کر رکھا تھا اسی وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۲۳ھ میں اصفہان سے باہر قتل کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ مرداویج کے مارے جانے کے بعد دیلم نے اس کے بھائی وشمگیر بن زیار (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنا لیا۔

بجکم اور ابن رائق کا اتحاد: مرداویج کے قتل کے بعد ترکوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ تو عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے فرقہ سے تعداد میں زیادہ تھا بجکم کے پاس جبل کی جانب روانہ ہو گیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا۔ بعد ازاں نہروان کی طرف قدم بڑھایا۔ خلیفہ راضی نے بغداد میں آنے کی بابت خط و کتابت کی ماکان نے اجازت دے دی۔ ابن رائق کو خطرہ پیدا ہوا اس نے یہ بھیجا ابو وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بجکم کی طرف روانہ ہونے جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کرنے میں تاخیر کر دی۔ اسی اثناء میں ابن رائق والی واسط و بصرہ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ سب اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے بجکم کو ان لوگوں کا سردار بنایا۔ ترکوں اور دیلم سے جو مرداویج کے ہمراہیوں میں سے تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ بہت سے گروہ بجکم کے نام پیغام سے آ ملا اور ابن رائق

[illegible]

[illegible]

ابن بریدی سے عہد نامے کی تجدید [illegible]

[illegible]

حسین بن علی کی معزولی [illegible]

ہی کہ حقوق مجھ پر پہلے ہی بہت ہیں اس کے احسانات کو فراموش نہیں کرسکتا۔ مگر ابوبکر وقت بے وقت جب موقع پاتا تو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کہتا رہتا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں بعد حسین بیمار پڑا تو ابوبکر نے ابن رائق سے جا کر کہا "حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس حالت سے جانبر نہ ہوگا اور عنقریب راہی عدم ہوگا"۔ ابن رائق نے جواب دیا "یہ غلط ہے مجھ سے اس کے معالج طبیب نے بتایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے"۔ ابوبکر بولا "چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے یہ کلمات کہے ہیں۔ آپ اس کے برادر زادے علی بن محمد الناس سے دریافت فرمائیے"۔ حسین نے علی بن سمان کو اپنے زمانہ علالت میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ ابوبکر نے اس کو چپکے سے کہہ دیا: "اگر تم کو ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت تم سے حسین کی علالت کا حال دریافت کریں کہہ دینا کہ وہ جانبر نہ ہوگا"۔ ایک روز ابن رائق نے علی سے حسین کی علالت کا حال دریافت کیا علی نے وہی جواب دیا جو ابوبکر نے سکھایا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے جانبر نہ ہونے کا یقین ہو گیا ابوبکر کو طلب کر کے کہا "ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے حضور میں بھیج دے"۔ چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوفی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابن بریدی کا بصرے پر قبضہ: کوفی کے آنے کے بعد ابوبکر کو موقع مل گیا۔ دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق کے مزاج میں کامل طور سے دخل پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار پڑا ہوا تھا۔ دونوں جو چاہتے تھے لکھ پڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ انہوں نے سازش کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی طرف سے بصرے کی حکومت پر محمد بن یزداد ایک شخص مامور تھا جو بد خلق اور ظلم کا خوگر تھا۔ کوفی اور ابوبکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کی اور ابو یوسف بن بریدی کے مقرر کیے جانے کی سفارش کی۔ ابن رائق نے منظور کر لیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے غلام اقبال کو ایک گروہ بڑی فوج کے ساتھ بصرے کی طرف روانہ کیا۔ اس نے بلا مزاحمت آگے بڑھ کر قلعہ مہدی میں پہنچ کر قیام کیا۔ اہل بصرہ کے کان کھڑے ہوئے۔ اس نے یہ سمجھ لیا کہ اب بریدی حکومت کی خیر نہیں۔ ابن بریدی بصرے کو حکومت ضرور چھین لے گا۔ ایک مدت تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا رہا۔ آخر ابن بریدی نے یہ سمجھا کر بعض وصول اور ٹیکس جو کہ مدت سے جابرانہ طریقے سے اہل بصرہ پر لگائے گئے ہیں موقوف کر دیئے جائیں۔ ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے۔ ابن رائق نے یہ سمجھا کہ ابن بریدی نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لینے کی ٹھان لی ہے۔ حکم دیا کہ جو لوگ اس وقت سرتاپا باہر رکھے گئے تھے ان لوگوں سے کہا جائے۔ جو اس کے لشکریوں نے ترشنے بیٹھنے کا اتفاق کر لیا ہے۔

ابن رائق نے ابن بریدی کو ان لوگوں کے نکال دینے کو لکھا ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوفی کو حکم دیا کہ تم اپنی جانب سے بھی ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس بلا لے۔ ابن بریدی نے اس کے جواب میں تحریر کیا "چونکہ قرامطہ بصرے کے قریب آ گئے ہیں اور خود والی بصرہ میں ان کی مدافعت کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میرا لشکر اہل بصرہ کی حمایت کو قلعہ مہدی میں ٹھہرا ہوا ہے"۔ اسی اثناء میں قرامطہ بادیہ سے نکل کر کوفہ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لئے ہوئے نکلا۔ ابن بریدی تک آ گیا تو مگر جنگ کی نوبت نہ آئی قرامطہ اپنے شہر لوٹ گئے اور ابن رائق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے موقع پا کر اپنے لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ

بصرہ کو نکال دو اور قید کرلو اور اس فوج مخالفین سے جس کو ان نے اپنی فوج میں بھرتی کرلیا تھا ایک گروہ کو اس کی کمک پر بھیج دیا۔ ابن بریدی کی فوج اور یاقوت بصرہ پر قبضہ کرنے کو بڑھی۔ محمد والی بصرہ مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر محمد کو شکست ہوئی اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک خط لکھا۔ اسے ابن بریدی کو تحریر کیا۔ جس میں بصرہ کے چھوڑ دینے کی تاکید کی اور بصورت خلاف ورزی اپنے جاہ و جلال کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی ذرہ برابر تعمیل نہ کی۔

بجکم کا اہواز پر قبضہ جس وقت ابن بریدی نے ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہ ہٹایا اور اس کا خط جو سراسر بغاوت تھا ابن رائق کے پاس پہنچا تو ابن رائق نے ایک لشکر بدر خرشنی اور بجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے جامدہ میں پہنچ کر قیام کرنا بعد ازاں لشکر آراستہ کر کے پیش قدمی کرتے سے مقابلہ کیا جائے۔ اتفاق یہ کہ بجکم پہلے پہنچ گیا اور بلا انتظار بدر لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب بڑھا۔ ابن بریدی کا لشکر تھی جس کی تعداد تین ہزار تھی۔ اس کے غلام محمد بن ینال ترجمانی کی ماتحتی میں مقابلہ پر آگیا۔ بجکم کے رکاب میں صرف دو سو ترک تھے۔ سوس کے باہر صف آرائی کی نوبت آئی۔ بجکم نے باوجود قلت جماعت پہلے ہی حملہ میں محمد بن ینال کو شکست فاش دی۔ محمد بن ینال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچا۔ ابن بریدی نے اس کو شکست کھا جانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا۔ پھر شستر پر بجکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن ینال پر بجکم کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی یہ حال دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پر سوار ہوا۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور مال و اسباب ادھر ادھر ہو گیا۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام ابلہ میں قیام پذیر ہوا اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اقبال آگے بڑھا اور ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ بالآخر اقبال کو فتح نصیب ہوئی اور ابن رائق کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا اور ابن رائق کی خدمت میں ایک خط معذرت خواہی کا چند روز سا بصرہ کی معرفت روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس کو منظور نہ کیا مگر رہا سہا بصرہ سے بریدی کا خیر خواہ رہا۔ ان لوگوں نے بڑی شرطیں پیش کیں۔ ابن رائق نے جا کر قسم کھائی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے تو آگ لگا دوں گا۔ رہا سہا بصرہ اپنی تمنا دل کا خون کر کے واپس پہنچے اور ان کے مقابلہ میں جان توڑ کر لڑنے پر مستعد و آمادہ ہو گئے۔ انہیں واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور بجکم نے اہواز پر قبضہ کرلیا۔

ابن رائق اور ابن بریدی میں معرکے اس کے بعد ابن رائق نے ایک لشکر دریا کے راستہ دوسرا براہ خشکی ابن بریدی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ باقی رہا وہ لشکر جو دریا کے راستہ روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے کلاء پر قبضہ کرلیا ابن بریدی نے اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ اوال بھاگ گیا۔ ابوالحسین نے فوراً ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا۔ ابن رائق یہ خبر پا کر بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ اہل بصرہ بھی ابوالحسین کے ساتھ ان کے مقابلہ پر جان توڑ کر لڑتے رہے۔ مدتوں لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر ابن رائق اپنے لشکر گاہ کو لوٹ آیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلایا۔

ابن رائق کی پسپائی: عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ہمراہ اہواز کی جانب روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس سے خوفزدہ ہو کر خطرہ کو دور کرنے کی خاطر بجکم سے مدد مانگی۔ بجکم نے یہ شرط پیش کی کہ فتح کے بعد جنگ اہواز کا امیر مجھے مقرر کیا جائے۔ ابن رائق نے ان کی شرط منظور کر لی۔ چنانچہ ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بریدی بھی وہیں مقیم تھا۔ ایک روز اس نے ایک دو دن کے بعد شب کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شب خون مارا۔ ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن رائق نے بھی راہ فرار اختیار کی۔ ابن بریدی نے تعاقب جاری رکھا تھا، اس میں آگ لگا دی، قلعہ کی سب جل کر خاک سیاہ ہو گئے اور بریدی نے اہواز کا راستہ لیا۔ بجکم نے جو ابن بریدی کے پاس تھے، بار بار قیام کیا۔ بجکم نے ابن بریدی کو گرفتار کر لینے کی رائے دی۔ ابن رائق نے اس پر عمل کیا۔ بعد ازاں اہواز سے ہوتا ہوا واسط پہنچا۔ اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہو گیا تھا۔

معز الدولہ کا عسکر مکرم پر قبضہ: بعد ازاں ابن بریدی بھاگ کر عماد الدولہ ابن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق اور بجکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کر لینے کو ابھارا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا اور ابن بریدی نے اپنے دونوں لڑکوں ابو الحسین محمد اور ابو جعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت کے چھوڑ دیا تھا۔ بجکم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ ارجان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک ہفتہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ بجکم شکست کھا کر اہواز چلا آیا اور چند دستے فوج کے عسکر مکرم میں معز الدولہ کے مقابلہ پر چھوڑ آیا۔ تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ بعد ازاں بجکم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور تستر میں جا کر دم لیا اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے۔ بجکم نے پیچھا کیا۔ بعد ازاں تستر کی طرف لوٹ گیا اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ بجکم نے تستر میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ بعد ازاں ابن رائق بغداد چلا گیا۔ بجکم تستر سے واسط میں آ ٹھہرا۔

معز الدولہ اور ابن بریدی میں ناچاقی: عسکر مکرم پر معز الدولہ اور ابن بریدی کے قابض ہو جانے کے بعد اہل اہواز مبارکباد دینے کو آئے اور ان کے پاس آ کر کہا آپ ابھی ٹھہرے رہیے۔ آپ کے بھائی رکن الدولہ (معز الدولہ کا بھائی) اور وشمگیر سے اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معز الدولہ نے عسکر مکرم سے روانہ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کی طلبی کی جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ ان میں سے چار ہزار فوج آ گئی۔ اس کے بعد دوبارہ طلب کی تو اس لشکر کی تعداد کے مطابق بحری بیڑا بھیجنا پڑا۔ ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور موقع پا کر بھاگ گیا اور اپنی فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور باقی سوس میں مقیم تھی، واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اس حکم کا نتیجہ تھا کہ فوج نے بصرہ کی طرف کوچ کر دیا۔

معز الدولہ کا اہواز پر قبضہ: چونکہ ابن بریدی نے عماد الدولہ (یعنی معز الدولہ) سے اقرار کیا تھا کہ وہ سالانہ اہواز اور بصرہ کا ٹیکس ادا کرتا رہے گا جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ معز الدولہ سے ناچاقی اور بد ظنی پیدا ہو گئی تھی۔ معز الدولہ نے اہواز اور بصرہ کے ٹیکس سے کچھ بھی نہ پایا تو معز الدولہ نے اہواز کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھ کر عسکر مکرم کا ارادہ کیا۔ ابن بریدی نے اپنے نائب کے ساتھ اہواز چھوڑ دیا اور معز الدولہ کو عسکر مکرم کی جانب واپس چلے جانے کو لکھا۔ معز الدولہ نے انکار کر دیا۔ اور تو بجکم

جب ان واقعات کی خبر پہنچی اور اس نے ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور جندیسابور پر قبضہ کرنے کو بھیج دیا۔ ان مقامات کے نکل جانے سے اہواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف عسکر مکرم پر معز الدولہ قابض رہا۔ آمدنی کم ہوگئی مگر مصارف کی وہی حالت رہی تنگی و عسرت سے بسر ہونے لگی اسی اثنا میں اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج معہ جملہ سامان جنگ کے اس کی کمک پر بھیج دی۔ پھر کیا تھا گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔ اہواز پر حملہ کر دیا اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی: ابن بریدی بصرہ بھاگ آیا اور بجکم واسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق سے عہدہ و مرتبہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیر کر رہا تھا تو کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آتی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طباب کو معہ ایک لشکر کے بجکم کے پاس روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ تم معہ اس کے لشکر کے اہواز پر یلغار کر کے ابن بریدی کو نکال باہر کرو ہم کو صیغہ جنگ کی افسری اور ملک داری کی افسری تم کو مرحمت کی جاتی ہے۔ بجکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ تلی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔ وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کا یہ رنگ دیکھ کر ابن رائق کو بہکایا اور مصر و شام کے خراج کی طمع دلائی اور یہ وعدہ و اقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج برابر وساطت میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن بحج سے مصاہرت کا رشتہ بھی کر لیا۔ ابن رائق ابوالفتح کی یہ درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ بجکم ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

بجکم اور ابن بریدی کی جنگ: چونکہ بجکم نے ابن رائق کے حکم کی صریحاً تعمیل نہ کی اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا۔ اس سے ابن رائق کو بجکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا اس نے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی اور بجکم کے مقابلے میں متحد ہو کر لڑنے کا پیام بھیجا اس شرط سے کہ اگر بجکم کو شکست ہوگئی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسط تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ اتفاق یہ کہ بجکم کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی۔ ابن رائق کے لشکر کے آنے سے پیشتر ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بجکم نے ابو جعفر کو شکست دے دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بجکم نے اس شکست کے بعد ابن بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہوا۔ شکست کے دوسرے دن بجکم نے ابن بریدی کے پاس مصالحت کا خط روانہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ اگر دربار خلافت میں میرا رسوخ ہو گیا تو واسط کی حکومت پر میں تم کو مقرر کر دوں گا۔ ابن بریدی نے اس کو موقع غنیمت خیال کر کے مصالحت کر لی اور بجکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا اور اپنی ساری توجہ و کوشش دربار خلافت میں ابن رائق کے بجائے رسوخ پیدا کرنے میں صرف کرنے لگا۔

ابن مقلہ کا زوال: جس وقت وزیر ابوالفتح بن فرات شام کو روانہ ہو گیا خلیفہ راضی نے ابو علی بن مقلہ کو جیسا کہ پہلے بھی عہدہ وزارت پر فائز تھا، خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر یہ وزارت نام کی تھی۔ درحقیقت ابن رائق سیاہ و سفید کا مختار تھا۔ اس سے پیشتر ابن رائق نے ابن مقلہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا۔ عہدہ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنے مال و اسباب کی واپسی کی تحریک کی۔ ابن رائق نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ ابن مقلہ کو یہ امر ناگوار گزرا ابن رائق کو زیر

کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ادھر بجکم کو واسط میں اور بجکم ... کو ... کی خطوط روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو بجائے ابن رائق کے مقرر کرا دوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی سے ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی تحریک کرنے لگا۔ جب کسی قدر خلیفہ راضی رضامند ہو چلا تو یہ پہنچایا کہ اگر خلافت مآب بجکم کو بجائے ابن رائق کے مقرر فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں سے وصول کر کے داخل خزانہ عامرہ کرے گا۔ خلیفہ راضی نے مجبوراً اس کو منظور فرمایا۔

ابن مقلہ کا انجام: وزیر السلطنت نے منظوری کا اشارہ پاتے ہی بجکم کے نام بھی فرمان روانہ کیا اور ابن رائق کے خوف سے خلافت مآب سے اس زمانہ تک دارالخلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کی جب تک یہ کام پورا نہ ہو لے۔ چنانچہ اجازت حاصل کرنے کے بعد آخری شب ماہ رمضان ۳۲۶ھ کو ایوان وزارت سے نکل کر ایوان خلافت میں چلا آیا۔ صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات سے مطلع کیا۔ ابن رائق نے پہلے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں چودہویں شوال ۳۲۶ھ کو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوا دیا۔ جب تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہو گیا تو پھر عہدہ وزارت کی جستجو کرنے لگا اور ابن رائق کی بیخ کنی کی سعی کی۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر اس کی زبان بھی گدی سے نکلوا لی اور ایک جگہ ایک مکان میں قید کر دیا تا آنکہ مر گیا۔

بجکم کو امیر الامراء کا خطاب: اس سے پیشتر بجکم برابر خود کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پھریروں اور علموں پر "بجکم رائقی" کندہ کراتا تھا یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابن مقلہ کا فرمان پایا۔ مضمون یہ تھا خلافت مآب نے تم کو امیر الامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ بجکم نے یہ دیکھ کر ابن رائق کا نام اپنے جھنڈوں سے محو کرا دیا اور سامان درست کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس آمد سے مطلع ہو کر [illegible] کیا۔ بجکم نے کچھ خیال نہ کیا۔ نہر دیالی کے شرقی ساحل پر پہنچا اور ابن رائق کا لشکر اس کے غربی ساحل پر تھا۔ بجکم کی فوج نے ایک بارگی مقام نہر دیالی کو عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا۔ ابن رائق کا لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابن رائق نے عکبرا کی راہ لی اور بجکم چودہویں ذیقعدہ کو کامیابی و فیروزی کے پھریرے اڑاتا ہوا بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ خلافت مآب نے اس کو امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن رائق کی روپوشی: اس کے بعد بجکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے ابن رائق کے سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے دعوت نامے روانہ کئے جو ابن رائق کے ہمراہ تھے چنانچہ وہ سب واپس آ گئے۔ ابن رائق بھی تنہا عکبرا سے بغداد چلا آیا اور ایک بازی کیا، پیچھے غارت کر کے گوشۂ تنہائی میں روپوش ہو گیا۔ بجکم نے مونس کے مکان میں قیام کیا اور بغداد میں دولت عباسیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

آذربائیجان پر دیسم کردی کا قبضہ: وشمگیر کے عمال سے لشکری بن مردی نامی ایک عامل جبل پر مامور تھا۔ یاد ہو گا صوبہ آذربائیجان سے فارغ ہو جانے کے بعد اس صوبہ پر دیسم بن ابراہیم کردی (یہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا)

حکومت کر رہا تھا۔ لشکری نے دوبارہ آذربائیجان کی طرف [illegible] لشکر مرتب کر کے فوج کشی کر دی۔ دیسم پھر بھی مقابلہ پر آیا۔ متواتر لڑائیاں ہوئیں اور ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا لشکری کے سر رہا۔ دیسم شکست کھا کر بھاگا۔ لشکری نے تمام آذربائیجان پر بجز اردبیل کے جو آذربائیجان کا دارالحکومت تھا قبضہ کر لیا اور ایک مدت تک اس کا بھی محاصرہ کئے رہا۔ اہل اردبیل نے دیسم کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی کہ آپ ایسے وقت پر جب ہم لوگوں سے مصروف جنگ و جدال ہو پیچھے سے حملہ کیجئے خدا کی ذات سے کامل یقین ہے کہ اس سے لشکری کو شکست ہو گی۔ دیسم نے درخواست منظور کر لی حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی وقت اور دن کا تعین ہو گیا۔ لشکری اس خبر سے بالکل بے خبر تھا۔ اہل اردبیل کا کوئی ذی وارث نظر نہ آتا تھا [illegible] سے کام لے رہا تھا اہل اردبیل نے تاریخ و وقت مقررہ پر شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ لشکری نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اہل اردبیل لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ لشکری کی فوج جوش کامیابی میں آگے بڑھتی گئی یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اہل اردبیل نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ دیسم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ لشکری کی فوج اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ لشکری نے موقان میں پہنچ کر دم لیا۔ والی موقان اصبہبذ بن دولت نے ایک تازہ دم فوج سے لشکری کی مدد کی اور اس کے ساتھ ہو کر دیسم سے لڑنے کو آیا۔ اس معرکہ میں دیسم کو شکست ہوئی۔

دیسم کا آذربائیجان پر دوبارہ قبضہ: دیسم کی بدنصیبی کا زمانہ آیا سیدھا وشمگیر کے پاس رے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا آپ مجھے لشکری کے پنجۂ غضب سے بچائیے چونکہ وشمگیر لشکری کی ان پیہم کامیابیوں سے جو اس کو حاصل ہو رہی تھیں خطرہ دیکھ رہا تھا ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا اسی اثناء میں لشکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست مشعر طلب و فرمانبرداری وشمگیر کی خدمت میں روانہ کی تھی کسی ذریعہ سے لشکری کو اس کی خبر لگ گئی وہ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کر آرمینیہ چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات میں غارت گری کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی طرف بڑھا۔ ارمنیوں نے اس سے جنگ چھیڑ دی اور اس کو معہ اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ نے میدان کارزار سے واپس ہو کر سالار بن لشکری کو امامت کی کرسی پر بٹھایا اور طارم [illegible] سے دارالحکومت [illegible] اپنے سردار لشکری کا بدلہ لینے کو ملک ارمن کی طرف پھر قدم بڑھا کر مقابلہ کیا اور نہایت سختی کی اور بے رحمی سے ان کو پامال کیا۔ باقی فوج میں سے بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ جن لوگوں نے ناصر الدولہ کے پاس موصل جا کر پناہ لی تھی ان کو ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کے ساتھ دیسم سے جنگ کرنے کو آذربائیجان بھیج دیا۔ چونکہ دیسم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کر رہا تھا اور ابو عبداللہ حسین: چچا زاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے سوار آذربائیجان پر مامور تھا۔ دیسم نے یہ خبر پا کر ابو عبداللہ حسین کا قصد کیا۔ ابھی ان سے مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ موصل کی جانب سے بلاوا آ گیا اور دیسم نے بہ نہایت آسانی آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق کا بغداد پر قبضہ: ۳۲۶ھ میں خلیفہ راضی اور بجکم نے موصل اور دیار ربیعہ پر فوج کشی کی اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ تکریت میں پہنچ کر خلیفہ راضی نے قیام کر دیا اور بجکم نے

[illegible] سیف الدولہ مقابلہ پر آیا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ [illegible] قتل اور [illegible] تعاقب کرتا چلا گیا اور کامیابی کے بعد [illegible] کی طرف خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ [illegible] خلافت مآب [illegible] کی اطلاع [illegible] کے بعد [illegible] ابن رائق [illegible] جب [illegible] خلافت مآب سے [illegible] بغداد [illegible] کو [illegible] آیا [illegible] بنا دیا۔

ابن رائق کی شکست اور واپسی [illegible] خلافت مآب [illegible] کورتکین [illegible] ابن رائق [illegible] کورتکین سے مراجعت [illegible] بغداد [illegible] ابن رائق [illegible] کورتکین [illegible] بغداد [illegible] خلافت مآب [illegible] مصالحت [illegible] ابن رائق [illegible] خلافت مآب کی خدمت میں [illegible] خلافت مآب نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق [illegible] اور [illegible] بغداد میں داخل ہوا۔

[illegible] ترک کی سرکوبی [illegible] خلافت مآب [illegible] بغداد [illegible] خلافت [illegible] خلافت مآب [illegible] گرفتار کیا [illegible] بغداد [illegible] کا خزانہ [illegible] تھا۔

ابو عبداللہ ابن بریدی کی وزارت ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابو الفتح بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ کیا گیا ہے اور [illegible] بار خلافت میں ابو عبداللہ [illegible] بصری [illegible] ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد [illegible] ابن بریدی سے مصالحت [illegible] ابن بریدی [illegible] حکومت [illegible] ابن بریدی [illegible] خلافت [illegible] ابن بریدی [illegible] خلافت [illegible]

عبداللہ بن احمد البریدی کو بطور نائب کے مقرر کر کے چین سے بیٹھ گیا تھا۔ یہ وقت بڑا [illegible] معاملات ایران کی طرف سے مطمئن تھا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ: جس وقت ابن بویہ کی حکومت کو اہواز میں پورا استحکام حاصل ہو گیا اس وقت اس نے ایک لشکر [illegible] کی جانب روانہ کیا [illegible] معز الدولہ احمد بن بویہ کا [illegible] تھا اور جو معز الدولہ [illegible] تھا۔ [illegible] لشکر کا مقابلہ کرنے لگا۔ ابن بویہ کے لشکر نے [illegible] اطراف و جوانب کو [illegible] تاراج کر دیا۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو [illegible] اس وقت اصفہان [illegible] میں مقیم تھا۔ اپنے بھائی کا [illegible] کی جانب کوچ کر دیا۔ اتفاق سے پیش آیا کہ اس کے پہنچنے سے ابن بویہ کا لشکر [illegible] تھا مگر اس نے [illegible] کے قبضہ پر مجبور کر دیا۔ ایک [illegible] میں قیام کر کے [illegible] تھا جب [illegible] کی نوبت نہیں آئی تھی۔ [illegible] لشکر میں [illegible] ایک گروہ [illegible] حاصل کر کے ابن بویہ کے [illegible] اس کے بعد [illegible] بجکم نے بغداد سے [illegible] ابن بویہ کی [illegible] خبر پا کر [illegible] کی جانب [illegible] سے [illegible] وشمگیر نے اپنا لشکر [illegible] ماکان بن کاکی [illegible] دیا ہے اور اصفہان اپنے [illegible] سے [illegible] ماکان [illegible] اصفہان آ پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے وشمگیر کے [illegible] وقت موجود [illegible] تھے نکال دیا۔

بجکم کا واسط پر قبضہ: بجکم [illegible] ابن بویہ کی مصالحت ہو جانے کے بعد ابن بویہ نے اپنی بیٹی کا بجکم سے عقد کر دیا اور [illegible] سے [illegible] بجکم [illegible] کر کے بوقطیع [illegible] ابو عبداللہ بن بریدی نے اہواز پر قبضہ کرنے کی غرض سے معز الدولہ [illegible] اس [illegible] کے مطابق بجکم نے [illegible] ابن بویہ نے [illegible] بجکم کی [illegible] روانہ کیا۔ بجکم نے [illegible] اپنے [illegible] ابن بویہ کے پاس [illegible] کرنے [illegible] ابن بویہ [illegible] بجکم کا [illegible] مخالفت پر آمادہ ہے ان لوگوں نے بجکم کو اس سے مطلع کر دیا۔ بجکم [illegible] کے بعد [illegible] آیا اور ابن بویہ کو وزارت سے معزول کر کے [illegible] ابو القاسم [illegible] بن [illegible] کو [illegible] کیا [illegible] وزارت کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ۳۲۶ھ [illegible] کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر [illegible] روانہ کیا۔ ابن بویہ [illegible] بجکم نے واسط پر قبضہ کر کے اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ: [illegible] کے [illegible] ابن رائق کے حالات بیان کرتے [illegible] جب ابن رائق نے [illegible] اپنی حکومت کے [illegible] دیکھا اس وقت اس نے [illegible] اور لشکر مرتب کر کے [illegible] کی طرف [illegible] کر دیا اور [illegible] کر کے دمشق کی جانب [illegible] ابن طغج [illegible] عبداللہ بن [illegible] ابن رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کر [illegible] قبضہ کر [illegible] محمد بن [illegible]

پر آئے۔ پہلے حملہ میں اخشید کو شکست ہوئی ابن رائق کے لشکریوں نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اخشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی جانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابو نصر بن طغج کو تعاقب پر روانہ کیا۔ ابن رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابو نصر بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگتے ہوئے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن رائق نے ابو نصر کی نعش کو تجہیز و تکفین کر کے معہ تعزیت نامہ کے اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اخشید کے پاس مصر بھیج دیا۔ اخشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور اس کے باپ ابن رائق نے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ مصر اور رملہ کو اس نے لے لیا۔ باقی ماندہ اس کے شام تک کے بلاد پر ابن رائق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے معاوضہ میں ایک لاکھ چالیس ہزار دینار سالانہ دینے کا اقرار کیا۔

بیرونی مہمات: دمستق کا ملطیہ کا محاصرہ: ۳۲۲ھ میں دمستق والی روم نے پچاس ہزار فوج سے ملطیہ کی جانب قدم بڑھایا اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ آخر الامر امان کے ساتھ فتح کر لیا۔ اکثر اہل ملطیہ اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کی محبت سے نصرانی ہو گئے اور قلیل تعداد کو امان کے طریق پر دارالسلام بھیج دیئے گئے۔ اس کے بعد دمستق نے سمیساط کو فتح کیا اور اس کے مضافات کو تاخت و تاراج کر کے اکثر بلاد ساحلیہ پر قبضہ کر لیا۔

ابن ورقا شیبانی کا جنوہ اور سردانیہ پر قبضہ: ۳۲۳ھ میں قائم مصری نے افریقیہ سے ایک بیڑا جنگی جہازات کا بلاد کفار کی طرف روانہ کیا۔ جو شہر جنوہ فتح کر کے سردانیہ کی جانب بڑھا۔ اہل سردانیہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحل شام) کا راستہ لیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ فتح و سلامت واپس آیا۔ بعد ۳۲۶ھ میں باشندگان روم اور مسلمانوں کے مصالحت ہوئی۔ فریقین نے قیدیوں کا باہم تبادلہ کیا۔ چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابن ورقا شیبانی اس مہم کا سرگروہ تھا۔

قاہر اور راضی کے عہد کے حالات: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس وقت علم خلافت کے قبضہ میں سوائے سواد بغداد و واسط اور جزیرہ کے اور کوئی ملک باقی نہیں رہ گیا تھا اور فارس پر علی بن بویہ قابض تھا اور اصفہان پر وشمگیر بلاد جبل پر، اہواز و بصرہ پر ابن رائق واسط پر قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ آپ یہ بھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عماد الدولہ علی بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان، ہمدان، قم، کاشان، کرخ، رے اور قزوین میں وشمگیر سے الجھا ہوا تھا اور معز الدولہ (تیسرا بھائی عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز و کرمان پر غالب اور متصرف ہو گیا تھا اور بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔

۳۲۱ھ میں تکین خاصکی والی مصر نے وفات پائی۔ خلیفہ قاہر نے بجائے اس کے اس کے بیٹے محمد کو مامور کیا۔ لشکر نے بغاوت کی۔ محمد نے بزور تیغ اس کو فرو کیا۔ اسی سنہ میں بنی تغلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہوا۔ بنی اسد کے ساتھ طے بھی تھا

---

[1] دمستق نے بعد فتح ملطیہ ایک خیمہ نصب کرایا تھا جس پر ایک صلیب لٹکا دی تھی اور ایک منادی سے یہ منادی کرا دی تھی "جو شخص نصرانیت قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آ جائے۔ اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب واپس دے دیئے جائیں گے" اور دوسرے خیمہ پر یہ لکھا تھا "جو شخص اسلام پر ثابت رہنا چاہے وہ اس خیمہ میں جائے اس کو امن دے کر اس کے مامن تک پہنچا دیا جائے گا" اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی ہو گئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۱۔

ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان سے صلح ہو گئی۔ سعید بن حمدان کے معاملات طے کرائے گئے ہیں۔ یاقوتی باتوں میں الجھ گئے جس میں دیلم [illegible] ایک شخص [illegible] ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور بعد شکست ان کا تعاقب کرتا ہوا [illegible] پس غلام [illegible] والی موصل [illegible] تغلب اور [illegible] کے ساتھ ہو گئے اور [illegible] کی طرف مراجعت کی۔

۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابو جعفر اور ابو الفضل کو بلاد مشرق و مغرب کی حکومت عنایت کی اور ۳۲۴ھ میں محمد بن رائق [illegible] کے قبضہ میں [illegible] مصر پر احمد بن طغج [illegible] تھا اسی سنہ میں [illegible] سے معزول کیا گیا۔

خلیفہ راضی کی وفات: خلیفہ راضی باللہ ابو العباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں وفات پائی اس نے چند بیٹے [illegible] خلافت کی۔ اس کے مرنے پر [illegible] اپنے مصاحبوں اور ہمنشینوں کو جمع کیا لیکن [illegible] سے ان کا مقصود حاصل نہ ہوا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے جمعہ کا خطبہ دیا اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے بھی خطبہ [illegible] یہ آخری خلیفہ ہے جس نے [illegible] اور [illegible] آخری دولت و حکومت ہے جس کے تعلقات [illegible] خلفاء متقدمین کی طرح تھے۔

[illegible] خلیفہ راضی [illegible] جلد

۴۰۲/۸

باب : ۲۵

ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ

۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

بیعت خلافت: بجکم خلیفہ راضی کی وفات کے وقت واسط میں مقیم تھا۔ اس زمانہ سے یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے اس کو چھین لیا تھا۔ خلیفہ راضی کی وفات کے بعد اراکین دولت تقرر خلیفہ میں بجکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی اثناء میں اس کا خط ابو عبداللہ کوفی کی معرفت وارد ہوا۔ لکھا ہوا تھا کہ وزراء، امراء لشکر، قضاۃ، علویین، عباسیین اور روساء شہر وزیر السلطنت ابو القاسم سلیمان بن حسن کے پاس جمع ہو کر کوفی کے مشورہ سے جس کے طریقہ و مذہب کو خاندان خلافت سے پسند کریں اس کو مسند خلافت پر متمکن کر لیں۔ اسی تحریر کے مطابق اراکین دولت، امراء لشکر اور روساء شہر نے جمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو خلافت کے لئے بالاتفاق منتخب کیا۔ اگلے دن جو کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا۔ منتظم اس کو مجلس عام میں طلب کر کے مسند خلافت پر جلوہ افروز کیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد "المتقی للہ" کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابو القاسم سلیمان بدستور عہدۂ وزارت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا برائے نام قائم و بحال رہا لیکن درحقیقت زمام امور سیاست و انتظام کوفی (بجکم کے سیکرٹری) کے ہاتھ میں رہی اور سلامت طولونی کو عہدۂ حجابت مرحمت ہوا۔

بجکم کا خاتمہ: ابو عبداللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ کر آنے کے بعد ایک لشکر مدار کی جانب روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اس کے مقابلہ پر امیر لشکری توزون کو بھیجا تھا۔ دونوں فریق گتھ گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو توزون شکست کھا گیا اور بجکم کو واسط سے امدادی فوج کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ بجکم نے نصف رجب کو واسط سے مدار کی جانب کوچ کیا۔ بعد ازاں توزون کو فتح نصیب ہوئی اثناء راہ میں توزون کا خط جس میں فتح کی اطلاع تھی۔ بجکم کو ملا۔ پڑھ کر خوش ہو گیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا نہر جور تک چلا گیا۔ کسی نے یہ خبر کر دی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروہ ہے جس کے پاس بے حد مال و اسباب ہے۔ بجکم نے باوجودیکہ اس کے رکاب میں معدودے چند سوار تھے حملہ کر دیا۔ کردوں کو شکست ہوئی۔ بجکم نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا تھا، اسی اثنا میں ایک کم عمر نوجوان نے پیچھے سے بجکم کو نیزہ مارا۔ گھوڑے سے تڑپ کر زمین پر آ رہا اور فوراً دم توڑ

---

۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ [illegible]۔

[illegible]

ابن بویہ کا عروج [illegible]

بویہی کی امارت [illegible]

وزیر ابوالحسین کی معزولی [illegible]

ابن بویہ کا فرار [illegible]

[illegible] ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس وقت [illegible] اس کے مصاحبوں [illegible] اس کا بھائی ابو القاسم اور چند مریدوں نے واسط کی طرف بھاگ نکلے۔ یہ واقعہ آخر ماہ شعبان [illegible] بغداد میں [illegible] رہے تھے

کورتکین کی امارت: ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں ریاست و انتظام پر متصرف ہو گیا۔ خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ [illegible] خلافت [illegible] امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو طلب کر کے نظم و نسق امور خلافت کے انتظامات سپرد کر دیئے مگر وزارت کے لقب سے ملقب نہ کیا۔ [illegible] کورتکین نے [illegible] اس کے بعد پانچویں شوال کو [illegible] کورتکین نے [illegible] دریائے دجلہ میں ڈبو دیا اور [illegible] میں [illegible] چلے گئے [illegible] اسحاق [illegible] کورتکین [illegible] تمام [illegible] وزارت سے سرفراز ہوا۔

ابن رائق کی امارت: تم کو یاد ہوگا [illegible] موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام جا پہنچا [illegible] کورتکین [illegible] اس گروہ میں موجود تھا۔ ان لوگوں نے ابن رائق کو واپس عراق آنے کی ترغیب دلائی [illegible] خلیفہ متقی نے [illegible] ابن رائق کے نام [illegible] چنانچہ [illegible] رمضان ۳۲۹ھ میں شام [illegible] بغداد کی جانب کوچ کیا [illegible] موصل پہنچا۔ [illegible] ابن رائق سے مصالحت کر لی۔ ابن رائق نے [illegible] واسط [illegible] اتفاق سے ابو عبداللہ بریدی کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسط [illegible]

کورتکین کی گرفتاری: اس وقت ابن رائق قریب بغداد پہنچا، کورتکین لشکر آراستہ کر کے [illegible] ابن رائق سے جنگ چھڑ گئی [illegible] ابن رائق نے [illegible] اپنے لشکر [illegible] شہر کے [illegible] بغداد میں داخل ہو گیا [illegible] خلافت مآب [illegible] خلافت مآب [illegible] ابن رائق کے [illegible] تمام کورتکین بھی بغداد آ پہنچا۔ ابن رائق [illegible] کورتکین کے [illegible] آ جانے سے [illegible] کی طرف واپس ہونے کا قصد کیا [illegible] اپنے لشکر کے ایک حصہ کو [illegible] مقابلہ پر آیا۔ [illegible] کا [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ تھا [illegible] دیلمیوں [illegible] پیچھے تھے۔ [illegible] کے [illegible] پیچھے جاتے تھے [illegible] ابن رائق [illegible] لشکر [illegible] روانہ کیا تھا۔ کورتکین نے لشکر [illegible] حملہ کیا۔ [illegible] لشکر [illegible] شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ [illegible] ابن رائق نے [illegible] کورتکین جان کے خوف

سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت کا تحفہ دے کر سرفراز فرمایا، "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت کیا۔ وزیر ابو جعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کیا گیا اور بجائے اس کے احمد کوفی مامور ہوا بعد ازاں ابن رائق کو کورتکین کا سراغ لگ گیا جسے گرفتار کرا کے دار الخلافت میں قید کر دیا۔

ابن رائق کی ابن بریدی سے مصالحت کی کوشش ابن رائق بعد درستی امور بغداد میں مستقل طور سے رہنے لگا۔ ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے ماہ محرم ۳۲۹ھ کو بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا۔ ابو بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ آئے۔ ابو عبداللہ کوفی نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرا دی۔ چنانچہ ابو بریدی واپس آ گئے۔ دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور میں لشکر نے بغاوت کی جس میں توزون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر بحرو بحیرہ واسطہ دار میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی ابن رائق نے صلح صفائی کے لئے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی۔ خلعت وزارت بھیجی اور ان کی طرف سے عہدۂ وزارت پر ابو عبداللہ شیرزادو کو بطور نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آ رہا ہے۔

خلیفہ متقی کا موصل کی جانب فرار: اسی بنا پر ابن رائق نے ابن بریدی کے نام کو وزارت سے خارج کرا کر دار الخلافت کی قلعہ بندی شروع کر دی، موقع موقع سے منجنیقیں نصب کر دیں اور فصیلوں پر حصار شکن آلات جا بجا کھڑے کرائے۔ لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ اس سے اس عام خلائق کو سخت صدمہ پہنچا۔ بہ دہم جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی طرف روانہ ہوئے۔ ابو الحسین (برادر ابن بریدی) سے دریا اور خشکی میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ بالآخر ابو الحسین نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے دار الخلافت میں داخل ہوا تو خلیفہ متقی مع اپنے بیٹے ابو منصور اور ابن رائق کے موصل کی طرف بھاگ گیا تھا بلکہ اس کی امارت کو چھوڑ گئے تھے اور وزیر قراریطی روپوش ہو گیا۔

کورتکین کی رہائی: ابو الحسین نے فتح یاب ہونے کے بعد قصر خلافت کو لوٹ لیا۔ امن و امان مفقود ہو گیا۔ کورتکین کو قید سے نکال کر واسط بھیج دیا اور علاوہ قاہر باللہ سے کوئی معترض بھی نہ ہوا۔ دار الخلافت میں ابو الحسین نے قیام کیا۔ توزون کو غربی شہر کی کوتوالی دی اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو توزون کے ساتھ تھے۔ ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس واسط بھیج دیا۔

بغداد کی تباہی: اس کے امرائیوں نے بعد قبضہ و دخل ہونے کے بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ ان کے ہاتھ سے رعایا کی لوٹ کی کثرت رؤسا و امراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بازاروں میں گرانی کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ۔ ایک کر[1] گیہوں جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا۔ اس سے گرانی کی گرم بازاری اس حد تک پہنچی کہ ایک کر گیہوں تین سو دینار

---

[1] کر ایک پیمانہ عراقی ہے جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکوک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔ بنا بر حساب مصنف سے ایک کر ۱۲ من کا ہوا۔ مترجم

میں فروخت ہونے لگا۔ انہیں دنوں کوفہ سے رسد آگئی اور اہل بغداد نے اسے دبا لیا اور یہ قحط جزوی تھا۔ عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجی تھی۔ اسی رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروہ تھا جو کوفہ سے بغداد آیا جو مزاحمت میں بھی بڑی خلق اللہ کا ایک کام آ گیا۔ لشکریوں کے شور و شغب سے عمل درآمد بند ہو گئے انتظام بگڑ گیا اور ہر شخص پر ستم ہو گیا کہ عمارت کی کھلی ہوئی ہے کھیتیاں برباد ہو گئیں کھیتوں کے کاٹنے کی نوبت نہ آئی۔ جو کچھ تھا سب لوگوں نے لوٹ لئے گئے۔ غرض ابن رائق کی کے لشکر کا وہ تھا کہ اہل بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ کوئی رونق ظاہر نہ کا باقی نہ رہا جو ان پر نہ کیا ہو۔

ابن رائق کا خاتمہ: جس وقت ابن رائق دمشق کے گئے تھے بغداد پر تصرف تو بنو قیل نے ناصر الدولہ ابن حمدان سے مدد طلب کی تھی چنانچہ اس نے ایک عظیم لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلافت مآب کی کمک پر روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ سیف الدولہ تکریت میں خلافت مآب سے اس وقت دوچار ہوا جب کہ توزون بغداد سے ناکامی کے ساتھ آ رہے تھے چنانچہ سیف الدولہ بھی خلافت مآب کے ہمراہ موصل واپس آیا۔ ناصر الدولہ نے پیشوائی کر کے تھوڑی دیر قیام کیا۔ آمد پیش ہوتی تھی۔ آخر کار ابن رائق نے قید بعہد کی قسم کھائی اور ذمہ داری قائم رکھنے کا اقرار کیا۔ تب ناصر الدولہ نے مراعات دی اور موصل کے شرقی ساحل پر خیمہ کر پڑاؤ کیا۔ ابو منصور بن المعتضد اور ابن رائق دونوں خدمت ناصر الدولہ سے ملنے گئے۔ ناصر الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اتنے زر و جواہر تقسیم کئے۔ جس وقت ابو منصور سوار ہو کر واپس ہوا۔ ناصر الدولہ نے ابن رائق سے مخاطب ہو کر کہا "آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ کچھ امور کے لئے مشورہ کیا جائے"۔ ابن رائق نے معذرت کی ناصر الدولہ مصر ہوا۔ ابن رائق کو اصرار سے بدگمانی پیدا ہوئی۔ سوار ہونے کا قصد کیا۔ ناصر الدولہ نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا۔ ابن رائق ہاتھ چھڑا کر گھوڑے پر سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر کھینچ لیا۔ ابن رائق زمین پر آ رہا ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا۔ ایک سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینک دیا۔

ناصر الدولہ کی امارت: ابن رائق کے مارے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا اور "ناصر الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ٣٣٠ھ کا ہے۔ اس کے بھائی ابو الحسن کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے "سیف الدولہ" کا لقب عنایت کیا۔ اخشید نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر مصر سے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی طرف سے محمد بن یزداد حکومت کر رہا تھا اس نے اخشید سے امان کی درخواست کی۔ اخشید نے امان دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف سے دمشق پر مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد ولایت دمشق سے ہٹا کر اسے مصر پر تبدیل کر لیا۔

خلیفہ متقی کی مراجعت: ابو الحسین بریدی نے بغداد پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد ظلم و بدکاری کا بازار گرم کر رکھا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ابن رائق کے قتل کی خبر مشہور ہوئی۔ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ بریدی کے جو سپاہی تھے بھاگ گئے۔ خلیفہ متقی نے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ توزون اور تکین اور دیلم نے ابو الحسین بریدی سے بغاوت کی، بیعت کر لی۔ توزون نے دیلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو تکین نے خلاف معاہدہ دیکھ کر کے توزون کی مخالفت کی، توزون بھاگ کے

مطیع ہو کر موصل چلا گیا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو توزون کے آ جانے سے بہت تقویت ہوئی بغداد کی جانب مراجعت کرنے کی تیاری کر دی۔ ابوالحسن علی بن عیاب کو دیار مضر یعنی الرہا وحران کا نائب مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا۔ ابوالحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان بلاد کا والی تھا مقابلہ پر آیا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی بالآخر ابوالحسین مارا گیا۔ ابوالحسن علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ حاصل کر لیا اور پھر خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے قریب پہنچے۔

ابن بریدی کا فرار: ابوالحسین ابن بریدی یہ خبر پا کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس یوم کے بعد واسط کی طرف بھاگ گیا۔ عوام الناس میں بدامنی پھیلی ہوئی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ مع اپنے لشکر تشریف لے کے ماہ شوال سنہ مذکور میں داخل بغداد ہوا۔ ابو اسحاق قراریطی عہدہ وزارت پر حسب سابق بحال کیا گیا اور توزون کو کوتوالی مرحمت ہوئی اس کے بعد پھر ابوالحسین ابن بریدی نے لشکر مرتب کر کے بغداد کا قصد کیا۔ بنو حمدان بھی مقابلہ کو نکلے۔ رفتہ رفتہ مدائن پہنچے ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ اور ابن عم ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا۔ مدتوں سیف الدولہ اور ابوالحسین ابن بریدی سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ تا آنکہ سیف الدولہ کو شکست ہوئی۔ ناصر الدولہ ترکی لشکر اور اپنے سپہ سالاروں کو لے کر کمک پر پہنچ گیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ سیف الدولہ نے دوبارہ صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد ابوالحسین ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی جانب بھاگا۔ چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے تعاقب نہ کیا۔ کامیابی کے بعد ناصر الدولہ نے [illegible] کو بغداد بھیجا۔ بعد ازاں سیف الدولہ نے ۳۳۰ھ میں واسط پر فوج کشی کی۔ ابن بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ گئے اور سیف الدولہ نے قبضہ کر کے قیام کر دیا۔

دیسم والی آذربائیجان: آذربائیجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضہ وتصرف میں تھا جو یوسف بن ابی الساج کے ہمراہیوں میں سے تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کے مصاحبین میں سے تھا ہارون کے مارے جانے کے بعد وہ آذربائیجان چلا گیا اور کرد کے کسی رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے بطن سے دیسم پیدا ہوا۔ جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اس کی عزت وتوقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذربائیجان کا مستقل مالک بن گیا۔ اس کے بعد لشکری نے جو بلاد جبل میں وشمگیر کا نائب تھا۔ ۳۲۶ھ میں بہ اجازت وشمگیر آذربائیجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ دیسم نے وشمگیر کے پاس جا کر پناہ لی اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار وعہد کیا اور امداد کی درخواست کی۔ وشمگیر نے دیلمی فوج سے اس کو مدد دی چنانچہ دیسم دیلمی فوج لئے ہوئے آذربائیجان آیا اور لشکری کو شکست دے کے نکال دیا۔

کردوں کی امارت کا خاتمہ: صوبہ آذربائیجان جو اس سے پیشتر اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا۔ لشکری کی فوج میں اکثر کرد تھے۔ ان لوگوں نے تھوڑے تھوڑے بلاد جبل میں بعض مقامات آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ دیسم نے سرداران دیلم کو بلا کر کردوں کو دبانا شروع کیا اور ان کے زور وقوت سے ان کی بڑھی ہوئی قوت کو شکست دی اور کرد [illegible] میں صعلوک بن محمد بن مسافر دیلمی وعلی بن الفضل وغیرہ تھے۔ تھوڑے عرصہ میں صوبہ آذربائیجان میں کردوں کی حکومت کا نام ونشان مٹ گیا ایک گروہ ان کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ ابوالقاسم علی بن جعفر دیسم کا وزیر تھا اس کو [illegible] شکست سے بچا

قصر میں داخل ہوا اور دیسم بھاگ گیا۔ الغرض سالار بن محمد بن مسافر [illegible] تھا۔ یہاں پر ایک واقعہ قابل ذکر پیش آ گیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں لڑکے وہسوذان اور مرزبان باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنا [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] کیا تھا کہ وہسوذان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب اور خزانے اپنے قبضے میں لے لیے تھے اور ان دونوں نے ایک قصر میں محبوس کر دیا تھا [illegible] مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذربائیجان پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ مرزبان اس سے خوش ہوا اور علی بن جعفر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے ماننے والے تھے [illegible] علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا۔ مرزبان دیلم سے اور باطنیہ و دیلم دونوں شیعہ تھے۔

آذربائیجان پر مرزبان دیلم کا قبضہ۔ علی بن جعفر نے آذربائیجان پر حملہ کرنے سے قبل دیسم کے ہمراہیوں اور ساتھیوں سے خط و کتابت شروع کی اور ان میں سے بہت سارے [illegible] دیسم سے [illegible] کر کے اپنی جانب [illegible] بالخصوص دیلم [illegible] وقت [illegible] تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذربائیجان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ فوجیں مرتب کر کے آذربائیجان کی جانب [illegible] لڑائی کی نوبت آئی تو جونہی دونوں فوجیں مقابل ہوئیں دیلم جیسے [illegible] مرزبان سے جا ملا اور امان حاصل کر کے اس کے لشکر میں شریک ہو گیا۔ اس کے [illegible] ایک گروہ [illegible] چلا آیا۔ دیسم نے [illegible] چند ساتھیوں کے ساتھ آرمینیہ بھاگ گیا [illegible] آرمینیہ [illegible] سے [illegible] آیا۔ ان دونوں میں [illegible] تھے۔

مرزبان اور علی بن جعفر میں کشیدگی۔ اس واقعہ سے [illegible] کا [illegible] اور [illegible] باطنی [illegible] وصول کرنے لگا۔ آذربائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد علی بن جعفر (دیسم کا سابق وزیر) اور مرزبان سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ [illegible] یہاں تک کہ [illegible] مرزبان نے [illegible] اور [illegible] مرزبان [illegible] اس سے [illegible] علی بن جعفر [illegible] اس نے [illegible] مرزبان کی فوج کے [illegible] [illegible] مرزبان سے مخالفت و بغاوت اور دیسم کی اطاعت پر [illegible] جب [illegible] دیسم [illegible] اتفاقات ہو گئے۔

مرزبان اور دیسم میں مصالحت۔ دیسم نے [illegible] مرزبان نے [illegible] [illegible] دیسم [illegible] [illegible] اور [illegible] دیسم [illegible] [illegible] سے [illegible] مرزبان نے [illegible] اور [illegible] علی بن جعفر سے صلح و صفائی کی [illegible] علی بن جعفر [illegible] دیسم [illegible] مرزبان نے [illegible] کیا اور [illegible] اپنے [illegible] دیسم نے [illegible] درخواست کی [illegible] مرزبان نے منظور کر کے [illegible] پر قبضہ حاصل کیا [illegible]

ہوا تھا۔ اس کے بعد ناصر نے یہ انتظام کیا کہ [illegible] کے طور پر [illegible] بھیجے [illegible] ترجمان نے اس

ہدایت کے مطابق ناصر کو اس کے ان اموال کے [illegible] دیا

سیف الدولہ کا زوال: [illegible] سیف الدولہ واسط میں [illegible]

[illegible] اسی وقت سے [illegible] کے [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible]

[illegible] قلعہ [illegible] اور [illegible] تھا [illegible] ناصر الدولہ [illegible]

[illegible] سیف الدولہ [illegible] ناصر الدولہ [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] کے لئے [illegible] بغداد [illegible]

اس واقعہ سے قبل سیف الدولہ [illegible]

[illegible] شعبان [illegible] سیف الدولہ [illegible]

[illegible] سیف الدولہ [illegible]

[illegible] ناصر [illegible]

[illegible] توزون کے پاس [illegible]

[illegible] خلافت [illegible] کے بعد [illegible]

[illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] انتظام [illegible] اصفہانی [illegible]

[illegible]

توزون اور [illegible] کے مابین کشمکش: واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ آنے کے بعد [illegible] توزون اور [illegible] دونوں

امارت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] توزون کے پاس [illegible]

توزون [illegible]

[illegible]

[illegible] بھیج دیا۔

سیف الدولہ کا بغداد سے فرار: [illegible] سیف الدولہ [illegible] اپنے بھائی ناصر الدولہ

کے پاس بھیج دیا تھا تو زون نے [illegible] رمضان کے بعد [illegible]

توزون کی مخالفت کی [illegible] ملاقات [illegible] سیف الدولہ نے اپنے

لشکریوں میں اس کو تقسیم کر دیا۔ سیف الدولہ کی آمد کی خبر پا کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے۔ اسی اثناء میں ان واقعات کی توزون کو بھی خبر لگ گئی۔ واسط میں بجائے اپنے کیغلغ کو بطور نائب کے مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سیف نے یہ خبر پا کر اس لشکر بغداد کے ساتھ جو اس سے آملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ حسن بن ہارون بھی تھا۔ اس کے بعد توزون کے قدم پھر بغداد میں جم گئے۔

توزون کی امارت: بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد آخری ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں توزون داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا اور ابو جعفر کرخی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا۔ اس سے پہلے یہ خدمت کوفی کے سپرد تھی۔

ابن بریدی کا واسط پر قبضہ: واسط سے توزون کے چلے آنے کے بعد ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ توزون نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو بقصد جنگ ابن بریدی بغداد سے کوچ کیا اس سے پیشتر یوسف بن وجیہ والی عمان نے چند جنگی کشتیاں مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ عنوان جنگ بگڑ گیا ہو گیا تھا۔ ابن بریدی اور اس کا لشکر قریب ہلاکت پہنچ چکا تھا مگر کسی طرح تقدیر کی موافقت سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی۔ مگر دوسرے دن صبح کو یوسف شکست کھا کر مضطربانہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر توزون کے پاس چلا آیا۔ توزون نے اس کو اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔

توزون کے خلاف سازش: محمد بن ینال ترجمان توزون، کے کاتب سپہ سالاروں میں سے تھا اور یہی بغداد میں نائب مقرر ہوا تھا۔ توزون کی غیبت میں اس کی قائم مقامی کر رہا تھا مگر کچھ عرصہ بعد جب ابو جعفر بن شیرزاد توزون سے آ کر مل گیا اس وقت محمد اور نیز وزیر السلطنت حسین بن مقلہ توزون سے منحرف و مشتبہ ہو گئے۔ دونوں علانیہ مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب کو یہ خبر دی کہ ابن بریدی نے توزون کو پانچ لاکھ دینار اس امر کو کرنے کے عوض سے طے کیا ہے اور اس نے معاہدہ کیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد توزون کے پاس اسی غرض سے آیا ہوا ہے کہ دشمنان خلافت کو معزول اور گرفتار کر کے ابن بریدی کے حوالہ کر دے۔ خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر خوف زدہ ہو گئے اور ابن حمدان کے پاس چلے جانے کا قصد کیا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت نے ابن حمدان کو خط بھیجا کہ توزون کی فوج سے خلافت مآب کی محافظت کے لئے فوج بھیج دو۔

ابو جعفر بن شیرزاد کی بغداد میں آمد: جس وقت حسن بن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو توزون کی جانب سے بدظن کرنے میں کامیابی ہو گئی اتفاق یہ کہ انہی دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچ محرم ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کی جمعیت سے بغداد میں داخل ہوا اور خلافت مآب کی اجازت کے بغیر انتظام سلطنت کرنے لگا۔

خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے پیشتر ناصر الدولہ ابن حمدان سے موصل کے ساتھ آنے کی غرض سے لشکر طلب کیا تھا چنانچہ اس کے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک عظیم فوج بھیج دی۔ جس وقت یہ فوج وارد بغداد ہوئی ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلافت مآب نے اپنے حرم اور لڑکوں کے ہمراہ تکریت کی جانب کوچ کر دیا۔ علاوہ ان کے وزراء اور اعیان حکومت بھی خلافت مآب کے ہمراہ تھے مثلاً سلامت طولونی، ابو زکریا یحییٰ بن سعید سوسی، ابو محمد

بادرائی، ابو اسحاق قراریطی، ابو عبداللہ موسوی، ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابو نصر محمد بن ینال ترجمان۔

متقی کی موصل کی جانب روانگی: خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد خفیہ مقام سے نکل آیا اور بغداد میں نظم و نسق کا بازار گرم کر دیا۔ لوگوں سے ٹیکس لینے اور تاوان وصول کرنے لگا اور واسط میں توزون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ بھیجا۔ توزون نے واسط کی زمام حکومت ابن بریدی کے سپرد کی اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں رونق افروز ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کیا تھا اور خلافت مآب نے ناصر الدولہ کو بھی کا فرمان روانہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر ہوا۔

توزون کا موصل پر قبضہ: توزون کو اس کی خبر لگی تو تکریت روانہ ہو کر تکریت پر چڑھائی کر دی۔ سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر آیا۔ چند دنوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخرکار میدان توزون کے ہاتھ رہا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا تو توزون نے اس کا اور اس کے بھائی کا لشکر لوٹ لیا اور بقصد تعاقب موصل کا رخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے مع خلیفہ متقی موصل چھوڑ کر نصیبین کی طرف کوچ کیا۔ توزون نے اس سے مطلع ہو کر موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اس دوران تک رقہ سے ٹھہرا گیا تھا۔ نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھی رقہ چلا آیا۔ توزون کو خط لکھ بھیجا کہ میری کشیدگی اور نفرت کا سبب یہ ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا مگر اب رضامندی اس میں ہے کہ بنی حمدان سے مصالحت کر لو۔ توزون نے اس تحریک کے مطابق ناصر الدولہ سے جس قدر بلاد اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کی بابت تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد توزون بغداد واپس آیا۔ خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقہ میں قیام پذیر رہے۔

آل بویہ کا واسط پر قبضہ: معز الدولہ بن بویہ اہواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پر قبضہ کرنے کا لالچ دلاتا تھا ساتھ ہی اس کے بوقت جنگ مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا چنانچہ جس وقت توزون نے موصل کی جانب کوچ کیا معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسط کی جانب قدم بڑھایا۔ ابن بریدی نے باوجود وعدہ و اقرار کے وعدہ خلافی کی۔ اسی اثناء میں توزون موصل سے بغداد چلا آیا اور بغداد سے معز الدولہ کے واسط کی طرف بڑھنے کی خبر پا کر ماہ ذیقعدہ ۳۳۲ھ کو بقصد جنگ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ معز الدولہ بھی بقصد مقابلہ بڑھا۔ مقام قباب حمید میں معز الدولہ اور توزون کے مابین لڑائی شروع ہوئی تقریباً دس یوم تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخرکار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور کنارہ نہر پر مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور سے منع کرنے لگا۔ معز الدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف بقصد عبور بڑھا تو توزون کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ چند دستے فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معز الدولہ کی روک تھام کرنے کو بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک پایاب مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہی جس وقت معز الدولہ مقابلہ پر آیا دفعتاً حملہ کر دیا۔ معز الدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ ناکام و بے مرام چند آدمیوں کے ساتھ مع اپنے وزیر صیمری کے بھاگ کھڑا ہوا۔ چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے ایک حصہ کثیر نے توزون سے امان حاصل کر لی۔ معز الدولہ اور صیمری نے سوس میں جا کر دم لیا۔ کچھ عرصہ بعد فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسط پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر

لیا۔ ابوالحسین ابن بریدی بصرہ چلے گئے۔

ابو یوسف بن بریدی کا قتل ابوعبداللہ بن بریدی کا سارا مال و زر ان لڑائیوں میں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے صرف ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کر کام چلاتا تھا لشکریوں پر اس کا بہت برا اثر پڑا۔ مالداری کی وجہ سے وہ اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات لوگوں کے سامنے ابوعبداللہ کو سخت الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ابوعبداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ لگانے بجھانے والوں نے ادھر ابو یوسف سے یہ کہہ دیا کہ ابوعبداللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی۔ دلی ہی دل میں اس رنجیدگی و ملال یہاں تک بڑھا کہ ابوعبداللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک روز شام کے وقت ابو یوسف پر حملہ کر کے مار ڈالا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ نعش دکھا دی گئی تو خاموش ہو کر منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ابوعبداللہ بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا اور جو کچھ مال و اسباب اور جواہر نفیسہ پائے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ منجملہ ان کے جواہرات ابن بریدی نے زمانہ تنگی میں بیس ہزار درہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ یہ جواہرات دراصل مستکفی کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جب کہ ابن بریدی سے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دیئے تھے اور مستکفی دارالخلافت کے تہ خانہ سے ان کو لایا تھا جس وقت یہ جواہرات ابو یوسف کے روبرو فروخت کی غرض سے پیش ہوئے تھے اس وقت اس نے ابوعبداللہ بن بریدی کو بہت سخت و سست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی امر دونوں بھائیوں میں عداوت و دشمنی کا باعث ہوا۔

ابوعبداللہ بن بریدی کا انتقال اس کے بعد ابوعبداللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کے آٹھ مہینے بعد مر گیا۔ بجائے اس کے بصرہ میں ابوالحسین حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ اس نے بے حد تعدی اور ظلم کا برتاؤ کیا لشکریوں نے بغاوت کر دی اور قتل کی غرض سے شور و غل مچاتے ہوئے بڑھے۔ ابوالحسین بھاگ کر ہجر پہنچا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ ابن بریدی کے لشکریوں نے ابوالقاسم پسر ابوعبداللہ بن بریدی کو اپنا امیر بنا لیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالحسین نے ابوطاہر قرامطی سے امداد کی درخواست کی ابوطاہر نے اپنے بھائیوں کو معہ فوج کے ابوالحسین کے ساتھ بصرہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چونکہ ابوالقاسم نے بصرہ کی حکومت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا۔ ابوالحسین اور قرامطی کچھ پیش نہ کر سکے۔ دنوں تک محاصرہ کئے رہے بالآخر مابین ابوالقاسم اور اس کے چچا ابوالحسین کے مصالحت ہو گئی۔ قرامطہ نے ہجر کی طرف مراجعت کی اور ابوالحسین بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کی غرض سے بغداد چلا گیا۔

ابوالقاسم والی بصرہ کے خلاف سازش ان واقعات کے بعد یانس (ابوعبداللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست و حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی۔ دیلمی سپہ سالار سے ابوالقاسم پر حملہ کرنے اور حکومت و ریاست پر متمکن ہو جانے کے متعلق سازش کر لی۔ چنانچہ ایک روز اسی غرض سے دیلمی لشکر اپنے سپہ سالار کے پاس جمع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ابوالقاسم نے کسی کام سے یانس کو اس دیلمی سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سمائی یانس پر حملہ کر دیا گیا۔ یانس زخمی ہو کر اپنی جان بچا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا۔ دیلمی فوج بھی اس کے اس طرح بھاگنے سے منتشر ہو گئی۔ سپہ سالار بھی چھپ رہا۔ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کر کے شہر بدر کر دیا اور کچھ عرصہ بعد یانس کو بھی گرفتار کرا کے ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے اور مار ڈالا۔

ابوالحسن بن بریدی کا انجام: ابوالحسن بن بریدی نے بغداد میں پہنچ کر توزون سے امان حاصل کی اور بمقابلہ اپنے برادرزادہ ابوالقاسم کی امداد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثنا میں بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال و اسباب و اخراج توزون کے پاس آ پہنچا۔ توزون نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ ابوالحسن کو اس کی اطلاع ہوئی۔ بصرہ کے دیلمیوں کو ہموار کر کے ابن شیرزاد کی گرفتاری کے متعلق ان سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق وقت سے یہ معاملہ ظاہر ہو گیا۔ توزون نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے بلوایا۔ ابو عبداللہ بن ابی موسیٰ ہاشمی نے ایک فتویٰ توزون کو پیش کیا جو اس نے زمانہ ناصرالدولہ میں ابوالحسن سے جنگ کے سلسلے میں قضاۃ اور فقہاء سے لکھوائے تھے۔ چنانچہ توزون نے ایوان خلافت میں فقہا اور قضاۃ کو جمع کر کے ان فتاویٰ کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابوالحسن کو قتل کر کے نعش کو صلیب پر چڑھا دیا بعد ازاں جلا کر راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور اس کے مکانات کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۳۳ھ کا ہے۔ یہ بریدیوں کا آخری زمانہ تھا۔

رومیوں کے بابا اطلاسیہ پر حملے: ۳۳۳ھ میں رومیوں نے بابا اطلاسیہ کی طرف خروج کیا اور قریب حلب پہنچ آئے۔ اکثر بلاد اسلامیہ کو لوٹ لیا۔ پچاس ہزار مسلمان گرفتار کر کے لے گئے۔ اسی سنہ میں ثمل طرسوس کی جانب سے بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ اس کے لشکر یہ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے۔ کئی بطریق گرفتار کر لایا۔

قیدیوں کا تبادلہ: ۳۳۳ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس اس مندیل کے لیے اپنا قاصد بھیجا جس کی بابت بیعت الرہا بزعم نصاریٰ مسیح نے اپنا منہ پونچھا تھا اور اس میں ان کی صورت مرتسم ہو گئی تھی۔ اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک گروہ کثیر کو رہا کرنے کا اقرار کیا۔ فقہاء اور قضاۃ نے مندیل کے دینے کے متعلق باہم اختلاف کیا۔ بعض نے یہ رائے دی کہ مندیل کے دینے میں اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مندیل ہمیشہ دارالخلافت میں رہے اور باقی مسلمانوں کو نصاریٰ کی قید میں رہنے دیجئے اور بعض نے اس کی مخالفت کی۔ انہیں میں علی بن عیسیٰ تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس مندیل کے دے دینے میں کسی قسم کی توہین اسلام متصور نہیں ہے۔ اس مندیل کی کیا حقیقت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کفار تعصب کے پنجے قفس سے مسلمان رہا کرا لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق مندیل کو بادشاہ روم کے قاصد کے حوالہ کر دیا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑا لانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ فرمایا۔

روسیوں اور مسلمانوں میں جھڑپیں: ۳۳۳ھ میں روسیوں کا ایک گروہ براہ دریا اطراف آذربائیجان آیا اور کر کی راہ سے بردعہ میں داخل ہوا۔ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضاکاروں کو آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے عساکر اسلامیہ کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک نئے قسم کا جوش پیدا ہوا۔ چاروں طرف سے اسلامی فوجیں مرتب و آراستہ ہو کر آ پہنچیں۔ روسیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ شہر کے عوام الناس اس معرکہ میں شریک ہو کر پتھر برسانے لگے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیا جو نکل گئے نکل گئے جو باقی رہ گئے۔ ان کو روسیوں نے قتل و غارت سے پامال کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔

مرزبان کا روسیوں پر جوابی حملہ: روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آ گئی قریب و جوار کے مسلمانوں کو جمع کر کے تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ روزانہ مقابلہ پر آتے تھے لڑائی ہوتی رہی۔ ایک روز مرزبان نے چند دستہ فوج کمین گاہ میں بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتا آیا۔ روسی جوش کامیابی میں

بڑھتے آئے۔ جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی اس فوج نے کمین گاہ میں سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملے سے روسی فوج اکھڑ گئی۔ ان کا سردار مع ایک گروہ کے مارا گیا۔ باقی فوج نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ روسی نہایت استقلال سے محاصرہ کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

اثنائے محاصرہ میں یہ خبر پہنچی کہ ناصر الدولہ نے اپنے برادر عم زاد ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ قیام کرتے ہوئے سلماس پہنچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنی فوج دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو بردعہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصہ کو لے کر ابو عبداللہ سے لڑنے کو آذربائیجان کی طرف روانہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پیچھے سے ابو عبداللہ کو طلب کر بھیجا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے حسب استدعا ناصر الدولہ بعجلت لوٹ گیا۔

روسیوں کا فرار۔ مرزبان کی وہ فوج جو روسیوں کا بردعہ میں محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ مرزبان کی واپسی کے بعد بھی محاصرہ کئے رہی۔ بالآخر روسی طول محاصرہ سے تنگ آ کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے لے گئے اور اسی حسرت میں بادشاہ روس نے دار السلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ تمام کو بازار گرم رکھا۔ قرب و جوار کے دیہاتی بے خبر بازار کرنے کو آتے تھے۔ باہم لڑائیاں ہوئیں روسی لشکر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

قبائل اور اہم واقعات۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلافت عباسیہ کے قبضہ و تصرف میں جو صوبہ جات باقی رہ گئے تھے جزیرہ اور موصل کے علاوہ دوسرا صوبہ تھا جو موصل پر بنی حمدان کا قبضہ تھا۔ معز الدولہ ابن بویہ عراق پر متصرف تھا۔ چند روز بعد واسط بھی دبا لیا اور بصرہ و ابو عبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ چونکہ بغداد پر خلیفہ کی کے ساتھ تنہا مستولی تھا۔ اس کے بعد ابن بریدی پھر ترک اور دیلم یکے بعد دیگرے بغداد پر مستولی ہوتے چلے آئے۔ تکم، توزون اور ابو جعفر شیرزاد کی حکومت انہی کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ کا وزیر تھا در حقیقت ان لوگوں کا ایک عامل ان کے ہاتھ کا کٹھ پتلی تھا جس طرف چاہتے تھے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہ کر سکتا تھا کل انتظامی امور انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھے۔ سب سے آخر میں جس نے دور حکومت کو سنبھالا وہ ابو جعفر شیرزاد تھا توزون کا کاتب تھا اور اس سے پیشتر ابن رائق کا کاتب تھا۔ بعد ازیں جو حکومت بغداد پر قابض ہوا ۳۳۴ھ میں معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے ملازمت طولونی مامور ہوا اور مصر و فرات کی کورنری دی گئی۔ اخشید نے اس سے جنگ کی اور شکست دی۔ اس پر اخشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کی۔ طرابلس و سواحل کے قلعجات بھی اسی کے قبضہ میں تھے اور اسی زمانہ میں حمص اور حلب پر بنی حمدان کی حکومت تھی۔

متقی کی معزولی۔ خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے علی الاعلان بنی حمدان کے پاس رہا۔ اس کے بعد بوجہ طول قیام کے ان سے ملول ہو گیا۔ اس نے ابو عبداللہ بن ابی موسیٰ ہاشمی نے توزون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اخشید محمد بن طغج والی مصر و شام کو طلب کیا۔ چنانچہ وہ بغداد آ پہنچا۔ جس وقت حلب پر عبداللہ بن سعید بن حمدان جو بخطاب ناصر الدولہ (ابو عبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچا زاد بھائی تھے) حلب کا والی تھا۔ اخشید کے آنے کی خبر پا کر حلب چھوڑ کر چلا گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پیشتر ابو بکر محمد بن رائق کو معزول کیا تھا اس وجہ سے اس نے حلب کو اخشید کے حوالہ کر دیا۔ اخشید نے اس کو مصر کا حاکم مقرر کیا اور وہ ایک مدت قیام کر کے حلب سے رقہ کی

جانب روانہ ہوا۔ نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقہ میں پہنچ کر خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا اور تحائف پیش کئے وزیر السلطنت ابوالحسین بن مقلہ وغیرہ کو بھی تحفے تحائف دئیے۔ دربار خلافت کو بھی تحفے دیئے اور ان امراء کی خوشی کی کہ خلافت مآب مصر چل کر قیام فرمائیں اور اسی کو اپنا دار الخلافت بنائیں۔ مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا تب اخشید نے توزون کی بے وفائیوں سے ڈرایا۔ خلیفہ متقی نے اس پر کچھ توجہ نہ دی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی۔ مصر جانے کے منافع اور کل بلاد اسلامیہ پر حکومت کرنے کی طمع دلائی۔ مگر کچھ سماعت نہ ہوئی۔

اس اثناء میں توزون کے پاس سے قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد نے خلیفہ متقی اور اس کے وزراء کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا۔ جس پر قضاۃ و امراء ہاشمیہ و عباسیوں اور صوفیوں کی شہادتیں تھیں علاوہ اس کے ان لوگوں نے قطعی حلف اٹھایا تھا۔ خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامے سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت اخشید کو چھوڑ کر رقہ سے روانہ ہو کر ۴ محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف کوچ فرمایا۔ توزون نے مقام سندیہ میں شرف حضوری حاصل کیا۔ زمین بوس ہو کر بولا "الحمد للہ خلافت مآب نے میرے قول کا اعتبار کیا اور میں آپ کی خدمت گزاری کو اسی طرح حاضر ہوں جیسے کہ اس سے پہلے تھا"۔

خلیفہ متقی سن کر خوش ہو گیا۔

توزون نے تھوڑی دور سے خلیفہ متقی اور اس کے کل ہمراہیوں کو حراست میں لے لیا۔ خاندان داری کے خیال سے اپنے خیمہ میں سے جا کر ٹھہرایا لیکن اگلے دن جب اس کی خلافت کو سازش سے تبدیل کر رکھے تھے تو اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ آنکھیں جاتی رہیں۔

باب: ۲۶

عبداللہ بن مکتفی مستکفی باللہ ۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ

فضل بن مقتدر المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

بیعت خلافت: اس کے بعد ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ مکتفی باللہ دار الخلافت میں لایا گیا۔ حسب دستور ارکان دولت نے بیعت کی۔ "المستکفی باللہ" کا لقب دیا گیا۔ سب سے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دار الخلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔ اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے سپرد ہوا۔

ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی روپوشی: خلیفہ مستکفی نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت میں تبدیلی کر دی۔ قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا گیا۔ برائے نام وزارت اس کی تھی جیسا کہ وزارت سابق کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور درحقیقت کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سیکرٹری) کو تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول خلیفہ متقی کو جیل میں ڈال دیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر جو (ہونے والا خلیفہ تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا ہے) کی تلاش اور گرفتاری کا قصد ظاہر فرمایا۔ ابوالقاسم یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ زمانہ خلافت مستکفی تک روپوش ہی رہا۔ خلیفہ مستکفی جب کسی طرح اس کی گرفتاری میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کرا دیا۔

ابن شیرزاد کی امارت: ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون نے اپنی امارت کے چھ برس چار مہینے بعد وفات پائی۔ اس کے تمام زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سیکرٹری رہا۔ اس نے اپنی وفات سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے ہیت بھیجا تھا۔ جب اس کے مرنے کی خبر ابن شیرزاد تک پہنچی تو ابن شیرزاد نے ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور بالاتفاق ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنا لیا۔ چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے کوچ کر کے فوراً معہ فوج مذکورہ کے باب حرب پر پہنچا۔ دار الخلافت کی تمام فوجوں نے مجتمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے بطیب خاطر منظور فرمایا۔ قضاۃ اور ارکان دولت کے روبرو حلف لیا۔ جب ابن شیرزاد نے خلافت مآب کی بیعت کی تو خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن شیرزاد کی تاراجی: ابن شیرزاد اس [illegible] تھا کہ اس کی [illegible] اس قدر [illegible] کہ تھوڑے سے دنوں میں [illegible] کی نوبت پہنچ گئی۔ ابو جعفر [illegible] احمد بن بویہ کے پاس [illegible] لیے کہ وہ [illegible] امیر الامراء کا خطاب دلانے کا وعدہ [illegible] معز الدولہ نے [illegible] المستکفی [illegible] ابن شیرزاد نے [illegible] لشکر [illegible] تجارت پیشہ [illegible] بغداد [illegible] چنانچہ [illegible] معز الدولہ احمد بن بویہ [illegible] بغداد [illegible] معز الدولہ نے [illegible] حکومت پر [illegible]

معز الدولہ کا عروج: [illegible] خلیفہ [illegible] کی طرف سے [illegible] عباسی حکومت کے [illegible] حکومت [illegible] معز الدولہ [illegible] خاندان کا [illegible] قبضہ [illegible] اپنے [illegible] حکومت [illegible] خلفاء عباسیہ [illegible] بغداد [illegible] اس طرح [illegible] حکومت و سلطنت [illegible] امیر الامراء [illegible] بیان [illegible] خلیفہ [illegible] حکومت [illegible] اس کے حالات [illegible] بیان کر آئے ہیں۔

معز الدولہ کو سلطان کا خطاب: [illegible] ابن شیرزاد [illegible] معز الدولہ [illegible] بغداد [illegible] معز الدولہ نے [illegible] معز الدولہ [illegible] خلیفہ [illegible] معز الدولہ [illegible] معز الدولہ سلطان کے لقب سے [illegible]

پیش نظر حالات ختم کر دیا۔ دولت عباسیہ کے حالات جس کا ذکر کرنا ہم لکھنا چاہتے اب باقی نہیں رہے اگرچہ خصوصی خصوصی واقعات خلافت مآب کی ذات سے بھی متعلق ہوتے مگر وہ نہایت قلیل اور نادر ہیں۔ پس اسی وجہ سے ان خلفاء کے حالات عہد خلافت مستکفی سے زمانہ حکومت مستعصی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے اخبار میں درج کیے جائیں گے اس وجہ سے کہ یہ خلفاء تصرف و حکمرانی سے معطل رہے تھے اور مسلوب الاختیار ہو گئے تھے باستثنائے معدودے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے بقیہ حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو وقتاً فوقتاً ان پر غالب و مستولی ہوتے رہے بیان کریں گے جہاں پر کہ دیلم اور سلجوقیوں کی حکومت و دولت کو ہم بالانفراد علیحدہ تحریر میں لائیں گے۔ کما شرطناہ

مستکفی تا عہد مستعصی میں آل بویہ اور ملوک سلجوقیہ

معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر مستولی اور غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو نام کا خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت پر اوقات بسری کرنے لگا۔ قبل اس کے ۳۳۴ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سیکرٹری ابو عبداللہ بن ابو سلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبدالرحمن شیرازی کو بطور ان کے عہدہ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابو احمد قبل خلافت مستکفی معز الدولہ کا سیکرٹری تھا جب مستکفی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو ابو احمد یہ خبر پا کر موصل سے بغداد چلا آیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا۔ اسی سنہ میں وزیر السلطنت ابو الفرج اپنی وزارت کے بیالیسویں دن گرفتار کر لیا گیا تین لاکھ درہم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی۔ اسی سنہ میں معز الدولہ نے ابو القاسم والی بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی: معز الدولہ کے غالب آنے کے بعد دار الخلافت بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا اور خلیفہ مستکفی چند روز اسی حالت سے بسر کرتا رہا اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی اور بجائے تمہارے کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے معز الدولہ کو یہ خبر سنتے ہی کشیدگی پیدا ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسی اثناء میں والی خراسان کا سفیر آ گیا اسی تقریب میں دربار عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اسی کی قوم کے ہوا خواہ بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ چنانچہ دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے۔ خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں ہاتھ بڑھایا۔ دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر مسند خلافت سے کھینچ لیا۔ معز الدولہ سوار ہو کر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو کشاں کشاں معز الدولہ کے مکان پر لا کر چھوڑ گئے۔ اس واقعہ سے شور و غل کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس جاتے رہے۔ دار الخلافت لوٹ لیا گیا۔ بازاروں میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سیکرٹری) بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے جب کہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گزر چکے تھے۔

خلیفہ مطیع اللہ کی بیعت: اس کے بعد ابو القاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ قبل خلافت یہ بھی مستکفی کی طرح دعوے دار خلافت تھا اسی وجہ سے تخت نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو تلاش کرایا اس وقت یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب معز الدولہ وارد بغداد ہوا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر جا کر چھپ گیا۔ تا آنکہ خلیفہ مستکفی اس

حالت کو پہنچا جب معز الدولہ نے اس کی بیعت کی اور "مطیع للہ" کا لقب دیا۔ معزول خلیفہ مستکفی [illegible] اس نے اپنا [illegible] اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع [illegible]۔

خلافت کی حرمت و توقیر کا خاتمہ: اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر ہی خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا تھا اور خلیفہ کے اقتدار و اختیار میں کمی [illegible] باقی نہیں رہا تھا مگر پھر بھی خلافت کی [illegible] اور توقیر باقی تھی۔ اس کا پاس و لحاظ [illegible] معز الدولہ کی حکومت کا دور آیا تو خلافت عباسیہ [illegible] کا خاتمہ ہو گیا۔ [illegible] وزیر السلطنت نے خلافت کا [illegible] جاگیرات اور حرم سرائے خلافت کا تعلق [illegible] معز الدولہ [illegible] عطا کرتے۔

خلافت کی منتقلی کا منصوبہ: آل بویہ چونکہ شیعہ [illegible] دیلمی قوم [illegible] اسلام لانے کے زمانہ سے علویوں کے جانب دار اور حامی تھے۔ عباسیوں کی [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ معز الدولہ نے [illegible] خلافت منتقل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن [illegible] خلاف [illegible] ایسے وقت [illegible] تمہاری قوم [illegible] اختیار بھی سلب کر لے گا۔ بہتر یہ ہے کہ غیر مستحق [illegible] منصب خلافت پر [illegible] معز الدولہ نے اسی رائے کے مطابق منصب خلافت کو عباسیوں [illegible] اختیارات سلب کر لئے اپنی طرف سے عمال مقرر کئے۔

خلیفہ کی حیثیت: دیلمیوں کا دور دورہ [illegible] معز الدولہ کی طرف سے [illegible] البتہ [illegible] دربار عام [illegible] خطابات [illegible] خلافت [illegible] ذات خاص کے لئے مخصوص تھا [illegible] قبول و خطاب خلافت [illegible]

سلطان کا لقب: [illegible] سلطان کے لقب سے [illegible] قوت، حکومت، جاہ و جلال [illegible] خلافت [illegible] الدولہ وغیرہ

آل بویہ کا جبر و تشدد: معز الدولہ کے مستولی ہونے کے [illegible] مذہب [illegible]

[illegible] اپنے سپہ سالاروں اور ترکوں [illegible] ان کے [illegible] بلا استحقاق دیہات اور قصبات میں جاگیریں دیں۔ جن کا انتظام درہم برہم ہو گیا۔ مستحقین کی کچھ پوچھ نہ جاتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زرخیز دیہات اور قصبات ویران ہو گئے یہ سپہ سالاروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ جو گاؤں ویران ہو جاتا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے دونوں کی طرح برباد ہو جاتا تو اس کے طالب ہوتے۔ [illegible] کوئی [illegible] نہ تھی۔ ظلم و [illegible] کی حد ہو گئی تھی۔ [illegible] کی [illegible] پانی کے [illegible] زمینوں [illegible] باغات [illegible] بازاروں [illegible] باشندوں کے [illegible] ہر طرف سے [illegible] بدحالی [illegible]۔

غرض ایک مدت تک ملک کا انتظام [illegible] معز الدولہ [illegible] انتظام ملک کی طرف توجہ کی اپنے سپہ سالاروں [illegible] وصولی [illegible] معز الدولہ کے وزیر [illegible] کی [illegible] مالی حالت [illegible] معز الدولہ پر [illegible] مال [illegible] تھا معز الدولہ اپنے ترکی غلاموں کو انعامات [illegible] جاگیریں [illegible] جیسا کہ انسانی فطرت میں شامل ہے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کی استبدادی خبریں [illegible] ناصر الدولہ [illegible] موصل سے بغداد کی جانب روانہ [illegible] معز الدولہ [illegible] سپہ سالار [illegible] معز الدولہ [illegible] سپہ سالاروں [illegible] ناصر الدولہ کے پاس [illegible] معز الدولہ [illegible] ناصر الدولہ کے [illegible] وہاں سے [illegible] غربی جانب بغداد میں آ [illegible] ناصر الدولہ شرقی جانب [illegible] قابض ہو گیا۔

ناصر الدولہ کی شکست ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو [illegible] معز الدولہ کے [illegible] معز الدولہ کے لشکر کا [illegible] سب کے سب [illegible] ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام [illegible] نوبت [illegible] میں اس کا [illegible] ناصر الدولہ [illegible] معز الدولہ نے ناصر الدولہ [illegible] جانے کا قصد [illegible] ان میں اس کو کامیابی کی [illegible] معز الدولہ [illegible] ناصر الدولہ کا لشکر [illegible] معز الدولہ [illegible] ناصر الدولہ کے لشکر میں [illegible] کا [illegible] لوٹ لیا اور قتل و غارت

کا بازار گرم ہو گیا۔ بغداد میں کئی غارت گری شروع ہوگئی ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد معز الدولہ نے امن وامان کی منادی کرادی۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع عکبرا سے دارالخلافت میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ میں مصالحت: اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکبرا میں قیام کیا اور بلا مشورہ امرائے توزونیہ معز الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امرائے توزونیہ کو اس کی خبر لگ گئی بگڑ گئے اور ناصر الدولہ کے قتل پر تل گئے۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معہ ابن شیرزاد کے شب کے وقت دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت ہوگئی جیسا کہ اس نے استدعا کی تھی۔

جنگ حدیثہ: ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد تکین شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور ناصر الدولہ کے مخبروں، مصاحبین اور امراء کو گرفتار کر کے نصیبین تک اس کے تعاقب میں بڑھ گئے اور نصیبین میں تجار مکاری سے حدیثہ سے آئے۔ حدیثہ میں ناصر الدولہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اتفاق سے مقابلہ سے پہلے معز الدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابوجعفر صیمری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ نے معہ ابوجعفر صیمری موصل میں آ کر قیام کر دیا اور ابوجعفر صیمری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کر معز الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۴ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: اسی سنہ میں ابو القاسم بن بریدی نے بصرہ میں معز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ معز الدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے اکثر نامی سردار شامل تھے۔ واسط کی طرف بھیجا۔ ابو القاسم نے یہ خبر پا کر بصرہ سے بہادروں کی فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اکثر نامی افسر گرفتار کر لئے گئے۔ اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معز الدولہ معہ خلیفہ مطیع بصرہ کی جانب ابو القاسم کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ راستہ خشکی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ نے معز الدولہ سے بلا حصول اجازت اس راہ سے گزرنے پر جواب طلب کیا۔ معز الدولہ نے تہدید کا خط لکھا۔ جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا۔ ابو القاسم کی فوج امان حاصل کر کے معز الدولہ سے آ ملی۔ ابو القاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کر لیا چند روز قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابوجعفر صیمری کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے اہواز روانہ ہوا۔ مقام ارجان میں عماد الدولہ سے ملاقات کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مطیع بھی بغداد واپس آیا۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ کے مابین معاہدہ: بغداد میں پہنچ کر معز الدولہ نے موصل کا قصد کیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر خراج بھیج دیا۔ معز الدولہ کا ارادہ فسخ ہو گیا۔ روانگی موصل ملتوی کر دی۔ پھر ۳۳۷ھ میں ناصر الدولہ نے بد عہدی کی۔ جس قدر جلد ممکن ہوا معز الدولہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور باشندگان موصل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگا۔ اسی اثنا میں رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بھائی ہے) نے خبر بھیجی کہ لشکر خراسان جرجان اور رے پر چڑھ آیا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان کی حمایت کو فوجیں روانہ کیجئے معز الدولہ نے مجبوراً ناصر الدولہ سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی آخر کار یہ قرار پایا

[illegible]

عمران بن شاہین کے ابتدائی حالات [illegible]

عمران اور مہلبی کی جنگ [illegible]

ابن شاہین اور معز الدولہ میں مصالحت [illegible]

[illegible]

مہلبی کی وزارت: ابو محمد حسن مہلبی کو معز الدولہ [illegible] ابو جعفر [illegible] کی وفات کے بعد اس کو عہدہ وزارت پر (۳۳۹ھ) [illegible]

مہلبی کا بصرہ پر قبضہ [illegible]

معز الدولہ کی بدعہدی [illegible]

نصیبین کا قصد کیا۔ اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ کی اولاد معہ ایک فوج کے سنجار میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجار کی جانب روانہ کر دی۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ و مصالحت ناصر الدولہ کی اولاد کو اس کی خبر نہ تھی۔ حالت غفلت میں معز الدولہ کی فوج نے شب خون مارا، ناصر الدولہ کی فوج بے سر و سامانی سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معز الدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ خیمے اور مال و اسباب کے فراہم کرنے میں مصروف ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی اولاد اس امر کا احساس کر کے معہ اپنی فوج کے لوٹ پڑی اور معز الدولہ کی فوج کو خوب پامال کیا اور اکثر حصہ فوج کا کام آ گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لی گئی۔ معز الدولہ جلد کر نصیبین کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو خیر باد کہہ کر میافارقین میں جا کر قیام کیا۔ مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے روزانہ کی دوڑ دھوپ و مصروفیت جنگ سے گھبرا کر معز الدولہ کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی اور اجازت حاصل کر کے ناصر الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معز الدولہ کے پاس چلے آئے۔ ناصر الدولہ اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا آیا۔ سیف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معز الدولہ سے مصالحت کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخر کار انتیس لاکھ درہم اور ان قیدیوں کی رہائی پر جو سنجار میں تھے۔ مصالحت ہو گئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت دی۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۴۸ھ میں معز الدولہ نے عراق کی جانب مراجعت کی۔

معز الدولہ کے محل کی تعمیر ۳۵۰ھ میں معز الدولہ علیل ہوا علالت اس درجہ طول کھینچ گئی کہ وصیت کر دی مگر اس کے بعد ہی صحت ہو گئی اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے بقصد اہواز کلواذا پہنچ گیا۔ اس کے ہوا خواہوں اور احباب نے اس کی ترک اقامت بغداد پر افسوس ظاہر کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کی رائے دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے ایک لاکھ دینار کے صرف سے بالائے بغداد میں مکان بنوایا۔ صرف کی کثرت نے اس وجہ سے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کیا۔

جامع بغداد پر شیعی کتبہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور یہی وجہ ہے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس امر نے ان کو خلفاء بنی عباس سے منصب خلافت و امارت کے منتقل کرنے کو روکا ہے اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر ایک روز صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی۔ لعن الله معويه بن ابی سفیان و من غصب فاطمة فدكا[1] و من منع من دفن الحسن عند جده و من نفى ابا ذر و من اخرج العباس عن الشورى۔ معز الدولہ کی طرف اس عبارت کی کتابت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اگلی رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے اس رائے کی مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ مٹی ہوئی عبارت کے بجائے فقط معاویہ اور ظالمین آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن لکھا جائے۔

عید غدیر اور تعزیہ داری کی ابتداء اسی سنہ کے اختتام پر معز الدولہ نے عید غدیر[2] کی بنا ڈالی لوگوں کو بغرض اظہار مسرت شہر کو چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور ۳۵۲ھ میں یوم عاشورہ (یعنی دس محرم کو) بغرض

---

[1] معاویہ بن ابی سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اس پر جس نے فاطمہ سے فدک چھین لیا ہے اور اس پر جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا اور اس پر جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا اور اس پر جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔

[2] اسی عید کو عید غدیر بھی کہتے ہیں۔ اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر و عید الاضحیٰ سے افضل کہتے ہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۰۰۔

[illegible] شہادت حسین پر غم [illegible] کی جائے [illegible] خرید و فروخت نہ کی جائے، باورچی [illegible] [illegible] [illegible] نکلیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اہل سنت [illegible] [illegible] [illegible] کیا گیا۔ اہل سنت برداشت نہ کر سکے۔ [illegible] اور شیعہ کے [illegible] ہو گیا۔ [illegible] خون ریزی [illegible] اسباب لوٹ لیا گیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے [illegible] عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف کوچ کیا [illegible] [illegible] [illegible] عمان کی جانب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قاضی عمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بہرحال ابو الفرج محمد بن عباس [illegible] ۹ ذی الحجہ ۳۵۵ھ کو عمان پر [illegible] قبضہ حاصل کر لیا۔ [illegible] [illegible] اہل عمان [illegible] [illegible] کے بعد معز الدولہ نے واسط کی طرف مراجعت کی [illegible] عمران [illegible] [illegible] معز الدولہ علیل ہو گیا اور [illegible] بغداد واپس آیا۔

وزیر مہلبی کی وفات [illegible] [illegible] مہلبی [illegible] عمان [illegible] [illegible] بغداد کی جانب مراجعت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معز الدولہ نے اس کے [illegible] اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابو الفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابو الفرج محمد بن عباس [illegible] [illegible] [illegible] وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معز الدولہ کی وفات جس وقت معز الدولہ عمران بن شاہین سے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سے مجبور ہو کر [illegible] اور [illegible] مصالحت کو ترجیح [illegible] اپنے بیٹے عزالدولہ بختیار کو ولی عہد بنایا اور صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کئے [illegible] ربیع الثانی [illegible] میں مر گیا۔ [illegible]

عزالدولہ بختیار کی حکومت کا آغاز: معزالدولہ کے مرنے کے بعد عزالدولہ [illegible] حکومت [illegible] معزالدولہ نے بوقت وفات [illegible] اور سلطنت [illegible] ابوالفضل عباس اور [illegible] محمد [illegible] کے عہدوں پر بحال رکھے [illegible] عزالدولہ [illegible] ابوالفضل [illegible] عزالدولہ [illegible]

ابوالفرج کی بغداد میں آمد: ابوالفرج معزالدولہ کی وفات کے وقت عمان میں تھا جس وقت عزالدولہ نے [illegible] ابوالفرج [illegible] ابوالفضل [illegible] عمان [illegible]

حبشی بن معزالدولہ کی سرکوبی: [illegible] حبشی بن معزالدولہ نے اپنے بھائی عزالدولہ کے مقابلہ پر علم [illegible] ابوالفضل [illegible] حبشی [illegible] ابوالفضل [illegible] حکومت [illegible] ابوالفضل [illegible] حبشی [illegible] عضدالدولہ کے پاس [illegible] عضدالدولہ [illegible] وفات پائی۔

ابوالفضل کی معزولی: ابوالفضل نے معزالدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد [illegible] محمد بن بقیہ

ایک اور وجہ کیا تھی کہ عزالدولہ کے باورچی خانہ کا منتظم اس کے ہمراہ تھا جس وقت رعایا نے ابوالفضل کے ظلم وستم سے واویلا مچانا شروع کیا تو عزالدولہ نے ۳۶۲ھ میں ابوالفضل کو معزول کر کے محمد بن بقیہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا جب تک اس کے پاس ابوالفضل اور اس کے مصاحبین کا مال وزر رہا اس وقت انتظام وسیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد جب یہ مال وزر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم وستم ہونے لگے۔ لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ مضافات دور دور ویران نظر آنے لگے۔ جو دیلم بیش کی کم بازاری ہوئی ترکوں اور عزالدولہ میں بگڑ گئی۔ ابن بقیہ نے بیچ بچاؤ کر کے مصالحت کرا دی۔ اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عزالدولہ کے پاس گیا ترکوں کی فوج بھی اس کے ہمراہ تھی۔ تھوڑی باتوں میں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی۔ سبکتگین اور اس کے ہمراہیوں کو جان کے لالے پڑ گئے مگر عزالدولہ نے مال وزر دے کر ان کو راضی کر دیا۔

ابن بقیہ کی وزارت:[1] ۳۶۳ھ میں ابو تغلب نے اپنے باپ ناصرالدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور دارالخلافت بغداد کا قصد کیا اس اثناء میں اس کے بھائی حمدان و ابراہیم عزالدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ چونکہ عزالدولہ ان دنوں بطیحہ میں تھا کہ آپس کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ اس لئے ان کی امداد کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ مگر عزالدولہ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس وقت وزیر ابوالفضل کو معزول کر کے ابن بقیہ کو وزارت کا معزز عہدہ دیا اور ابراہیم و حمدان کی کمک پر لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابو تغلب اپنے ہمراہیوں اور کاتبوں اور دفاتر کے سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عزالدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ نہایت تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ سبکتگین نے بغداد کے باہر ابو تغلب سے لڑائی چھیڑ دی اسی اثناء میں اہل سنت وشیعہ کے مابین فرقہ وار بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابو تغلب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مطیع وزیر السلطنت اور عزالدولہ کے کل ہمراہیوں کو گرفتار کر لینا چاہئے۔ یہی لوگ فساد کے بانی مبانی ہیں اور جب یہ امر وقوع پذیر ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے بغداد رہنا مناسب ہے اور ابو تغلب کو موصل۔

ابو تغلب اور ابن بقیہ کے مابین معاہدہ: سبکتگین نے کیا جانے کیا سوچ سمجھ کر اس رائے پر عمل درآمد نہ کیا۔ اسی اثناء میں وزیر ابن بقیہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابو تغلب کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا۔ بالآخر صلح طے ہو گئی آخرکار ان شرائط سے صلح ہوئی۔ (۱) ابو تغلب جیسا کہ اس سے پیشتر خراج سالانہ ادا کرتا تھا ادا کیا کرے۔ (۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو بااستثناء ماردین کے اور کل املاک و اسباب واپس دے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابو تغلب نے موصل کی جانب مراجعت کی اور عزالدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آیا۔ ہنوز عزالدولہ نے موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابو تغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔ تھوڑے کلام میں ابو تغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ تزویج کا عقد صلح نامہ سے نکال دیا جائے اور مجھے کوئی خطاب مرحمت کیا جائے۔ عزالدولہ نے ابو تغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کیا اور اپنی بیٹی زوجہ ابو تغلب کو رخصت کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عزالدولہ کے کوچ کر جانے سے بے حد خوشی ہوئی اس وجہ سے کہ زمانہ قیام عزالدولہ میں اہل موصل کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر عبارت متروک ہے۔ مترجم۔

ابوتغلب کی سرکشی اور اطاعت ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر پہنچی کہ موصل کے ابوتغلب نے ایک [illegible] ہوا ہے ان لوگوں میں سے جنہوں نے عزالدولہ سے [illegible] حاصل کی تھی گرفتار کرا لیا ہے اور ان کے اہل و عیال کو [illegible] کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو یہ سن کر سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو موصل کی طرف لے چلا گیا۔ جب یہ دونوں آگے تو بقصد موصل روانہ ہوئے اور یہ قصد کر لیا کہ ابوتغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے۔ ابوتغلب نے ان سے صلح جو ترکی کا پیام بھیجا۔ عزالدولہ کی طرف سے شریف ابو احمد موسوی والد شریف رضی [illegible] ابوتغلب کے پاس آیا۔ ابوتغلب نے حلفیہ بیان کیا کہ میرے علم و [illegible] میں وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے [illegible] نہیں ہو گئے۔ شریف ابو احمد نے یہ بیان اچھا باور کر کے صلح کا اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابوتغلب کے پاس بھیج دیا اور بغداد واپس آیا۔

عزالدولہ کا زوال عزالدولہ جب بغداد واپس آیا تو وہاں ترکی [illegible] پر مطالبہ [illegible] سے روپیہ تنخواہ اور وظائف کے [illegible] پر شور و غل برپا تھا۔ اسی وجہ سے عزالدولہ [illegible] ہی اس کی فکر میں مصروف رہتا۔ چنانچہ اس غرض سے موصل گیا۔ جب [illegible] ہوئی تو اہواز کا قصد کیا۔ سبکتگین [illegible] نے عزالدولہ کا ساتھ دیا۔ اہواز پہنچنے پر [illegible] ترکوں اور دیلمیوں کے مابین ان بن ہو گئی [illegible] [illegible]۔ دیلم ترکوں میں باہمی انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور دیلم نے [illegible] [illegible] کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ [illegible] اور ان کو [illegible] کر لیا گیا اور بازار [illegible] ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ [illegible] شہر میں ان لوگوں کی خون ریزی [illegible] کرا دی گئی۔ [illegible] سبکتگین تک پہنچی اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ترکوں کو [illegible] عزالدولہ کے [illegible] کو [illegible] اور [illegible] رہا۔ آگ لگا دی، لوٹ لیا اور ان کے بھائی اور [illegible] کو گرفتار کر کے [illegible] خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کے ساتھ رہنے کا قصد کیا۔ ان لوگوں نے [illegible] خلافت میں [illegible] دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور [illegible] [illegible] سبکتگین کا ساتھ [illegible] تھے کیونکہ دیلم شیعہ تھے۔ بہت جلد [illegible] کو آگ لگا دیا گیا اور [illegible] ہو گیا۔

باب: ۲۷

عبدالکریم بن مطیع الطائع للہ

۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

خلافت سے دستبرداری: خلیفہ مطیع عارضہ فالج میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل و حرکت سے معذور تھا لوگوں پر اس امر کو ظاہر ہونے نہ دیتا تھا اتفاق سے اس واقعہ میں جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا۔ سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس امر پر مجبور کیا کہ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرمائیے چنانچہ اس تحریک کے مطابق ذوالقعدہ ۳۶۳ھ میں جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے انتیس برس گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کی۔ اسے "الطائع للہ" کا لقب دیا گیا۔

بیرونی مہمات: جس زمانہ سے ناصر الدولہ بن حمدان نے صوبہ موصل کو دبا لیا تھا اسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے حلب و حمص پر قبضہ کر لیا تو صوائف کا انتظام و انصرام اسی کی طرف منتقل ہو آیا۔ چنانچہ صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں بلاد اسلامیہ پر خوب خوب حملے کیے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی۔

عزل و نصب عمال کی کیفیت چونکہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اسی زمانہ سے تقرر و تبدیلی کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اور حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی اس لحاظ سے ہم ہر حکومت کے عزل کے حالات وہیں علیحدہ تحریر میں لائیں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرہ کو ہم جداگانہ لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

سبکتگین کی امارت: جس وقت اہواز میں بزمانہ قیام عز الدولہ ترکوں اور دیلمیوں میں شکر رنجی پیدا ہوئی اور فریقین میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور سبکتگین نے بغداد میں عز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تو مجبوراً عز الدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا اور آزاد رویہ کو جو اس سے پہلے والی اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کو

واسط کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد جس جس کو اپنا ہوا خواہ سمجھا اس سے سبکتگین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچا زاد بھائی عضد الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا ابوتغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم تو میری مدد کو آؤ اس کے معاوضہ میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے معاف کر دوں گا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج ہمراہی وزیر اپنے وزیر ابوالفتح بن عمید روانہ کی اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی ابوالفتح کے ہمراہ عز الدولہ کی کمک پر جانے کو لکھ بھیجا مگر اس نے اس امید پر کہ عز الدولہ کسی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤں بہانہ کر دیا۔

عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دیلمیوں سے جنگ و جدال کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس وجہ سے وہ دیلمیوں کے ساتھ ہو کر بہ حالت جنگ میں جانا پسند نہ کرے گا۔ باقی رہا ابوتغلب اس نے اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین کو مع ایک فوج کے تکریت کی جانب روانہ کر دیا۔ چنانچہ جس وقت ترک بغداد سے بقصد جنگ عز الدولہ واسط کی طرف آئے ابوتغلب نے بغداد کا راستہ لیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی۔ عیار و بدمعاش لوٹ مار رہے تھے۔ خلق اللہ بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابوتغلب نے تمام انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور چوروں بدمعاشوں اور غارت گروں کے پنجہ غضب سے اہل شہر کو بچا لیا۔ ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع للہ اور اس کے باپ خلیفہ معزول مطیع کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ راستہ دیر عاقول میں پہنچ کر خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہو گیا ترکوں نے اپنے ان کے بعد الپتکین کو اپنا سردار بنا لیا جو معز الدولہ کا آزاد غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسط پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ پچاس یوم تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا۔ عز الدولہ نہایت استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضد الدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بلا رہا تھا۔

عضد الدولہ اور عز الدولہ کا بغداد کا محاصرہ: عضد الدولہ نے عز الدولہ کے متعدد خطوط طلب امداد آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سامان جنگ درست کر کے باکھار امداد عز الدولہ فارس کی جانب کوچ کیا مقام اہواز میں ابوالفتح بن عمید عضد الدولہ کے باپ کا وزیر لشکر لئے ہوئے آ ملا۔ دونوں واسط کی جانب روانہ ہوئے۔ الپتکین اس سے مطلع ہو کر واسط چھوڑ کر بغداد کو روانہ ہو گیا اور ابوتغلب بغداد سے موصل واپس آ گیا۔ عضد الدولہ نے واسط میں پہنچ کر دم لیا اور پھر سامان و فوج جنگ درست کر کے شرقی بغداد کی طرف کوچ کیا اور عز الدولہ نے غربی بغداد کا راستہ لیا۔ دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کر لیا اور محصوروں کو تنگ و پریشان کرنے کی غرض سے عز الدولہ نے ضبہ بن محمد اسدی کو جو عین التمر کا ایک رئیس تھا بنی شیبان اور ابوتغلب بن حمدان کو رسد وغیرہ کے روکنے کو لکھ بھیجا اور یہ ہدایت بھی کر دی کہ رسد جو اطراف و جوانب بغداد کو آتی ہے وہ روکا کرتے رہو اس سے بغداد میں گرانی ہوئی اور شہر میں غارت گری شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے کو مارنے لگے۔

بغداد میں ترکوں کا قتل عام: عوام الناس نے الپتکین کا مکان لوٹ لیا۔ الپتکین گھبرا گیا محاصرہ توڑنے کی غرض سے لڑنے کو نکلا تو عضد الدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور ان کو شکست دے دی ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا جو زندہ گرفتار

کئے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا باقی ماندہ نے تکریت میں جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ ماہ جمادی الاول ۳۶۴ھ میں عضد الدولہ داخل بغداد ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کے واپس کرنے کے متعلق خط و کتابت کرنے لگا۔ چنانچہ آخر رجب سنہ مذکور کو خلیفہ طائع بہ راہ دریا بغداد واپس آیا عضد الدولہ نے قصر ہائے خلافت میں خلیفہ طائع کو فروکش کیا اور ایک روز کشتی پر سوار ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کو دار الخلافت میں حاضر ہوا۔

عز الدولہ کی گرفتاری: اس کے بعد عضد الدولہ نے ادھر عز الدولہ کے لشکریوں کو اشارہ کر دیا کہ وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور و غل مچانے لگیں۔ ادھر عز الدولہ کو یہ سمجھایا کہ تم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو بے اتفاقی سے ان کی درخواستوں کو رد بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے امارت و حکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عامل ہو گئے تو میں درمیان میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرا دوں گا۔ عز الدولہ نے ایسا ہی کیا دربانوں، حاجبوں اور کل ارکین دولت سے بات تک نہ کی بیٹھک بند کر دی۔ لشکریوں کے شور و غل کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تین روز تک یہی کیفیت رہی ادھر کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے چوتھے روز عضد الدولہ نے عز الدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر دیا لشکریوں پر اس کی چالاکی اور دغا بازی کو نہ ظاہر کر کے انعام و عطیے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہوا۔

عضد الدولہ کے خلاف بغاوتیں: مرزبان بن بختیار والی بصرہ تھا اس نے عضد الدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کو عضد الدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو زیادتیاں اس نے اور ابوالفتح وزیر نے عز الدولہ پر کی تھیں سب کا خاکہ کھینچ کر بھیج دیا۔ رکن الدولہ یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس صدمہ سے ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس سے تاحیات صحت یاب نہ ہوا۔ اس سے قبل محمد بن بقیہ (عز الدولہ کا وزیر) عضد الدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے صوبہ اہواز کی حکومت پر مامور تھا اس واقعہ سے اس نے بھی عضد الدولہ کا جوا اطاعت اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی۔ سہل بن بشیر (وزیر افتگین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات معلوم ہوئے۔ باوجودیکہ عضد الدولہ سے منحرف و برگشتہ ہو گیا۔ غرض عز الدولہ کو گرفتار کرنا عضد الدولہ کے حق میں سم قاتل ہو گیا چاروں طرف بغاوت و مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ عضد الدولہ نے اس جوش کو فرو کرنے کو فوجیں روانہ کیں محمد بن بقیہ نے لڑ کر ان کو پسپا کر دیا اور اس کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور نیز مرزبان والی بصرہ اور ان لوگوں کو جو عز الدولہ کے ہوا خواہ تھے لکھ بھیجا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہوا چاہتا ہوں تم لوگ صبر و استقلال سے دشمن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

عضد الدولہ کی مصالحت کی درخواست: عضد الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ اب فارس سے سلسلہ امداد منقطع ہو گیا ہے اور عز الدولہ کو گرفتار کر لینے سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی تب عضد الدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیام معذرت دے کر روانہ کیا۔ پیام معذرت یہ تھا "عز الدولہ میں سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت و خلافت بنی بویہ کے قبضہ و اقتدار سے نکل جاتی۔ ابھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اور عز الدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا آپ جس صوبہ پر مناسب سمجھئے مقرر رہا فرما دیجئے اور اگر آپ بنفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں تو میں اس امر

پاس رہ کر خوش ہوں۔ اگر آپ عراق تشریف لائیں۔ تو میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنا ہر کام آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ مفید سمجھا جائے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہ فرمائیں گے تو میں بہ خیال [illegible] عزالدولہ اور اس کے بھائیوں اور ہمراہیوں کے قتل سے باز رہوں گا"۔

رکن الدولہ اس پیام کو سن کر شدت غیظ سے کانپ اٹھا۔ ایلچی کی طرف قتل کرنے کی غرض سے لپکا۔ ایلچی بھاگ گیا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد پھر ایلچی کو بلایا اور پیام کا سخت جواب دے کر عضد الدولہ کی طرف واپس کر دیا۔

عزالدولہ کی رہائی: اس کے بعد ابو الفتح پہنچا۔ رکن الدولہ سے ملاقات کی۔ [illegible] تمام [illegible] سمجھایا اور اپنی حشمت و شوکت کی دھمکی بھی دی لیکن ابو الفتح نہایت نرمی سے عرض کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دی۔ ابو الفتح نے حاضر ہو کر عضد الدولہ کی طرف سے عذر و معذرت کی اور اس امر کا وعدہ کیا کہ میں لوٹ کر عضد الدولہ کو فارس واپس کر دوں گا اور عزالدولہ کو [illegible] بحال کرا دوں گا۔ رکن الدولہ کو [illegible] عراق [illegible] سے زیادہ [illegible] ابو الفتح عضد الدولہ کے پاس واپس آیا تو اس کا اثر ہوا۔ عضد الدولہ نے مصلحت کے پیش نظر ابو الفتح کی رائے کے مطابق فارس کی واپسی کا قصد کیا اور عزالدولہ کو قید سے نکال کر پھر سلطنت کی کرسی پر اس شرط سے بٹھا دیا کہ یہ اس کی طرف سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے گا۔ خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے گا اور اس کا بھائی ابو اسحاق امیر الجیوش مقرر کیا جائے گا۔ چنانچہ مال و اسباب عزالدولہ کا جو ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابو الفتح کو یہ حکم دے کر کہ تین یوم کے بعد میرے پاس چلے آنا۔ فارس کو روانہ ہو گیا۔

عزالدولہ اور ابن بقیہ کی شکر رنجی: ابو الفتح عضد الدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ نے ہاتھ پاؤں پھیلائے اور عیش و عشرت کے مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ عضد الدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابو الفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدان وزارت تمہارے سپرد کیا جائے گا اور ابن بقیہ کو معزول کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار مرحمت کیا۔ ابن بقیہ نے مال و زر سے اپنا گھر بھر لیا جب کبھی عزالدولہ اس سے مال و زر کا طالب ہوا تو یہی [illegible] ٹال دیا۔ [illegible] اور وظائف نہ ملنے کا شور و غل پہنچے۔ عزالدولہ پر اس کا قرب [illegible] ناگوار ہو چلا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افتکین کا دمشق پر قبضہ: افتکین میدان میں عضد الدولہ سے شکست کھا کر شام کی جانب بھاگا اور قریب حمص پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ ظالم بن موہوب عقیلی (جو معز الدین اللہ علوی کا نائب سپہ سالار تھا) افتکین کی خبر پا کر گرفتار کرنے کے قصد سے بڑھا لیکن اس کو اس کے مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی۔ واپس آ گیا اور افتکین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں دمشق کا ایک شخص [illegible] ابن [illegible] کا غلام ریان الخادم [illegible] تھا [illegible] عرب [illegible] خصومت [illegible] ان کے ہاتھ میں تھی۔ روسائے شہر افتکین سے ملنے آئے اور درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ ہم [illegible] سے [illegible] تمہارے [illegible] دلائیے اور مغاربہ کے اقتدار سے ہماری گلو خلاصی کرائیے۔ افتکین نے ان لوگوں سے عہد و قرار لے کر ان کے ساتھ دمشق گیا اور ریان کو نکال کر دارالامارت میں قیام کیا اور معز کے بجائے خلیفہ طائع کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر شہر اور شہر کی اصلاح اور انتظام میں مصروف ہوا [illegible] نے

[illegible] ابو الحسن نے [illegible] علی [illegible] ابو الحسن [illegible] عز الدولہ [illegible]

مر گیا اور [illegible] جیسا کہ ہم [illegible] بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدولہ کا انتقال [illegible] عضد الدولہ [illegible] رکن الدولہ [illegible] انتقال ہو گیا [illegible] اپنے بیٹے عضد الدولہ [illegible] جیسا کہ [illegible] بیان کیا [illegible] ہو چکا۔

عز الدولہ اور عضد الدولہ کی جنگیں رکن الدولہ کی وفات کے بعد [illegible] عضد الدولہ [illegible] عز الدولہ [illegible] عضد الدولہ [illegible] عز الدولہ [illegible] عضد الدولہ [illegible] عز الدولہ [illegible] واپس آ گیا۔

عضد الدولہ کا بصرہ پر قبضہ عضد الدولہ [illegible] عضد الدولہ [illegible] بصرہ [illegible] عضد الدولہ [illegible] بصرہ [illegible] کر دی۔

ابوالفتح بن عمید کی گرفتاری: انہیں واقعات پر ۳۶۶ھ تمام ہو کر ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور عضدالدولہ اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو گرفتار کر لیتا ہے اور ناک کٹوا کر آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیتا ہے اس الزام میں کہ اس نے عزالدولہ سے سازش کر لی تھی اور کنارہ فرات پر عزالدولہ کے ساتھ مدتوں قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضدالدولہ سے اس کی خبر کر دی۔ عضدالدولہ نے اپنے بھائی عزالدولہ کو رے میں اس کی گرفتاری کا لکھ بھیجا۔ عزالدولہ نے عضدالدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کو ضبط کر لیا۔ اسی ۳۶۷ھ میں عضدالدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عزالدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ عزالدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔

ابن بقیہ کا انجام: اس کے بعد عضدالدولہ نے ابن بقیہ کو طلب کیا۔ عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر عضدالدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر باد کہہ کر شام کا راستہ لیا۔ عضدالدولہ بغداد میں داخل ہوا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور دروازہ پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک جدید رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے پیشتر کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ اس کو ہاتھی کے آگے مشکیں باندھ کر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ہاتھی نے ذرا سی حرکت کی اور اس کا جسم پاش پاش ہو گیا۔

عزالدولہ کا خاتمہ: عزالدولہ کے ہمراہ بوقت روانگی شام حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان (برادر ابوتغلب بن حمدان اول) بھی تھا عکبرا میں پہنچ کر حمدان نے عزالدولہ کی بہت خاطر داری کی اور سمجھا بجھا کر موصل کی طرف لے چلا حالانکہ عضدالدولہ نے عزالدولہ سے ابوتغلب کے ممالک محروسہ کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی۔ جس وقت تکریت میں وارد ہوا ابوتغلب کا یہ پیام آیا کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو تو میں خود تمہاری مدد کو آؤں گا اور تمہارے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر متمکن کر دوں گا۔ عزالدولہ کو حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی حمدان کو گرفتار کر کے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابوتغلب کے پاس بھیج دیا۔ ابوتغلب نے اس کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابوتغلب نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بہمراہی عزالدولہ بغداد کی جانب کوچ کیا عضدالدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان عضدالدولہ کے ہاتھ رہا ابوتغلب اور عزالدولہ کو شکست ہوئی دوران جنگ میں عزالدولہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ عضدالدولہ نے اس کے اور اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عزالدولہ قتل کیا گیا، دہ برس حکومت کر کے راہی عدم ہوا۔

عضدالدولہ کا موصل پر قبضہ: ابوتغلب کی شکست اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضدالدولہ نے موصل کا قصد کیا اور چودھویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا چونکہ عضدالدولہ رسد و غلہ کا کافی ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا اس لئے اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام پذیر ہو کر ابوتغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کو متعدد فوجیں روانہ کیں ابوتغلب نے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی۔ خراج دینے کا اقرار کیا مگر عضدالدولہ نے کچھ بھی سماعت نہ کی تب ابوتغلب مجبور ہو کر مع مرزبان بن عزالدولہ ابواسحاق و طاہر برادران عزالدولہ اور ان کی ماں کے نصیبین کی جانب روانہ ہوا۔ عضدالدولہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج تو جزیرہ ابن عمر کی جانب طغان سے جنگ کرنے کو روانہ کی اس فوج کا سردار عضدالدولہ کا حاجب ابوحرب تھا۔ دوسری فوج بسرافسری

ابوالوفا طاہر بن محمد ابوتغلب کے تعاقب میں حصن کی طرف گئے۔

ابوتغلب کا فرار: ابوتغلب نے آمد سے [illegible] حصن سے اپنا [illegible] ذخیرہ لے کر میافارقین کا راستہ لیا ابوالوفا نے تعاقب کیا اہل میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے ابوالوفا میافارقین میں داخل نہ ہو سکا ابوتغلب موقع پا کر دوسرے دروازے سے ارزن روم چلا گیا اور وہاں سے حصن [illegible] چلا آیا۔ [illegible] جب [illegible] ایک روز ابوتغلب نے اس پر حملہ کر کے جو کچھ مال و اسباب اس میں موجود تھا سب کو چھین لیا ابوالوفا دوبارہ فوج لے کر [illegible] تعاقب کیا تھا مجبور ابوتغلب نے تعاقب سے دست کش ہو کر میافارقین واپس آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ عضدالدولہ نے یہ خبر پا کر ابوتغلب سے [illegible] میں پناہ لے [illegible] ابوتغلب [illegible] کا [illegible] اہل [illegible] امان کی درخواست کی [illegible] گئے۔ عضدالدولہ پھر موصل واپس آیا اور ابوتغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مامور روانہ کیا۔ ابوتغلب کو اس کی خبر لگ گئی وہ ورد رومی کے پاس روم بھاگ گیا چونکہ ورد رومی خاندان سلطنت روم کا کوئی رکن نہ تھا اس نے بغاوت [illegible] رومی اس وقت رومی اس سے جنگ کر رہے تھے اس نے اپنی بیٹی کا ابوتغلب سے عقد کر دیا تاکہ رومیوں کے مقابلہ میں ابوتغلب اس کی مدد کرے۔ اسی اثناء میں عضدالدولہ کا لشکر پہنچ گیا [illegible] رشتہ داری (بیٹی دامادی) کی وجہ سے ابوتغلب نے جنگ سے [illegible] فائدہ نہ اٹھا سکا شکست کھا کر واپس آیا اس واقعہ کے بعد [illegible] پہنچ کر [illegible] ہو گیا اور [illegible] ابوتغلب [illegible] امداد [illegible] مایوس ہو کر [illegible] کی جانب روانہ ہوا آمد میں پہنچ کر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

عضدالدولہ کی وفات: ۳۷۲ھ تک عضدالدولہ نے اس کے کل مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ان کی حکومت و سلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ عضدالدولہ نے کامیابی کے بعد ابوالوفا کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کی طرف مراجعت کی [illegible] ہمدان کی حکومت [illegible] کے لئے [illegible] ۳۷۲ھ میں عضدالدولہ نے اپنی حکومت کے [illegible] برس بعد وفات پائی۔

صمصام الدولہ کی حکومت کا آغاز: سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت نے مجتمع ہو کر [illegible] کے بیٹے کالیجار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت و ریاست کی [illegible] بیعت کر کے "صمصام الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا خلیفہ طائع نے بھی حکومت و ریاست کا [illegible] اور [illegible] تعزیت [illegible] صمصام الدولہ کے پاس گیا صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے دونوں بھائیوں ابوالحسین احمد اور ابوطاہر فیروز شاہ کو [illegible] حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا۔ شرف الدولہ (انہیں لوگوں کا بھائی تھا) [illegible] کرمان [illegible] سے ابوالحسین اور ابوطاہر [illegible] بغاوت [illegible] پہنچ کر [illegible] قبضہ کر چکے تھے۔

ابوالحسین کا اہواز اور رامہرمز پر قبضہ: [illegible] اپنے بھائی صمصام الدولہ کے [illegible] اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور "تاج الدولہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ اس سے خوف زدہ ہو کر [illegible] ایک لشکر [illegible] تاج الدولہ کی سرکوبی

کو روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ سے سازش کر لی شرف الدولہ نے اس کی کمک پر ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابوالاعز دبیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا دو ربیع الثانی ۳۷۵ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن دقش شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالحسین نے اہواز اور رامہرمز پر قبضہ کر لیا۔ حکومت واسط کی [illegible] امن کی ہوئی۔

صمصام الدولہ کی مخالفت: اس کے بعد اسفار بن کردویہ جو سپہ سالاران دیلم میں سے ایک نامور سردار تھا۔ ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا کثیر حصہ مائل ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر ایسے قائم کی ابونصر [illegible] الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی جانب سے بطور نائب کے امارت کی کرسی پر متمکن کر دیا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ صمصام الدولہ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے امرائے لشکر سے خط و کتابت شروع کی اور ان امراء نے ان لوگوں کو روکا۔ مگر اس کے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی اور بڑھ گئی۔ فولاد بن ماہر ہاذر جو اسفار کے متبعین میں سے تھا لڑائی پر آمادہ ہو گیا۔ مجبوراً صمصام الدولہ نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جنگ کا حکم دیا۔ فریقین میں تھوڑی دیر لڑائی ہوئی۔ میدان صمصام الدولہ کے ہمراہیوں کے ہاتھ رہا۔ ابونصر گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس اثناء میں اس کا [illegible] بھی آ گیا اور اس نے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا، [illegible] گیا۔

شرف الدولہ کا اہواز اور بصرہ پر قبضہ: اسفار نے ابوالحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی دیلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ شرف الدولہ کی قوت دیلمیوں کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ فوراً اہواز کا ارادہ کر دیا اور اس کو اپنے بھائی ابوالحسین کے قبضہ سے نکال لیا بعد ازاں بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابوطاہر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ صمصام الدولہ نے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا۔ بالآخر اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طائع کی جانب سے اس کو خلعت اور القاب بھیجا گیا۔

صمصام الدولہ کا زوال: شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابوطاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رخ کیا اور اس پر بھی بآسانی تمام قابض و متصرف ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے عذر خواہی کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس روانہ کر دیا۔ شرف الدولہ نے کچھ التفات نہ کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب و پریشانی پیدا ہوئی۔ مصاحبین سے اطاعت شرف الدولہ کے بارے میں مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے اس قسم کے امور سے ڈرایا بلکہ بعضوں نے یہ رائے دی کہ آپ عکبرا چلے جائیے اور عکبرا سے موصل اور پھر وہاں سے بلاد جبل میں چلے جائیں۔ تا آنکہ ترکوں اور دیلمیوں میں باہمی فساد سے منجانب اللہ کوئی امر پیدا ہو یا کوئی نیا واقعہ پیش آ جائے جس سے آپ [illegible] بغداد واپس آ جائیں اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کیجئے۔ بلکہ بطرف اصفہان ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور شاید باہم مصالحت ہو جائے گی۔

شرف الدولہ کا بغداد پر قبضہ: صمصام الدولہ نے ان رایوں میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی مگر کچھ عرصہ بعد اس کی امارت کے چھن جانے کے بعد اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد میں داخل ہو گیا۔ اس کے بھائی صمصام الدولہ بھی تھا اس کے

تھا۔ اس وقت بغداد میں ترکوں اور دیلمیوں کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس لیے دیلمیوں نے ترکوں کو دبا لیا تھا۔ جونہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ دیلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ مقرر کرنے کی کوشش کی دونوں فریق مخالف ہو گئے اور دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ ترکوں نے بیشتر مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے جا ملے۔ خلیفہ طائع نے خود آ کر فتح یابی پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین میں مصالحت کرا دی اور قلمدان وزارت ابو منصور بن صالحان کے سپرد ہوا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا فارس پہنچ کر صمصام الدولہ کو نظر بند کر دیا گیا۔

بنی مروان کی حکومت کا آغاز: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ۳۶۷ھ میں عضدالدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو بنو حمدان کا دارالحکومت تھا نکال لیا۔ اس کے بعد ۳۶۸ھ میں میارفارقین آمد دیار بکر اور دیار مضر پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ ابو الوفا کو نائب بنا دیا۔ یہ شخص ان کی طرف سے ان بلاد میں حکومت کرتا تھا۔ اسی زمانہ سے کردوں کا گروہ ان بلاد سے چھایا رہتا۔ دیار بکر کے سرحدی مقامات میں اکراد حمیدیہ کا ایک گروہ رہتا تھا کردوں کا سردار ابو عبد اللہ حسین بن دوستک ملقب بہ باد تھا۔ ابن الاثیر شروع میں کے کثیر الغزوات ہونے کی وجہ سے غیرت مند۔ ثغور پر اس کی حکومت و جبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ بعض مورخوں نے باد کو حمیدیہ کی نسل سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابو شجاع تھی اور حسین اس کا بھائی تھا ابتدا اس نے بلاد ارمینیہ میں اور بعض پر حکمرانی کی۔ رفتہ رفتہ اس کی قوت ترقی کر گئی۔

باد کی فتوحات: جس وقت عضدالدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کیا۔ باد موصل آیا عضدالدولہ نے اس کی گرفتاری کی فوج روانہ کیا اور یہ کسی طرح بھاگ کھڑا ہوا۔ عضدالدولہ نے تلاش کرایا مگر باد ہاتھ نہ آیا تا آنکہ عضدالدولہ نے وفات پائی۔ اس وقت باد نے مستقل طور سے اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اسی دوران میافارقین اور دیار بکر کے اکثر بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا بعد ازاں نصیبین پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ارمینیہ سے دیار بکر آیا تو قابض ہوا تھا بعد ازاں میافارقین لے لیا۔ صمصام الدولہ نے اس کی سرکوبی کو ابو سعید بہرام بن اردشیر ایک فوج دے کر روانہ کیا تو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ پھر دوسری فوج بسرکردگی ابو القاسم سعید بن حاجب مقابلہ پر آئی۔ سرزمین کواشی میں صف آرائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اس فوج کو بھی باد نے شکست فاش دی بہت سے لوگ قتل اور بعض قید کر لئے گئے کچھ عرصہ بعد قیدیوں کو بھی باد نے قتل کر دیا۔

موصل پر قبضہ: سعید پریشان ہو کر موصل کی جانب بھاگا تو باد نے تعاقب کیا اہل موصل نے دیلم کی بد اطواری کی وجہ سے شورش و بغاوت کی۔ باد کو جو ان کے پاس آ پہنچے مجبوراً موقع ملا۔ دیلمی بھاگ کھڑے ہوئے باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بغداد جانا چاہئے اور اس کو بغداد کی حکومت کے پنجہ غصب سے نکال لینا چاہئے چنانچہ اسی آرزو کے تمام کو حاصل کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کیں۔

صمصام کی فوج کشی: باد مصروف ہی تھا کہ ۳۷۳ھ میں دیلمیوں سے مقابلہ ہوا دیلمیوں نے باد کو شکست دے کر موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔

باد موصل کو فتح پا کر دیار بکر چلا آیا اور فراہمی لشکر میں مصروف ہوا اس وقت حلب میں سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکومت کی کرسی پر متمکن تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیام بھیجا کہ اگر تم باد کی خاطر خواہ گوشمالی کر دو تو میں تم کو دیار بکر دے دوں گا۔ سعد الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور ایک فوج تیار و مرتب کر کے بھیج دی لیکن یہ دستہ مقابلہ نہ کر سکا۔ باد کے حوصلے بڑھ گئے حلب پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ آئی شکست کھائی اور حیلہ و مکر کی تلاش ہوئی ایک شخص کو باد کی خواب گاہ میں بھیج دیا۔ اس نے کوئی دوا ایسی کھلا دی جس سے باد علیل ہو گیا اور مرتے مرتے بچا۔ مجبوراً باد نے سعد و زیاد امراء موصل کو مصالحت کا پیام دیا۔ بالآخر ان دونوں نے مصلحت کے پیش نظر اس امر پر مصالحت کر لی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دے دیا جائے۔ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد میں دیلمی فوجیں لے کر باد کے مقابلہ پر آیا اور اس کو شکست دی۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۷ھ میں سعد حاجب کا موصل میں انتقال ہو گیا اور باد کو اس پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی۔

ابو نصر کا موصل کی امارت پر تقرر: اس اثناء میں شرف الدولہ نے حکومت موصل پر ابو نصر خواشاذہ کو متعین کیا۔ ابو نصر نے موصل پہنچ کر فراہمی لشکر اور خزانہ کو معمور کرنے کی کوشش کی۔ تو وہ [illegible] تھا [illegible] ہوئی تب اس نے والیان عرب کو بنی عقیل اور بنی نمیر سے طلب کر کے ان کو جاگیریں دیں اور باد کی مدافعت پر ان کو مامور کیا۔ باد نے بقیہ حصہ طور عبدین پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو بھیجا مگر یہ شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا۔ ابو نصر اور فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت کی خبر آ گئی۔ اس کے بعد ابو ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل ہو کر آئے ۳۷۹ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی ایک فوج بسرافسری ابو جعفر حجاج بن ہرمز موصل پر بھیج دی ابو الزواد محمد بن مسیب (بنی عقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی فریقین کی توڑ کرتے رہے۔ ابو جعفر نے اس کے سر کرنے کو بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابو القاسم علی بن احمد کو ۳۸۲ھ میں ابو جعفر کی کمک کو روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے کان بھرنے سے ابو جعفر کو وزیر کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا۔ کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا۔ جھٹ ابو الزواد سے مصالحت کر لی اور واپس لوٹ پڑا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے بحکم چاہ کندہ را چاہ در پیش یعنی ابن معلم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کروا ڈالا تھا۔

بہاء الدولہ کا زمانہ حکومت: ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابو الفوارس شیر زیک بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دو برس آٹھ مہینے بعد مدت دراز کی علالت اٹھا کر بعارضہ استسقاء مر گیا۔ دوران علالت میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دینے کو محمد فراش روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابو علی کو فارس کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ خزانے فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر تھا۔ زمانہ بیماری میں اس سے اراکین دولت نے دریافت کیا "آپ کے بعد ریاست و امارت کا کون مالک ہو گا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا؟" جواب دیا "جو لائق ہو گا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک ہو جائے گا میں کسی کو اپنا ولی عہد نہ بناؤں گا"۔ مگر حالت حیات ہی میں امور سیاست و امارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ جب شرف الدولہ مر گیا تو بہاء الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں

کی۔ خلیفہ طائع نے عزیمت کو آبا کر کی امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

بنی حمدان کا موصل پر قبضہ: بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو بدستور وزارت پر بحال و قائم رکھا۔ ابو طاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت موصل پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے شرف الدولہ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے امارت موصل کی درخواست کی۔ بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت مرحمت کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی۔ مگر بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا۔ ابو نصر کو ان دونوں کی مدافعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ ابو طاہر اور ابو عبداللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر لگ گئی دیلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے لڑتے بھڑتے ابو طاہر اور ابو عبداللہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہو کر پھر دیلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل کیا۔ باقی ماندگان نے دار الامارت میں جا کر پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کو دار الامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا۔ [illegible] ابو طاہر و ابو عبداللہ (بنی حمدان) نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں اور دیلمیوں میں جھڑپیں: ابو علی بن شرف الدولہ کو بوقت مراجعت فارس مقام بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی مال و اسباب اور اہل و عیال کو بطریق دریا براہ جانب روانہ کر دیا اور خود فارس گیا۔ فارس سے شیراز آیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اس کے بھائی ابو طاہر سے مڈبھیڑ ہوئی جس کو فطین جبل نے بار کر دیا۔ ان دونوں کے ہمراہ دیلمی تھے تھوڑے دنوں میں ان کے پاس دیلمیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ ابو علی یہ خبر پا کر ترکوں کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں کا بھی ایک گروہ اکٹھا ہو گیا جو صمصام الدولہ اور دیلم سے مقابل معرکہ آرا رہا بعد ازاں فسا چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دیلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فسا سے ارجان چلا آیا اور ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔

اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلا بھیجا۔ درپردہ ترکوں کی فوج اس کی جانب مائل ہو گئی اور ابو علی کو کہہ سن کر بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی [illegible] میں ابو علی نے سامان سفر درست کر کے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا لیکن کچھ عرصہ بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ترکوں اور دیلم میں لڑائی ہو گئی پانچ روز تک خون ریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے باہم مصالحت کر لینے کا پیام بھیجا فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے ایلچی کو قتل کر ڈالا۔ انجام کار ترکوں کو دیلم پر فتح یابی ہوئی اس فتح یابی سے ترکوں کی شان و شوکت اور رعب و داب بڑھ گیا اور دیلم میں ضعف کے آثار پیدا ہو گئے بعض سرداران دیلم گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ گئے۔

قادر کا بغداد سے فرار: اسحاق بن مقتدر بوقت وفات ایک بیٹا ابو العباس احمد نامی جو ''القادر باللہ'' کے لقب سے یاد کیا جائے گا چھوڑ گیا تھا اس کے اور اس کی بہن کی ایک مالی معاملہ میں ان بن ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں خلیفہ طائع سخت خطرناک علالت میں مبتلا ہو گیا تھا شفا پانے کے بعد قادر کی بہن نے خلافت مآب سے اپنے بھائی کی شکایت کر دی کہ آپ کے زمانہ علالت میں یہ طالب خلافت تھا۔ خلیفہ طائع نے ابو الحسین بن حاجب کو معہ چند سپاہیوں کے قادر کے گرفتار کرنے کو بھیجا قادر اس وقت حریم طاہری میں تھا۔ ابو الحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور و غل مچانا شروع کیا۔ قادر کو موقع مل گیا۔ ایک کھڑکی سے نکل کر بطیحہ کا راستہ لیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا۔ مہذب الدولہ نے عزت و اکرام سے ٹھہرایا اور نیز زمانہ قیام خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

بلاد فارس پر صمصام الدولہ کا قبضہ: جس وقت صمصام الدولہ نے بلاد فارس پر قبضہ حاصل کر لیا اور ابو علی بن شرف الدولہ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا اور بہاء الدولہ نے بھی اس کو قتل کر دیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۳ھ میں بقصد بلاد فارس ابو نصر کو اپنا نائب مقرر کر کے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا خوزستان پہنچ کر اسے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر پہنچی۔ عزاداری کر بیٹھا۔ اس کے بعد ارجان کی طرف بڑھا۔ ارجان پر قبضہ حاصل کر کے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ضبط کر لیا علاوہ بریں دس لاکھ آٹھ ہزار درہم نقد ہاتھ آئے۔ بہاء الدولہ کے اس فعل سے لشکریوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے مجبوراً بہاء الدولہ نے کل نقد و جنس ان لوگوں کے حوالے کر دیا اور وہ ایک روز آرام کر کے اپنے مقدمۃ الجیش کو نوبندجان کی طرف بڑھایا اور ابو العلاء بن الفضل اس مقدمۃ الجیش کا سردار تھا اور نوبندجان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ ابو العلاء اطراف فارس میں استقلال کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے مابین مصالحت: صمصام الدولہ نے ایک دوسرا لشکر ابو العلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا سالار فولاد بن ماندان تھا۔ اس نے ابو العلاء کو شکست فاش دی۔ ابو العلاء ارجان بھاگ آیا۔ صمصام الدولہ نے [illegible] فولاد کے پاس آیا۔ فریقین میں مصالحت کا دو پیام ہونے لگا آخر یہ طے پایا کہ (۱) بلاد فارس اور ارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہیں (۲) خوزستان اور عراق اور ان کے متعلقات پر بہاء الدولہ کا تصرف و قبضہ ہو اور ہر ایک کا جو [illegible] دوسرے کے مقبوضہ ممالک میں رہیں۔ صلح نامہ لکھا گیا اور فریقین نے صلح نامہ مرتب کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ و صمصام الدولہ نے لے لی۔

بغداد میں بدامنی کا دور دورہ: مصالحت ہونے پر بہاء الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اس وقت بغداد میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا [illegible] قتل و غارت کی گرم بازاری تھی۔ بہاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ قتل و غارتگری [illegible] تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابو نصر سابور بن اردشیر کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا تو حقیقی زمام حکومت و انتظام ابو الحسین ابن معلم کے ہاتھ میں تھی۔

خلیفہ طائع کی اہانت اور معزولی: ۳۸۱ھ میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور و غل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا تو اپنے وزیر ابو نصر کو گرفتار کر لیا اس پر بھی لشکریوں کی شورش کم نہ ہوئی تب خلیفہ طائع کے مال و زر پر دانت لگا کر گرفتار و معزول کرنے کی فکر کرنے لگے۔ ابو الحسین بن معلم جو اس کی خواہش تھی [illegible] جذبات نفسانی پر معزولی کر دینا [illegible] رائے کی تائید کی۔ بہاء الدولہ فوراً آراستہ ہو کر قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دربار منعقد کیا۔ بہاء الدولہ حسب ضابطہ تخت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر سالاران لشکر اور امراء دولت یکے بعد دیگرے آ رہے تھے اور خلافت مآب کی دست بوسی کرنے جاتے تھے اسی اثناء میں ایک دیلمی سردار حاضر ہوا دست بوسی کو بڑھا جوں ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا پھر کیا تھا قصر خلافت لٹنے لگا۔ عوام الناس نے بھی ہجوم کر کے لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ طائع کشاں کشاں بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچایا گیا اور مجبوراً ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جب کہ اس کی خلافت و امارت پر [illegible] آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کیا۔

باب: ۲۸

احمد بن اسحاق قادر باللہ

۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر کی بغداد میں آمد اور بیعت: بہاء الدولہ نے ایک صاحب خاص کے ذریعے قادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بطیحہ سے بلا بھیجا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ نے سفر کیا۔ بطیحہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو بہاء الدولہ معہ ارکان دولت اور روسائے دولت اور روساء شہر کے استقبال کو گیا ایک منزل کے فاصلہ پر ملاقات کی۔ عزت و احترام سے بارھویں تاریخ ماہ رمضان ۳۸۱ھ کو لے کر آئے خلافت میں لا کر ٹھہرایا۔ اگلی صبح کو جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا لیکن خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اور معزول خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے۔ چند ماہ کم تین برس خطبہ میں اس کا نام رہا۔

طائع کی وفات: خلیفہ طائع للہ معزولی کے بعد قصر خلافت کے ایک کمرہ میں نظر بند کیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور ہوئے اور جس طرح یہ زمانہ خلافت میں رہتا تھا اسی صورت سے اس کے کل کاروبار کو جاری رکھا تا آنکہ ۳۹۳ھ میں وہ انتقال کر گیا نماز جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا گیا۔

ابو العلاء کی شکست: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ باہم صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے اس امر پر مصالحت ہوئی تھی کہ فارس پر صمصام الدولہ قابض رہے اور خوزستان اور اس کے علاوہ دیگر ممالک عراق بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کیا جائے یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ نے بہانہ کر کے ابو العلاء عبید اللہ بن الفضل کو اہواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں بتدریج فوج و بدرقات تمہارے پاس بھیجتا جاؤں گا جب تمام فوج جمع ہو جائے تو بحالت غفلت دفعۃً فارس پر حملہ کر دینا اتفاق یہ کہ بہاء الدولہ کی فوجوں کے جمع ہونے سے پیشتر کسی ذریعے سے صمصام الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے ایک لشکر مرتب کر کے خوزستان کی جانب روانہ کر دیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آئی گھمسان کی جنگ کے بعد ابو العلاء کو شکست ہوئی گرفتار کر کے صمصام الدولہ کے پاس بھیجا گیا صمصام الدولہ نے بے نظیر فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رہا کر دی۔ بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اپنے وزیر ابو نصر بن سابور کو فراہمی مال کی غرض سے واسط روانہ کیا ابو نصر کو موقع مل گیا

مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس بھاگ گیا۔ دیلم نے شور و غل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دار الوزارت کو لوٹ لیا۔ بہاء الدولہ نے مجبوراً قلمدان وزارت ابو القاسم علی بن احمد کے سپرد کیا۔

بہاء الدولہ کا سوس پر قبضہ: ابو القاسم عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کا متحمل نہ ہوا کام چھوڑ کر بھاگ گیا تب بہاء الدولہ نے ابو نصر کو بلا کر دوبارہ عہدۂ وزارت پر مامور کیا اس نے اپنی محنت کی اور حسن تدبیر سے دیلم کے جوش کو فرو کر دیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ۳۸۶ھ میں بہاء الدولہ نے ایک لشکر عظیم بسر کردگی طغان ترکی ۷۰۰ ترکوں کی جمعیت سے روانہ کئے جو بڑھتے ہوئے سوس پہنچے۔ صمصام الدولہ کے لشکری یہ خبر پا کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا ان کے ہمراہی اکثر ترک تھے اور صمصام الدولہ کے ہمراہی زیادہ تر دیلم اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلے کے عرب تھے صمصام الدولہ کو اس کی شکست سے سخت ندامت ہوئی اس نے لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم بڑھایا اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے شب خون مارنے رات کی شب تاری سے کوچ کر دیا۔ اثنائے راہ میں مڈبھیڑ ہو گئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ تمام رات معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ دیلم کی فوج کو شکست ہو گئی۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی۔ بلا توقف اہواز آیا۔ طغان کی ان خدمات کی بدولت بڑی عزت کی اور صمصام الدولہ بلا دارس بھاگ گیا۔ جس قدر دیلم تھے سب کرمان کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تعاقب سے بچ کر کرمان پہنچے اور بادشاہ سلطان کی خدمت میں پہنچ کر اس کے ملک میں آباد ہونے کی اجازت کی درخواست کی۔ بادشاہ سلطان نے پہلے تو اجازت دے دی لیکن بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے ملنے گیا اور جس قدر تھے سب کو مار ڈالا۔

بہاء الدولہ کا اہواز پر قبضہ: ان واقعات کے بعد صمصام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے بسر کردگی علاء بن حسن اہواز پر یلغار کر دی۔ لشکرستان ان دنوں ملک کا انتظام بجائے حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ یہ خبر پا کر صمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے اس کی روک تھام کو خوزستان کی جانب جا نکلا۔ ادھر علاء ابن مکرم کو صمصام کی فوجوں کے اپنے ملک پر بھیجا جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے ملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو صمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جس قدر اس کے ہمراہی ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بہاء الدولہ نے بصرہ کو فتح کیا اور ابن مکرم عسکر کی جانب لوٹا۔ علاء اور دیلم اس کے تعاقب میں تھے۔ ابن مکرم عسکر سے آگے نکل گیا اور دیلم نے قریب پہنچ کر راستے مسافت طے کر کے ابن مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی آخر بہاء الدولہ کا لشکر عسکر سے رامہرمز چلا آیا اور صمصام الدولہ کی فوج عسکر سے رامہرمز چلی آئی۔ چھ مہینے تک فریقین لڑتے رہے آخر کار جنگ کا خاتمہ ہوا۔ آخر کار دیلم نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور ترکوں نے واسط کی طرف۔ تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے مراجعت کی اور ابن مکرم نے عسکر مکرم میں جا کر قیام کیا۔

صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر دیلم جو اس کے ہمراہ تھے اذن حاصل کر کے علاء کے پاس چلے آئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار لشکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ بہاء الدولہ کی فوج مقیم بصرہ نے مقابلہ کیا۔ اہل شہر نے لشکرستان سے سازش کر لی ان لوگوں کا رئیس ابو الحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس سے لشکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہوئی۔ اہل شہر کشتیوں پر سوار ہو کر آئے۔ اس کو کشتی پر سوار کر کے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے۔ بہاء الدولہ کے سپاہی و رکاب کی فوج نے بصرہ کو خیر باد کہہ کر نکل

آیا مہذب الدولہ والی بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔ چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر بہمراہی اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ شکرستان کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور مہذب الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد شکرستان نے لشکر مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور یہ قرار پایا کہ شکرستان بحیثیت مہذب الدولہ کا مطیع رہے اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور مزید اطمینان کے لئے اپنے لڑکے کو بطور ضمانت کے مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے۔ فریقین نے بموجب شرائط مذکورہ مصالحت کر لی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہو کر صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

ابو علی کی بغاوت: ان واقعات کے بعد علاء بن حسن (صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام عسکر مکرم میں مر گیا تو بجائے اس کے ابو علی اسماعیل بن استاذ ہرمز مامور کیا گیا۔ رخصت ہو کر جندیسابور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے ابو علی کو جندیسابور میں داخل نہ ہونے دیا اور ادھر ترکوں نے حدود خراسان میں بغاوت کر دی مجبوراً ابو علی واسط واپس آیا بعد ازاں ابو جعفر حجاج اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی اثناء میں ابو علی نے صمصام الدولہ سے منحرف ہو کر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی یہ واقعہ ۳۸۶ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابو علی کی بہت عزت افزائی کی اور عہدہ وزارت سپرد کر دیا۔ ابو علی کی جانب دولت حسب ایماء مملکت اور نظم و نسق میں مصروف ہوا کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ نے ابو علی کو ابن مکرم کے زیر کرنے کو عسکر مکرم پر روانہ کیا مگر ابو علی نے عسکر مکرم پہنچ کر بہاء الدولہ سے سرتابی کی اور ایک جماعت کر کے باغی ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ وہ ترکوں دیلمیوں کے صدمات سے اس کی روح تحلیل ہو جاتی کہ اس اثناء میں صمصام الدولہ کی وفات کی خبر آئی گویا بہاء الدولہ کے تن مردہ میں جان پڑ گئی۔

صمصام الدولہ کا قتل: صمصام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ فارس پر متولی تھا اور ابوالقاسم و ابونصر پسران عضد الدولہ فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو نگہبان جیل نے رہا کر دیا۔ رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی دوسرے دیلم کا ایک گروہ صمصام الدولہ سے اس امر پر کہ اس نے ان کا نام دیوان سے خارج کر دیا۔ ناراض ہو کر ان لوگوں سے آ ملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے کل ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے ارجان کا رخ کیا صمصام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کو فوج کر دی۔ اس وقت ابو علی نسوی میں متعینہ لشکریوں نے اس سے مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر کو موقع مل گیا۔ انہوں نے ابو علی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد رہائی مل گئی صمصام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں بانتظار امداد پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ ابوالقاسم و ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ بعض مصاحبین نے ابو علی یا کردوں کے پاس چلے جانے کی رائے دی اس عرصہ میں کردوں کا ایک گروہ آ گیا صمصام اپنے مال و اسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک منزل میدان میں پہنچ کر کردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بے چارہ صمصام الدولہ بحال پریشان دودمان کی طرف روانہ ہوا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا۔ ابونصر یہ خبر پا کر شیراز کی جانب آیا اہل دودمان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابونصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جب کہ فارس میں اس کی حکومت کو نو برس گزر چکے

قبضہ کر لیا۔

بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ: صمصام الدولہ کے قتل ہونے پر ابوالقاسم و ابونصر پسران عز الدولہ نے بلاد فارس پر بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ ابوعلی کو اہواز میں دیلم سے بیعت خلافت لینے اور بہاء الدولہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا۔ چونکہ اس سے پیشتر ترکوں نے ابوالقاسم و ابونصر پسران عز الدولہ کے دو بھائیوں کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ابوعلی کو ابوالقاسم و ابونصر سے خوف پیدا ہوا۔ بجائے اس کے کہ دیلم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دیتا بہاء الدولہ کی طرف مائل ہو گیا اور بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے قرارنامہ و حلف نامہ لکھے جانے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے جو اس کے ہمراہ تھے آئندہ فسادات سے بچنے کی ضمانت چاہی اور نیز بہاء الدولہ کو پسران عز الدولہ سے صمصام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا۔ دیلم نے بہاء الدولہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ایک گروہ ان کے سرداروں کا خوزستان سے بہاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قریب تھا کہ دوسرے گروہ بھی ان خیالات و ارادے پر عمل کرنے کا موقع پاتے۔ دیلم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے ان پر تعدی سے انتقام لیا۔ ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔

چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کیا پہنچتے ہی اہل سوس مقابلہ پر آئے۔ لڑے لیکن دیلم نے شکست کھائی جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے امان حاصل کی۔ بعد ازاں اس کے ہمراہ ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے رامہرمز و ارجان کی جانب بڑھے خوزستان، رامہرمز اور ارجان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے اثناء میں ابوعلی شیراز گیا ہوا تھا اور اہل شیراز کے ساتھ جدال و قتال میں مصروف تھا تا آنکہ ابوالقاسم و ابونصر پسران عز الدولہ کے ہمراہیوں نے اس سے سازش کر لی۔ وہ خفاظت کی حالت میں دارالحکومت شیراز میں داخل ہو گیا تھا۔ ابوالقاسم و ابونصر کا لشکر منتشر ہو کر مرتب ہوا۔ ابوعلی نے دیلم کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا جو واقعہ ۳۸۹ھ میں ہوا۔ ابونصر بلاد دیلم بھاگ گیا اور ابوالقاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ پھر بعد بطیحہ چلا گیا۔ بہاء الدولہ نے فتح کا نقارہ بجاتے ہوئے الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بہاء الدولہ اس فتح کی خوشی میں اس وقت روانہ ہو کر ابوعلی کے پاس آیا۔ شیراز سے کچھ مسافت طے کر کے قریب رو بان کر جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جا کر تعزیت کی اور دیلم رو بان کو اس طرح قتل کیا کہ ان کو نشان تک نہ رہا۔ بعد ازاں ایک لشکر بہ افسری ابو الفتح جعفر بن استاد ہرمز کرمان کی طرف روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔

ابونصر کا تعاقب: ابونصر نے بلاد دیلم میں پہنچ کر ان دیلمیوں سے فارس جانے کا قصد کیا۔ جن کا تعلق تعداد کی کثرت سے تھا کہ فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب ابونصر ان پر راضی ہو گئے کہ ابونصر نے بلاد فارس کی جانب کوچ کیا اور دیلم اور ترکوں کا ایک گروہ ابونصر کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ اب اس نے کرمان کا قصد کیا۔ اس وقت کرمان میں ابو الفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ ابونصر سے شکست کھا کر کرمان بھاگ آیا۔ ابونصر نے جیرفت کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مقامات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسماعیل کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ جیرفت روانہ کیا۔ موفق نے پہنچتے ہی ابونصر کے کل ہمراہیوں نے امان کی درخواست کر کے بلا جدال و قتال جیرفت موفق کے حوالے کر دیا۔

موفق کا...: موفق نے جیرفت پر قبضہ کرنے کے بعد چند ذی شان سرداروں کو لے کر ابونصر کے تعاقب میں ... کے مقام

الدین میں شیرزیل بن ابو الفرج سے مقابلہ کیا تھا جنگ میں ابن مکی عراقی نے موقع پا کر اس کو قتل کر ڈالا اور سر اتار کر موفق کے پاس لے گیا موفق نے ابوالفرج کے قتل کے بعد کل بلاد [illegible] پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کی جانب مراجعت کی۔ بہاء الدولہ نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمت کی بجا آوری سے استعفاء داخل کیا۔ بہاء الدولہ نے منظور نہ کیا۔ موفق اس پر مصر ہوا بہاء الدولہ نے مجبوراً اس کو گرفتار کر لیا اور موفق کے مال و اسباب کی قرقی کا فرمان اپنے وزیر سابور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابو محمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

وزارت میں تبدیلیاں: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بہاء الدولہ نے قبل روانگی خوزستان اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابو نصر بن سابور بن اردشیر کے حوالہ کیا تھا اور ۳۸۶ھ میں ابو الحسن بن معلم اس کی حکومت و وزارت کا انتظام کرتا تھا رفتہ رفتہ ابو الحسن کل امور ریاست پر متصرف و مستولی ہو گیا [illegible] امراء ملازمین کی جانب مائل ہو گئے جبر کیا تھا [illegible] ابو نصر خواشادہ اور ابو عبداللہ بن طاہر کی شکایت کی چنانچہ بہاء الدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا اس پر فوج نے بغاوت کر دی اور ابوالحسن کو طلب کیا بہاء الدولہ نے سمجھایا بجھایا لیکن وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئے۔ تب بہاء الدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالہ کر دیا فوج نے اس کو مار ڈالا یہ واقعہ ۳۹۴ھ کا ہے اس سے قبل بہاء الدولہ نے ۳۸۹ھ میں اپنے وزیر ابو نصر کو بمقام واسط میں گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابو القاسم عبد العزیز بن یوسف کے سپرد کیا۔

۳۹۰ھ میں اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے سازش کر لی تھی گرفتار کر لیا اور ابو القاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت مرحمت کیا تھوڑے عرصہ بعد یہ بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابو نصر بن سابور و ابو منصور بن صالحان دونوں [illegible] قلمدان وزارت کے مالک ہوئے ۳۹۲ھ میں فوج نے ابو نصر کی مخالفت کی اور اس کا گھر لوٹ لیا۔ اس کے ساتھی ابو منصور نے گھبرا کر استعفاء داخل کر دیا تب دوبارہ ابو القاسم علی بن احمد عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا مگر وہ عہدۂ وزارت کے حقوق انجام نہ دے سکا اور کاروبار چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بجائے اس کے ابو نصر دوبارہ قلمدان وزارت کا [illegible] تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اسے گرفتار کر لیا گیا اور بجائے اس کے فاضل عہدۂ وزارت پر مامور ہوا ۴۰۱ھ میں اس کو بھی جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ ابو نصر بن سابور بن اردشیر [illegible] عہدۂ وزارت پر [illegible] اس عہدہ پر رہا بہاء الدولہ کے مال و خزانہ کو بے جا امور میں تقسیم کر دیا۔ اسی بنا پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے [illegible] کو متعین کیا۔

ابو علی حسن کا عراق کی گورنری پر تقرر: جس زمانہ سے بہاء الدولہ نے فارس پر استیلاء حاصل کیا تھا [illegible] خوزستان اور عراق پر ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو مامور کیا۔ یہ جعفر بغداد میں [illegible] خلافت مآب نے "عمید الدولہ" کا لقب دیا اس نے بڑی بد اخلاقی کی اور ہر کسی سے جبر و ستم سے پیش آتے تھے۔ کا اہل کرخ و اہل سنت و جماعت کے مابین جھگڑا ہوا [illegible] گرم بازاری ہو گئی تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۲ھ میں معزول کر دیا اور بجائے اس کے ابو علی حسن بن استاذ ہرمز کو مامور کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا [illegible]

اتفاق پیش آنے لگا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بہت سا مال و اسباب فراہم کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس کے بعد جب ۳۹۲ھ میں ابونصر بن سابور ماسور ہوا تو ترکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابونصر بھاگ گیا۔ اہل سنت و جماعت اور اہل کرخ و ترکوں کے مابین پھر کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اہل سنت و جماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ کشیدگی ایک حد تک پہنچ کر رک گئی اور مصالحت کے نامہ و پیام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

بنی مسیب کی حکومت کا آغاز: ۳۸۰ھ میں دولت بنی مروان کے قتل کے بعد ان کے ماموں باد کی دیار بکر میں بنا پڑی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ۳۸۰ھ میں دولت بنی حمدان کا موصل میں خاتمہ ہوا اور اس کے بعد ہی دولت بنی مسیب کی ابتداء ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ ۳۸۹ھ میں دولت بنی سامان کا خراسان سے نام و نشان جاتا رہا اور دولت بنی سبکتگین کا وہیں سے آغاز ہوا۔ ۳۸۴ھ میں دولت بنی حسنویہ کرد کی خراسان میں بنا پڑی۔ ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر سے بنی سامان کی حکومت جاتی رہی۔ اور ابن سبکتگین اور بادشاہ ترکان نے ممالک ترک کو باہم تقسیم کر لیا۔ ۳۹۰ھ میں بنی کلاب سے بنی صالح بن مرداس کی حلب میں حکومت کا سکہ چلا جیسا کہ ہم ان دولتوں اور حکومتوں کے حالات کو جداگانہ بیان کریں گے۔

بنی مزید کا ظہور: ۳۹۷ھ میں ابوالحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنو اسد کو مرتب کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، ابوالحسن شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اور اس قدر دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں تعاقب نہ کر سکیں۔ کچھ عرصہ بعد مصالحت کا پیام بھیجا اور گردن اطاعت میں جھکا دی۔ مگر ۳۹۳ھ میں پھر باغی ہو گیا اور قرواش بن مقلد والی موصل اور اس کی قوم بنی عقیل کے ساتھ ہو کر مدائن پر حملہ کر دیا۔ ابو جعفر حجاج سپہ سالار افواج بغداد نے ان کی مدافعت پر فوجیں مامور کیں چنانچہ قرواش مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ گیا ابو جعفر نے بنی خفاجہ کو اپنی کمک پر شام سے بلا بھیجا اور جب یہ آ گئے تو بنی عقیل اور بنی اسد سے جنگ کرنے کو نکلا اور ان کو مار بھگایا۔ پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان پر چڑھائی کی اور ایک سخت خونریزی کے بعد انہیں شکست دے دی اور ان کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔

ابو علی کی بغداد کو روانگی: ابو جعفر کی عدم موجودگی کے زمانہ میں بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی قتل و غارت کی اس قدر گرم بازاری شروع ہوئی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابو علی بن جعفر استاد ہرمز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور ''عمید الجیوش'' کا لقب دیا اس سے فساد فرو ہو گیا اور امن و امان کا پھر دور آیا اور جب ابو جعفر معزول ہو کر اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا۔ ابو علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ دیلم و ترک اور خفاجہ کو جمع کر کے ابو جعفر پر حملہ کر دیا یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ اس معرکہ میں ابو جعفر کو شکست ہوئی۔ ابو علی مظفر و منصور خوزستان کی طرف بڑھا اور خوزستان سے سوس آیا۔ ابو جعفر نے میدان خالی دیکھ کر کوفہ کی جانب مراجعت کی ابو علی یہ خبر پا کر بغرض تعاقب پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ و فساد کی بنا پڑی ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک فریق بنی عقیل، بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کا خواہاں و طالب ہوتا تھا تا آنکہ بہاء الدولہ نے ابو علی کو طلب کر کے بنی واصل کے فتنہ و فساد فرو کرنے کو بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی دولت و حکومت کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بغداد کا محاصرہ: ۳۹۷ھ میں ابو جعفر ایک عظیم لشکر جمع و مرتب کر کے بغداد کے محاصرہ کے لئے بڑھا۔ بدر بن حسنویہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی۔ سبب یہ تھا کہ عمید الجیوش نے طریق خراسان پر ابوالفضل بن عنان کو مامور

کیا تھا اور یہ بدر بن حسنویہ کا جانی دشمن تھا اس کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوالفضل کوئی فساد نہ اٹھائے اس خیال کا گزر رہا تھا کہ ابوجعفر کو بغداد کے محاصرہ پر ابھارا اور امراء اکراد کے ایک جم غفیر کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ ان میں ہندی بن سعدی ابوالہیجاء شاذی بن محمد اور ورام بن سعد تھا۔ ابوالحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاءالدولہ سے ناراض ہو کر انہیں لوگوں میں آ ملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی انہوں نے پہنچتے ہی بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابوالفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ جاری رہا۔ زمانہ حصار میں عمید الجیوش سے ابن واصل کی بطیحہ میں شکست کھا جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ محاصرین کا گروہ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید نے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ابوجعفر نے حلوان کی جانب گیا۔ کچھ عرصہ بعد بہاءالدولہ کی تحریک و تحریر کے مطابق ابوجعفر نے تستر میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ بہاءالدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ تعرض نہ کیا۔

بنی مزید اور بنی دبیس کی جنگ: ابوالغنائم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابوالغنائم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ اس پر بنی دبیس بگڑ گئے ابوالغنائم اپنے بھائی ابوالحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ آیا۔ ابوالحسن نے دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر دیلمی فوج بھیج دی۔ بنی دبیس بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ پر آ گئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالحسن کو شکست ہوئی اور ابوالغنائم مارا گیا۔

کوفہ و موصل میں علوی حکومت: اوائل پانچویں صدی میں قرواش بن مقلد سردار بنی عقیل نے اپنے کل صوبجات موصل، انبار، مدائن اور کوفہ میں "حاکم بامر اللہ" علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاءالدولہ کے پاس قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی پیام کہلا بھیجا۔ بہاءالدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں صرف کرنے کو دس ہزار دینار بھیج دیئے۔ عمید الجیوش نے لشکر آراستہ کر کے موصل کا قصد کیا۔ قرواش نے یہ خبر پا کر سر اطاعت خم کیا۔ معافی چاہی اور علویوں کا خطبہ موقوف کر دیا۔ یہی امر علویہ مصر کی نسبت سے محضر لکھے جانے اور اس پر طعن کرنے کا داعی ہوا۔ جس میں امراء و دولت میں سے رضی، مرتضیٰ، ابن بطحاوی، ابن ازرق، زکی ابو یعلی عمر بن محمد اور علماء فقہاء میں سے ابن اکفانی، ابن جزری، ابو العباس ابن ابی واؤد، ابو حامد اسفرائنی، کشفلی، قدوری، ضمیری، ابو عبداللہ بیضاوی، ابو الفضل نسوی اور ابو عبداللہ نعمان فقیہ شیعہ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ بعد ازاں دوسرا محضر ۴۴۴ھ بمقام بغداد میں تحریر کیا گیا اس میں اس قدر اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً مجوسیوں میں دیصانیہ سے اور یہود میں بنی قداح سے منسوب کر دیئے گئے۔ علویہ عباسیہ فقہاء اور قضاۃ نے اپنی اپنی شہادتیں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام بلاد و امصار اسلامیہ میں بھیج دی گئی۔

فخر الملک کی وزارت: عمید الجیوش ابوعلی ابوجعفر استاد ہرمز کا بیٹا تھا اور ابوجعفر عضد الدولہ کے حاجبوں میں تھا اس نے اپنے بیٹے ابوعلی کو صمصام الدولہ کی خدمت میں سپرد کر دیا تھا صمصام الدولہ کے قتل کے بعد بہاءالدولہ کے پاس چلا آیا جس وقت بغداد میں اوباشوں، جرائم پیشہ اور بدمعاشوں کی گرم بازاری ہوئی اس وقت بہاءالدولہ نے ابوعلی کو ان کے فتنہ و فساد فرو کرنے کی غرض سے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے مفسدین کا قلع قمع کیا اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد پانچویں

صفر کے اوائل میں مر گیا۔ بہاء الدولہ نے بجائے اس کے عراق میں فخر الملک ابو غالب کو مامور کیا۔ چنانچہ یہ بغداد میں پہنچ کر نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام کیا۔ بدنظمیاں رفع کیں۔ حسن اتفاق یہ کہ اس کے آتے ہی ابو الفتح محمد بن عنان والی طریق خراسان نے اپنی حکومت کے بیسویں برس مقام حلوان میں وفات پائی۔ یہ دولت و حکومت کا ایک نمونہ تھا۔ بیس [illegible] تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو الشوک تخت حکومت پر متمکن ہوا اور بیٹھتے ہی دولت و حکومت سے باغی ہو گیا۔ فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کو ایک فوج بھیج دی۔ ابو الشوک شکست کھا کر حلوان کی طرف بھاگا۔ فوج نے تعاقب کیا۔ ابو الشوک نے مجبور ہو کر صلح کر لی اور اطاعت قبول کر لی۔

ابن سہلان کی وزارت فخر الملک ابو غالب بن خلف نے جو نامور اور بڑے وزرا میں سے تھا۔ پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا نائب بن کر رہا۔ بعد ازاں کسی وجہ سے ربیع الاول ۴۰۷ھ میں گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا اور بجائے اس کے ابو محمد حسن بن سہلان مامور ہوا۔ جسے "عمید الجیوش" کا لقب دیا گیا۔ ۴۰۹ھ میں اس نے بغداد کا قصد کیا اور [illegible] بن دبیس اسدی کے گھر پر مہارش و مضر پسران دبیس ابن اثیر کی تحقیق کی رو سے ہوا۔ مہارش و مضر تا وزارت فخر الملک سے برسر پیکار حکومت کر رہے تھے۔ ابن سہلان کو یہ ارادہ ہوا کہ حسن کی امداد سے ان کو [illegible] کر دے۔ اسی غرض کے لیے وہ [illegible] روانہ ہوا۔ حسن بن دبیس بھی [illegible] ابن سہلان کے لشکر میں آ کر شامل ہو گیا۔ مہارش و مضر کو ان کی غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کیا۔ بالآخر خونریزی ہوئی۔ بالآخر مہارش و مضر نے امان کی درخواست کی۔ امان دی گئی۔ حکومت و ریاست میں حسن کو ان کا شریک بنایا گیا۔ اس کے بعد ابن سہلان نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ ناراضگی اور تہدید کا خط لکھا۔ ۴۰۹ھ میں ابن سہلان واسط پہنچا۔ اس وقت [illegible] واسط میں باہم مخالفت ہو رہی تھی۔ ابن سہلان نے [illegible] سے ان میں مصالحت کرا دی۔ پھر ترکوں نے بغداد میں فتنہ و فساد [illegible] بغداد پہنچا اور باہم مصالحت کرا دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کے [illegible] بیٹھے [illegible] بغداد سے نکل کر واسط چلے آئے۔

سلطان الدولہ اور ابو الفوارس کے مابین جنگ سلطان الدولہ نے اپنے باپ بہاء الدولہ کے بعد زمام حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کی حکومت پر مامور کیا۔ جس وقت ابو الفوارس وارد کرمان ہوا [illegible] نے آ کر ابو الفوارس سے کہا کہ آپ حکومت و ریاست کو اپنے بھائی کے قبضہ سے نکال لیجئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابو الفوارس نے ان کی پشت گرمی سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے بقصد جنگ سلطان الدولہ لشکر آراستہ کر کے میدان جنگ میں آیا۔ سلطان الدولہ نے بھی مرتب و تیار ہو کر مقابلہ کیا۔ ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ میدان سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابو الفوارس شکست کھا کر کرمان کی جانب واپس ہوا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابو الفوارس کرمان کو بھی چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ [illegible] صورت بنائے ہوئے طلب کمک کے لیے محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچا۔ محمود نے اس کی بے حد خاطر و مدارات کی اور ایک لشکر اس کی کمک پر متعین کیا۔ جس کا سردار ابو سعید طائی تھا۔ ابو الفوارس نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور [illegible] فارس [illegible] پر بھی قابض ہو گیا۔

سلطان الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر بقصد جنگ ابو الفوارس روانہ ہوا۔ دونوں بھائی پھر متصادم ہو گئے۔ آخر

کا۔ ابوالفوارس کو شکست ہوئی اور بلاد فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے بڑھ کر ابوالفوارس کے تعاقب میں کرمان کو بھی ابوالفوارس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابوالفوارس نے بقیۃ السیف کے ساتھ شمس الدولہ بن فخر الدولہ بن بویہ والیٔ ہمدان کے پاس جا کر پناہ لی۔ اس مرتبہ محمود بن سبکتگین کے پاس اس وجہ سے نہیں گیا کہ اس کے سپہ سالار نے ابوسعید طائی سے بدسلوکی اور بے اعتنائی کی تھی۔ مجبوراً بعد میں شمس الدولہ سے جدا ہو کر مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کے پاس جا پہنچا۔ مہذب الدولہ عزت و مدارات سے پیش آیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی جلال الدولہ نے بھی بصرہ سے مال و اسباب نقدی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی دعوت دی۔ ابوالفوارس نے منظور کیا اور اس کے اور سلطان الدولہ کے باہمی مصالحت کے سلسلے میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ بالآخر سلطان الدولہ نے ابوالفوارس کی خطا معاف کر دی اور پھر کرمان پر واپس کر دیا۔ اس کے بعد ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر ابن فسانجس اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ان کی جگہ ابوغالب حسن بن منصور کو وزیر بنایا۔

ترکوں کا خروج: ۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس کثرت سے جو چین و ماوراء النہر کے درمیان ہے خروج کیا کہ ان کے ہمراہی تین لاکھ خیموں سے زائد تھے۔ یہ جب جمع ہو کر ان کی تعداد سے نکلے تو زیادہ تر ان میں تاتاری تھے۔ ان کے خروج کا باعث یہ ہوا کہ طغان خان والیٔ ترکستان ایک سخت علالت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ترکوں نے اس کی حالت سے واقف ہو کر موقع کو غنیمت سمجھا اور بلاد اسلامیہ پر قبضہ کر لینا چاہا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خان تندرست ہو گیا اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے فوجیں اور رضاکاروں کو جمع کر کے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ پر بے خبری کی حالت میں آ پڑا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگی بھاگ کھڑے ہوئے۔ طغان خان تین ماہ کی مسافت تک تعاقب کرتا گیا۔ اب ترکوں کو یہ موقع ایک چوتھائی حصہ ہاتھ آیا تھا کہ طغان خان نے ترکوں کے قریب پہنچ کر حملہ کی ساعت میں قتل کیا۔ دو لاکھ ترک مارے گئے۔ ایک لاکھ کے قریب گرفتار ہوئے اور ان کے چارپائے، گھوڑے، اونٹ وغیرہ نیز مال غنیمت کی اتنی کثرت تھی کہ اندازہ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

سلطان الدولہ کا زوال: ۴۱۱ھ میں عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا تختہ الٹ گیا۔ اس کے لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو بجائے اس کے مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کے گرفتار کرنے کی غرض سے ارادہ کیا، مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ سلطان الدولہ واسط کو چلا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو ہمارا نائب مقرر کر کے جائیے۔ چنانچہ سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کو عراق میں اپنا نائب مقرر کر کے اہواز کا راستہ لیا۔ تستر پہنچ کر ابن سہلان کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا، حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ اقرار کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو عہدۂ وزارت نہیں دوں گا۔ اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان الدولہ نے ابن سہلان کو عراق سے مشرف الدولہ کے نکالنے کے لیے روانہ کیا۔ مشرف الدولہ نے یہ سن کر ایک عظیم لشکر مرتب و تیار کیا جس میں اکثر دیلمی اور ترک تھے۔ ابوالاعز دبیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کا ہمراہی تھا۔ مقام واسط کے قریب ابن سہلان سے مقابلہ ہوا۔ ابن سہلان شکست کھا کر واسط میں جا چھپا اور قلعہ بندی کر لی۔ مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا تا آنکہ ابن سہلان نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کا پیام دیا اور واسط والوں کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا۔

مشرف الدولہ کی حکومت کا آغاز: چنانچہ مشرف الدولہ نے اوائل ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ کر لیا۔ واسط میں جو قدیم دیلم تھے انہوں نے بھی حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابو طاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) والی بصرہ بھی چڑھ کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی ملاقات و مشورہ کر کے اس امر پر متفق الرائے ہوئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف ہو کر مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اس کے بعد ابن سہلان گرفتار کر لیا گیا۔ محبوس میں زہر ملا پانی پلایا گیا۔ سلطان الدولہ خبر پا کر اہواز چلا گیا۔ جب اہواز کی طرف روانہ ہوا تو ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے مخالفت کی مشرف الدولہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلہ پر آئے۔ سلطان الدولہ نے لڑائی سے پہلو تہی کر کے اہواز کا رخ کیا تھا۔ اور ابو محمد بن مکرم اس کی وزارت کرتے تھے۔

سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں مصالحت: ۴۱۳ھ میں مشرف الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ دیلمیوں نے اپنے بچوں کو جو خوزستان میں تھے بلوانے کی اجازت مانگی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور حفاظت تمام خوزستان ان کے ہمراہ اپنے وزیر ابو غالب کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ اہواز پہنچ کر دیلم نے بغاوت کی اور مشرف الدولہ کا خطبہ موقوف کر کے ابو غالب سے لڑائی کی وزارت کے پاس سلطان الدولہ پر حملہ کر کے بیٹے ابو غالب کو قتل کر ڈالا۔ ترکوں کو جو ابو غالب کے ہمراہ تھے دیلم نے قتل کر ڈالا۔ وہ بھاگ کر اپنے وطن کے پاس چلے گئے سلطان الدولہ یہ خبر پا کر بے حد خوش ہوا اس وقت اپنے بیٹے ابو کالیجار کو اہواز کی طرف روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے پہنچ کر اہواز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابو محمد بن مکرم وزیر سلطان الدولہ کی کوشش سے مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا جائے اور فارس و کرمان سلطان الدولہ کے قبضہ میں رہے۔

ابو القاسم حسین بن علی کی وزارت: مشرف الدولہ نے ابو غالب کے قتل کے بعد مصالحت ہونے سے پیشتر ابو الحسین بن حسن رخجی کو قلمدان وزارت مرحمت کر کے مؤید الملک کا خطاب دیا تھا اور ابو غالب کے بیٹے ابو العباس سے ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے۔ ۴۱۴ھ میں جب مؤید الملک کی وزارت کو دو برس گزر چکے تھے اثیر خادم کی دشمنی کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بجائے مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے مصاحبین میں سے تھا اس کی وجہ سے مصر بھاگ گیا اور حاکم بامر اللہ والی مصر کی ملازمت کر لی تھی۔ حاکم نے اس کو قتل کرا ڈالا اس وقت ابو القاسم شام چلا گیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے "حاکم بامر اللہ" کی اطاعت سے منحرف ہو جانے اور ابو الفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کرنے کی ترغیب دی اور اس میں کامیاب ہو گیا۔ چنانچہ ابو الفتوح کو رملہ میں طلب کر کے اس کی خلافت کی بیعت کی اور اسے الراشد باللہ کے لقب سے ملقب کیا بعد ازاں ابو الفتوح مکہ کو لوٹ آیا۔ ابو القاسم نے عراق کا راستہ لیا۔ عراق پہنچ کر فخر الملک سے ملاقات کی۔ خلیفہ قادر نے ابو القاسم سے مشتبہ ہو کر علیحدہ کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو القاسم نے عراق سے نکل کر قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے اس کی بابت صفائی پیش ہوئی پھر موصل سے پھر عراق واپس آیا۔ غرض کے حوادث کا قصہ مختصر بعد مؤید الملک رخجی کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا خبیث مزاج حیلہ ساز اور حسد کا مادہ تھا۔ اس کے بعد مشرف الدولہ اس کے ہمراہ ۴۱۵ھ میں دار الخلافہ گیا اور خلیفہ قادر سے ملاقات کی اس نے خوشی کی

بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر ابوالقاسم کا فرار: اثیر عنبر خادم اور وزیر ابوالقاسم مغربی شرف الدولہ کے عہد حکومت میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے۔ شرف الدولہ بھی تنگ تھا بالآخر ترکوں کو اس کا متحمل ہونا دشوار گزرا۔ اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ جان کے خوف سے بغداد سے کسی محفوظ مقام پر چلے جانے کی شرف الدولہ سے اجازت طلب کی۔ شرف الدولہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ترکوں نے کبیدہ خاطر ہو کر اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم سمیت امراء بغداد سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام سندیہ پہنچ کر قرواش کے پاس قیام کیا۔ شرف الدولہ کے اس فعل سے ترکوں کو بے حد رنج ہوا اور معذرت کا پیام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی۔ وزیر ابوالقاسم نے کہلا بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور مصارف کی تعداد چھ لاکھ۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو میں بھی ایک لاکھ کا نقصان برداشت کر لوں گا اور شرف الدولہ کو واپس بغداد لاؤں گا۔ ترکوں نے اس پیام کو بادل ناخواستہ منظور کر لیا۔ وزیر ابوالقاسم تاڑ گیا کہ اس میں کچھ فریب ہے چنانچہ اپنی وزارت سے دستبردار ہو کر بھاگ گیا۔

کوفہ میں قتل و فساد: اس کے بعد علویوں اور عباسیوں کے درمیان مقام کوفہ میں جھگڑا ہوا جس کا سبب یہ پیدا ہوا کہ وزیر ابوالقاسم اور بعض علویہ کے مابین مراسم اتحاد اور نیز سسرالی رشتہ داری بھی اتفاق سے علویوں نے ... ابوالحسن نے دارالخلافت میں اس کی شکایت پیش کی۔ خلیفہ قادر نے وزیر کے لحاظ سے کچھ التفات نہ کیا بلکہ عباسیوں کو نقابت ترک کر مصالحت کر لینے کا حکم دیا۔ عباسی کوفہ واپس آئے۔ فریقین نے خفاجہ سے امداد طلب کی۔ خفاجہ دو گروہ ہو گئے اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر دونوں فریق کی مدد کو آئے اور باہم میدان و قتال شروع ہو گیا۔ بالآخر علویہ نے عباسیہ کو نکلوا دیا۔ عباسیہ بغداد بھاگ آئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے سے روک دیا۔ ابن ابی الحسن علوی کو اس الزام میں ماخوذ کیا کہ اس کا بھائی کوفہ کے فساد میں شریک تھا۔ خلیفہ قادر نے مرتضیٰ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ ابوالحسن علی بن ابی طالب بن عمر کو نقابت کوفہ سے معزول کر کے علی سردار عباسیہ کو مامور کر دو اور عباسیوں کو کہلا بھیجا کہ کوفہ کو لوٹا دو۔ وزیر ابوالقاسم مغربی اس وقت قرواش کے پاس سر من رائے میں مقیم تھا۔ خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا۔ خلیفہ قادر نے اس سے مطلع ہو کر قرواش کے نام وزیر ابوالقاسم کے نکال دینے کا حکم بھیج دیا۔ قرواش نے اس حکم کی تعمیل میں وزیر ابوالقاسم کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ وزیر ابوالقاسم ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ کی حکومت کا آغاز: ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں شرف الدولہ ابوعلی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی اور اس کی بجائے عراق میں اس کا بھائی ابوطاہر جلال الدولہ والی بصرہ متمکن ہوا۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے اس کو بلا بھیجا۔ جلال الدولہ بجائے بغداد آنے کے واسط چلا گیا پھر وہاں سے پھر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔ اس بناء پر اس کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر ماہ شوال سنہ مذکور میں اس کے برادر زادہ ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس والی کرمان سے مصروف جدال و قتال تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد کی طرف کوچ کیا۔ اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوسعید بن ماکولا بھی تھا۔ عساکر بغداد نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا۔ جلال الدولہ نے مدافعت کی لڑائی ہوئی۔ آخرکار نہایت بری طرح

سے بغداد جانے سے روکا [illegible] نے ان کے [illegible] البصرہ کی جانب مراجعت کی۔ [illegible] ابو کالیجار کو بغداد پر قبضہ کرنے کے [illegible] بھیجا۔ چونکہ ابو کالیجار اپنے چچا ابو الفوارس کی [illegible] اس لئے بغداد [illegible] کرمان میں اس کے چچا [illegible] نے کرمان پر قبضہ [illegible] مصالحت [illegible] دونوں چچا بھتیجے [illegible] مصالحت [illegible] ابو کالیجار کا قبضہ رہے۔

جلال الدولہ کی بغداد میں آمد جس وقت ترکوں کو اس امر کا احساس ہوا [illegible] جاتے ہیں [illegible] بغداد [illegible] جلال الدولہ [illegible] خلافت مآب [illegible] جلال الدولہ [illegible] قاضی ابو جعفر [illegible] جلال الدولہ [illegible] جلال الدولہ [illegible] ۴۱۸ھ میں [illegible] بغداد [illegible] خلافت مآب [illegible] جلال الدولہ [illegible] خلافت مآب [illegible] جلال الدولہ [illegible] خلافت مآب نے [illegible] اجازت دی۔ جلال الدولہ نے [illegible] عمید الملک ابو علی [illegible] ترکوں کی طرف [illegible] ان کے یہاں قیام تھا۔

ترکوں کی بغاوت ان واقعات کے بعد ۴۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور جلال الدولہ [illegible] وزیر ابو علی بن ماکولا [illegible] وزیر ابو علی [illegible] اور [illegible] کے مکانات لوٹ لئے۔ خلافت مآب نے [illegible] جلال الدولہ [illegible] غضب [illegible] دیا۔

ابو کالیجار کا بصرہ و کرمان پر قبضہ ابو کالیجار [illegible] جلال الدولہ [illegible] بغداد [illegible] بصرہ [illegible] وفات کے بعد [illegible] ابو الفوارس [illegible] کرمان [illegible] تفصیل [illegible] بیان کی گئی ہے۔

ابو کالیجار کا واسط پر قبضہ [illegible] اپنے [illegible] ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ [illegible]

عداوت نور الدولہ دبیس اور بنی خفاجہ سے سازش کر کے اس کو بغداد کو نور الدولہ کے ساتھ جنگ پر ابھارا تھا۔ نور الدولہ سے کچھ بن نہ آئی۔ ابو کالیجار کا نام خطبہ میں داخل کر کے واسط پر چڑھائی کر دی اور ابو کالیجار کو بھی واسط پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ ان دنوں واسط میں الملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ الملک العزیز نے یہ خبر پا کر واسط چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی طرف کوچ کیا۔ نور الدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر تنگ کرنے لگا۔ جس سے الملک العزیز کے اکثر ہمراہی متفرق و جدا ہو گئے اور فوج کا حصہ کثیر رسد وغیرہ کی قلت و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔ اسی اثناء میں ابو کالیجار نے واسط پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

جلال الدولہ کی اہواز کی جانب روانگی: اس کے بعد بطیحہ میں بھی ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا قرواش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر درست کر کے نیل کی طرف کوچ کیا اور اسی مقام پر پہنچ کر مر گیا اس کے مرتے ہی قرواش اپنے گھر کو لوٹ گیا اور جب بادشاہ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو عساکر بغداد کو جمع و مرتب کیا۔ ابو الشوک وغیرہ سے امداد و کمک کی درخواست کی اور سامان جنگ و سفر درست و مہیا کر کے بقصد اہواز کوچ کر دیا۔ راستے میں جب بادرایا و قاتل شہر کے باہر پڑاؤ کئے رہا۔ برف کا موسم تھا سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سینکڑوں آدمی مر گئے۔ رسد و سامان کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کو واپس چلا جانا پڑا۔ ابو کالیجار نے اس سے مجبور ہو کر بغداد جانے کا قصد کیا۔ اسی عرصہ میں ابو الشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا کہ چونکہ محمود بن سبکتگین کا لشکر بقصد عراق بڑھا آتا ہے بہتر ہو کہ آپ دونوں آپس باہم مصالحت کر کے اس کی مدافعت پر مجتمع و متفق ہو جاؤ۔

ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس امید پر جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر لوٹ جانے کا قائل ہو گیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اہواز میں داخل ہو کر قتل و غارت کا ہنگامہ گرم کر دیا دولت کا ذخیرہ دار الامارت سے لے لئے۔ تو یہاں ترکوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہ و بالا کر دیا۔ ابو کالیجار کے اہل و عیال کو قید کر کے بغداد روانہ کر دیا گیا۔ اسی ہنگام میں ابو کالیجار کی ماں مر گئی۔ ابو کالیجار یہ خبر پا کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کو بڑھا۔ نور الدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ میرے مقبوضات پر حملہ آور ہو جائے ابو کالیجار کا ساتھ چھوڑ دیا اور علیحدہ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ میں جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تین روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ چوتھے روز ابو کالیجار کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو ہزار آدمی مارے گئے۔

نور الدولہ کی شکست: نور الدولہ ابو کالیجار سے علیحدہ ہو کر اپنے شہر چلا آیا اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اس کی قوم کے چند سرداروں اور افراد نے مجتمع ہو کر اس کے خلاف ایک گروہ قائم کر لیا تھا نور الدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا اور بعض کو تہ تیغ کر دیا۔ بعد ازاں مقلد بن ابی الاغر اور جلال الدولہ کے لشکر سے معرکہ آرائی ہوئی اس واقعہ میں نور الدولہ کو شکست ہوئی اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا گرفتار کر لیا گیا۔ وہ بھاگ کر ابو سنان غریب بن معن کے پاس پہنچا۔ ابو سنان نے لکھا پڑھی کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی اور دس ہزار دینار سالانہ کی شرط پر نور الدولہ کو حکومت کی کرسی پر متمکن کرا دیا۔ مقلد کو اس کی اطلاع ہوئی جھٹ پٹ خفاجہ کو جمع کر کے نور الدولہ پر فوج کشی کر دی۔ مطیر آباد کے نخل اور سورا کو غارت و تاراج کیا۔ آخر حصہ میں آگ لگا دی جو جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد جمع ہو کر نکلا ابو شوک کے

پاس چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ جلال الدولہ سے صفائی ہو گئی۔

جلال الدولہ کا واسط پر ناکام حملہ: ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۲ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج کو واسط پر قبضہ کر لینے کو روانہ کیا۔ چنانچہ واسط ابوکالیجار کے قبضہ سے نکال لیا گیا اس کے بعد ابوکالیجار نے جلال الدولہ کی فوج کی مدافعت پر اپنے نامی نامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل شہر نے ابوکالیجار کے لشکر کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر سے ابوکالیجار کا لشکر اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملہ آور تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی اس کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ نے واسط میں جا کر جان بچائی اور واسط پر بدستور سابق ابوکالیجار کا پھر قبضہ ہو گیا۔

وزیر ابوعلی کی گرفتاری: جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابوعلی بن ماکولا کو بطائح پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور بطائح کے سر ہونے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا۔ ان دنوں بصرہ میں ابو منصور بن مختیار بن ابوکالیجار کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور نے ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کا سردار ابو عبداللہ شرابی والی بطیحہ تھا۔ ابوعلی اور ابو منصور سے مڈبھیڑ ہوئی۔ نتیجہ ابو منصور شکست کھا کر بھاگا۔ ابوعلی نے تعاقب کیا۔ اس کے بعد جس وقت ابوعلی کی جنگی کشتیاں ابو منصور کے قریب پہنچیں ابو منصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ابوعلی کو شکست کھانی پڑی اسی اثناء میں ابوعلی گرفتار ہو گیا ابو منصور نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و احترام سے ابوکالیجار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابوعلی ابوکالیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوعلی ہی کے غلاموں نے ابوعلی کا کام تمام کر دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ ان کی ایک مذموم حرکت سے مطلع ہو گیا تھا۔ ابوعلی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی ظالمانہ رسوم کی بنا ڈالی تھی اور کئی محصول قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: وزیر ابوعلی کی گرفتاری و شکست کے بعد جلال الدولہ نے فوج بصرہ کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ ابوکالیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ نے ابو منصور کے پاس ابلہ میں جا کر دم لیا اور فتح مند گروہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ ابو منصور نے جنگی کشتیاں مہیا کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی نیچا دکھا دیا تب ابو منصور خود لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر اتفاق یہ کہ اس کو بھی شکست ہوئی اور اس کے بہت سے امراء گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی مارا گیا۔ اس فتح اور کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے اور گورنر بصرہ سے ابلہ پر فوج کشی کرنے کی تحریک کی اور مال و اسباب اور رسد و غلہ غصب کیا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ باہم جھگڑا ہوا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر ادھر ادھر منتشر و متفرق ہو گیا۔ والی بطیحہ نے معہ اپنی فوج کے اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔ باقی ماندہ ترکوں نے ابوالفرج ذی السعادات وزیر ابوکالیجار کے پاس جا کر امان حاصل کر لی۔

ابوالقاسم کی ابوکالیجار سے بغاوت اور اطاعت: ابوالفرج نے ان ترکوں سے مل جانے سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد عزالدولہ والی بصرہ نے وفات پائی اور بجائے اس کے

اس کا دادا ابوالقاسم زیر حمایت ابوکالیجار حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالقاسم اور ابوکالیجار میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابوالقاسم نے ابوکالیجار کی اطاعت سے انحراف کر کے جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسط سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے بصرہ پہنچ آیا اور ابوکالیجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۴۲۹ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دیلم نے الملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے غصہ میں آ کر ابوالقاسم کو بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ابلہ میں جا کر چند عراقیوں اور بدوؤں کو جمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز معہ دیلم بصرہ سے نکلنا پڑا۔ مجبوری پھر واسط کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابوکالیجار کی اطاعت قبول کر لی۔

باب: ۲۶

عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ

۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

[illegible] خلیفہ قادر باللہ [illegible] انتقال [illegible]
خلافت [illegible] کے لقب [illegible] خلافت باقی [illegible]
خلیفہ [illegible] خلافت [illegible]
[illegible] خلافت [illegible]
[illegible] خلیفہ [illegible]
[illegible] خلافت [illegible]
بامر اللہ کا لقب اختیار کیا۔ [illegible]

[illegible] [illegible] قائم نے [illegible] بیعت کے بعد قاضی ابوالحسن ماوردی [illegible] بیعت [illegible] خلافت [illegible]
[illegible]

جلال الدولہ [illegible] خلیفہ قائم کی خلافت [illegible]
[illegible]
[illegible] جلال الدولہ [illegible]
[illegible] جلال الدولہ [illegible]
[illegible]
[illegible] جلال الدولہ [illegible]
[illegible] جلال الدولہ [illegible]

[illegible]

جلال الدولہ کی دوبارہ امارت [illegible]

[illegible]

ترکوں کی شورش [illegible]

جلال الدولہ کی مراجعت [illegible]

طوائف الملوکی: ان واقعات سے خلافت و سلطنت کے آپس کے بحران کی وجہ سے مکمل طور پر [illegible] لشکریوں نے علم بغاوت بلند کرنے قریب ہی کی طرف توجہ کر دی یا یوں کہا جائے [illegible] بھیڑ ہو گئی۔ کردوں نے لشکریوں کو بغاوت دکھا کر ان کے قصبوں اور دیہاتوں کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج نے خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ مار کی اور یہ الزام عائد کر کے کہ اہل خلافت نے کردوں کی موافقت کی اور انہوں نے ہمنوائی کی، حالات سے متعلق [illegible] پلٹ دیا۔ جلال الدولہ سے شکایت کی تو نہ وہ ان کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت رفع کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور وحشت بڑھی یہاں تک کہ اس نے قضاۃ، شہود اور فقہاء کو [illegible] فرائض منصبی کے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ آخر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل کر [illegible] گرفتار کرا لیا اور دیوان خلافت میں پیش کر [illegible] اوباشوں، بدمعاشوں اور چوروں کی بن آئی۔ ہر طرف [illegible] لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ چوروں اور اوباشوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ کوئی راستہ چلنا دشوار تھا۔ [illegible] انہی لوگوں کا [illegible] ابو سعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدۂ وزارت چھوڑ کر ابو الشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابو القاسم کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔ بغاوت کا زور تھا۔ [illegible] فوج کی [illegible] گھبرا کر بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کر کے [illegible] ننگے سر ایک چھوٹی قمیص پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے دوسرے مہینہ کا ہے۔ جلال الدولہ نے اس کو معزول کر کے ابو سعید عبدالرحیم کو قلمدان وزارت [illegible] دیا۔

فوجی بغاوت: ۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کی۔ جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق ان کا مصادرہ کرنے کے لئے تین روز کی مہلت چاہی۔ باغی فوج نے مہلت دی۔ [illegible] ایک گھوڑے پر سوار ہو کر مرتضیٰ کے مکان پر کرخ چلا گیا اور جب وہاں بھی [illegible] مضطرب ہو کر [illegible] بغاوت میں [illegible] کر دیا۔ باغی فوج نے اس کے محل کا محاصرہ کیا اور دروازے توڑ ڈالے اور مال لوٹ لئے۔ خلیفہ قائم نے نامہ و پیام بھیج کر بغداد واپس بلایا اور اپنے وزیر ابو سعید بن عبدالرحیم کو گرفتار کرا دیا۔ یہ اس کی چھٹی وزارت تھی۔

اسی سنہ میں خلیفہ قائم نے [illegible] دیار کے والیان کی مصالحت کرادی۔ [illegible] کے معاملات [illegible] کے ساتھ [illegible] کرنے کا [illegible] دیا۔

جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت: ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے بھائی زادہ ابو کالیجار کی مصالحت کے بارے میں نامہ و پیام شروع ہوا تا آنکہ قاضی ابو الحسن ماوردی اور عبد اللہ مرودی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں مصالحت ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح و اتحاد و عدم مخالفت کی قسم کھائی۔

جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب: ۴۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں "ملک الملوک" کے خطاب ملنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خطاب کا جواز دریافت کیا۔ قاضی ابو الطیب طبری، قاضی ابو عبد اللہ صیمری، قاضی ابن بیضاوی اور ابو القاسم کرخی نے تو جواز کا فتویٰ دیا اور قاضی ابو الحسن ماوردی عدم جواز کا قائل ہوا۔ فریقین میں بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ آخر خلیفہ قائم نے مجوزین خطاب کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو "ملک الملوک" کا خطاب دے دیا۔

جلال الدولہ کا قاضی ابوالحسن سے حسن سلوک: قاضی ابوالحسن ماوردی کو جلال الدولہ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت تھی۔ دارالامارت میں روز آیا جایا کرتا تھا لیکن "ملک الملوک" کے عدم جواز کا فتویٰ دینے سے خانہ نشین ہو گیا۔ رمضان سے عید یوم النحر (عیدالاضحیٰ) تک گھر سے نہ نکلا۔ جلال الدولہ نے بلا بھیجا۔ قاضی ابوالحسن خائف ہراساں حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں درستی اور مجھ کے پاس نہ آنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بلا مضائقہ بلا اجازت ہر وقت میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ قاضی ابوالحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن اور تمام حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرین جلسہ محض قاضی ابوالحسن کی وجہ سے بلائے گئے تھے۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ: ۴۳۱ھ میں ابوکالیجار نے اپنا لشکر بسرافسری عادل ابومنصور بن مافنہ بصرہ پر بھیجا اور اس وقت بصرہ ظہیر ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا جو عزالدولہ کے عہد میں والی بصرہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیر ابوالقاسم نے ابوکالیجار سے بغاوت کی تھی اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی اور خراج اور ہدیہ سالانہ بلاناغہ بھیجا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا اور دولت کی کثرت ہو گئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان کے املاک کو ضبط کر لیا۔ ابوالحسن نے ابوکالیجار سے خط و کتابت کر کے خراج اور سالانہ تحائف اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی استدعا کی۔ اس بنا پر ابوکالیجار نے اپنی فوجیں بسرکردگی عادل ابومنصور بصرہ کی جانب روانہ کیں جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی وقت ابوکالیجار کی فوجیں سرزمین بصرہ پر آ اتریں۔ والی عمان کا بھی لشکر ان کی کمک پر آ گیا۔ بات کی بات میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ظہیر ابوالقاسم کو گرفتار کر لیا گیا اور مال و اسباب لوٹ لئے گئے دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کئے گئے۔ کامیابی کے بعد ابوکالیجار بصرہ میں آیا کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ عنایت کر کے مع ظہیر ابوالقاسم کے اہواز کی جانب مراجعت کی۔ اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوالفرج بن فسانجس بھی تھا۔

ترکوں کی شورش: ۴۳۲ھ میں ترکوں نے پھر سر اٹھایا اور جلال الدولہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر شہر سے نکل آئے۔ بیرون شہر آ کر خیمہ زن ہو گئے اور چند مقامات کو لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس وقت بغداد کی غربی جانب میں تھا اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا قصد کیا۔ مشیروں اور مصاحبوں نے روکا تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرواش والی موصل سے ترکوں کو زیر کرنے کو امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرواش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی اثنا میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہو گیا تھا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ مصالحت ہو گئی۔ جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آیا۔ مخالفت کے زمانہ میں ترکوں نے خوب خوب دست درازیاں کی تھیں اس کثرت سے غارتگری اور لوٹ ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ سارے انتظامات درہم برہم ہو گئے تھے

سلجوقیوں کا ظہور: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ معمورہ عالم کے ربع شرقی شمال میں ترکوں کی قوم آباد ہے۔ چین و ترکستان خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند اور ترمذ تک آباد تھی۔ مسلمانوں نے اپنی ابتدائی فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو بلاد ماوراء النہر وغیرہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا۔ صرف ترکستان کاشغر، شاش اور فرغانہ ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کیا۔ اس بنا پر ترکستان میں ان کی حکومت و دولت کی

[illegible] بیان کرتے ہیں۔

سلجوقیوں کے ابتدائی حالات [illegible]

ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری [illegible]

ترکمانوں کی سرکوبی [illegible]

ترکوں کی فتوحات اس واقعہ کے بعد [illegible] وفات پائی اور [illegible] اپنے باپ کے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ [illegible] میں مصروف ہو گیا تو ترکوں نے بغاوت کر دی۔ [illegible] نے ایک فوج ان کے مقابلہ میں [illegible] ان پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔ اس کے بعد [illegible] اصفہان نے ان ترکوں [illegible] ترکوں نے [illegible] لیکن بعد کو بدعہدی کی

ترکوں میں اختلاف [illegible] کی طرف [illegible]

کرخ اور ہمذان پر ترکوں کا قبضہ [illegible] قبضہ کر لیا یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔

ترکوں کی مصالحت اور بدعہدی [illegible] ترکوں نے مصالحت کا [illegible]

ان کو یہ دم پٹی دی کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے تمہارے ملک کا انتظام کریں گے۔ ابو کالیجار اس فقرے میں آ گیا۔ کچھ عرصہ بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کر دی اور اس کو لوٹ لیا۔

ترکوں کی پسپائی: اس اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں مرتب کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا۔ ترکوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی ترکوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آب دار نے ان کی گرمی مزاج کو فوراً ہی فرو کر دیا۔ وہسودان والی آذربائیجان نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذربائیجان میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر کردوں (یعنی امرا ہمدان و وہسودان) نے ترکوں کو دبا لیا بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ اس کے بعد کل ان ترکوں کا گروہ ہو گیا جو رے میں مجتمع تھے۔

ترکوں کا رے پر حملہ: جس وقت ترکوں کا ٹڈی دل ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا ان سے بھی چند لوگ اپنے وطن اصلی اور مسکن قدیم میں باقی رہ گئے تھے طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق اس گروہ باقی ماندہ کا امیر تھا ان کے بھائی داؤد و بیغو' ینال اور چغری بیگ اس کے ہمراہ تھے۔ ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں کے پہلے گروہ سے باعتبار قوت اور بلحاظ شوکت و جلال اور مردانگی و حکومت کے لحاظ سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ ینال (برادر طغرل بیگ) ایک مختصر سی فوج لے کر رے کی طرف بڑھا اہل رے نے مقابلہ کیا اور باہم مصادم ہو گئے بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر آذربائیجان سے جزیرہ ابن عمر چلے آئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان والی جزیرہ نے ان میں سے منصور بن غز علی کو حیلہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جس سے اس کے ہمراہی منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ مزید برآں قرواش والی موصل نے بھی اپنی فوجیں اس کی سرکوبی پر بھیجنے کو جمع کیا تھا۔

دیار بکر میں قتل و غارت: ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی وہ سرگرداں و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے جوں توں کر کے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے خوب جی کھول کر ان کو تاخت و تاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کرا دیا مگر اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔

موصل پر قبضہ: امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کر دی۔ والی موصل نے بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار شدت جنگ سے تنگ آ کر کشتی پر سوار ہو کر سن چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ والی موصل نے سن پہنچ کر جلال الدولہ' دبیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بے حد بار اور بیجا خراج قائم کر دیا اس سے ایک عام برافروختگی پیدا ہوئی۔ سب نے متفق ہو کر بغاوت کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکتاش (ترکوں کا سردار) موصل سے چلا آیا تھا۔ بغاوت اور شورش کی خبر پا کر رجب ۴۳۵ھ میں موصل کی جانب مراجعت کی اور بزور تیغ داخل ہو کر قتل و غارت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعا سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل بیگ کا نام لیتے تھے

ترکوں کی غارت گری کے خلاف طغرل بیگ سے احتجاج: جلال الدولہ نے طغرل بیگ کو ان واقعات سے مطلع

آگے بڑھ کر ان کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت کی۔ طغرل بیگ نے جواباً فرمایا کہ بے شک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے ہمارے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے مگر [illegible] ہوتے ہوئے [illegible] اور [illegible] نے [illegible] ہوا۔ جیسا کہ آپ پر روشن ہے ہم نے ترکوں کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ [illegible] [illegible] کے [illegible] میں پہنچ گئے [illegible] اور [illegible] اقتدار [illegible] [illegible] ہیں ان کی [illegible] ایک ضروری امر ہے [illegible] [illegible] جانا ضروری ہے [illegible] کی تائید و حمایت کی۔

ترکوں کی پسپائی [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible] ہو گیا [illegible] [illegible] [illegible] اس سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ترکوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو ان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شکست [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسعود [illegible] ہو گئے۔

طغرل بیگ اور سلطان مسعود کی جنگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان مسعود [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان مسعود [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] طغرل بیگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جنگ سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔ سلطان مسعود [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] طغرل بیگ [illegible] [illegible] سلطان مسعود کے لشکر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان مسعود کے لشکر کو شکست [illegible]۔ طغرل بیگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان مسعود [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۴۳۱ھ میں [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

طغرل اور مودود کی غزنویوں سے مصالحت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سلطان اعظم کے لقب سے طغرل بیگ کو خطاب کیا اور خطبوں میں [illegible] سلطان مسعود کا جانشین [illegible] [illegible] سلطان مسعود [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس نے شہر کو داؤد کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ طغرل بیگ کی حکومت کو کل بلاد میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا اس کے بعد طغرل بیگ نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوچہر بن قابوس کے قبضۂ اقتدار سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا طغرل بیگ نے اپنی طرف سے طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مرداویج کو جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر جرجان میں مامور کیا خلیفہ قائم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی فرو کرنے کی غرض سے قاضی ابوالحسن ماوردی کو طغرل بیگ کے پاس روانہ کیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخر کار اس سے اور جلال الدولہ سے مصالحت ہو گئی۔ جس کے قبضہ میں خلافت مآب کی زمام تھی اور اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

جلال الدولہ اور قرواش میں جنگ اور مصالحت: قرواش والی موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب والی تکریت کے محاصرہ کو روانہ کیا تھا خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت لکھ بھیجی جلال الدولہ نے قرواش کو ممانعت اور خمیس سے متعرض نہ ہونے کا خط تحریر کیا قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود تکریت کے محاصرہ پر گیا۔ طرہ اس پر یہ کہ ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ سے مخالفت کرنے پر ابھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس سے جلال الدولہ کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اسی وقت ابوالحرث ارسلان بساسیری کو ماہ صفر ۴۳۲ھ میں قرواش کے نائب کو جو سندیہ میں مقیم تھا گرفتار کر لینے کے لئے روانہ کیا اثناء راہ میں عربوں سے اتفاقاً جھڑپ شروع ہو گئی جس کی وجہ سے ابوالحرث بے نیل مرام واپس ہوا اور ان لوگوں نے صرصر بغداد کے مابین قیام کر کے رہزنی شروع کر دی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا لشکر آراستہ کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا۔ قرواش کو اس کی خبر نہ تھی محاصرہ میں آ گیا بعد ازاں چند لوگوں نے درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ و قرواش کے مابین مصالحت کرا دی۔

جلال الدولہ کا انتقال: آمدنی میں کمی اور فوج ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر دست درازی شروع کی اور حکماً بالجبر اس کو بھی لے لیا۔ یہ خاص خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت و ریاست کے سترھویں برس مر گیا۔ اس کے مرنے پر اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آ گئے اور سپہ سالاران افواج شاہی نے مجتمع ہو کر ترکوں اور عوام الناس کی مدافعت کی اور اس کے بڑے بیٹے الملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسط میں اطاعت کے بارے میں خط و کتابت شروع کی اور اس کو بلا بھیجا۔ اس نے حسب دستور قدیم حق البیعت طلب کیا۔ تعین مقدار یا عدم موجودگی زر کی وجہ سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہوا۔

ابوکالیجار کی امارت: ابوکالیجار کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے سرداران لشکر اور افواج شاہی کے پاس زر کثیر حق البیعت بھیج دیا اور اپنی حکومت و سرداری کی تحریک کی۔ سرداران لشکر اور لشکریوں نے الملک العزیز کو چھوڑ دیا اور ابوکالیجار کی طرف مائل ہو گئے اس اثناء میں الملک العزیز بھی واسط سے آ گیا جس وقت نعمانیہ میں وارد ہوا لشکر بغداد نے بغاوت کر دی۔ چار و ناچار پھر واسط کی جانب مراجعت کی۔ بغاوت فرو ہو گئی اور جامع بغداد میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

الملک العزیز کا انجام: الملک العزیز نے تکریت سے واسط جاتے ہوئے دبیس بن مزید سے ملاقات کی مگر چونکہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ تب قرواش بن مقلد عقیلی موصل کی طرف گیا۔ اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابوالشوک کے یہاں پہنچا۔ ابوالشوک نے اس سے بے اعتنائی اور بے پروائی کو روا رکھا۔ الملک العزیز کو ان کا احساس ہوا کیا۔ بحالت پریشانی تباہ حال طغرل بیگ کے پاس چلا گیا اور چند دنوں ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر اس کے بعد چند لوگوں کے ساتھ [illegible] سے بغداد آیا۔ ابوکالیجار کے مصاحبوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو گئی۔ وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ بعض ہمراہیان الملک العزیز مارے گئے مگر الملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیر الدولہ بن مروان کے پاس میافارقین بھاگ گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۴۱ھ میں جان بحق تسلیم ہوا۔

ابوکالیجار کی بغداد میں آمد: اب ابوکالیجار کا میدان خالی تھا۔ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں اس کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا۔ ابوکالیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سے ہدایا و تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کئے۔ [illegible] اور سرداران لشکر کو بہت سے انعامات اور عطیے دیئے خلافت مآب نے "محی الدین" کا لقب عطا کیا۔ ابوالشوک، دبیس اور نصیر الدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبہ جات کے جوامع میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ابوکالیجار کو واقعات کی برابر اطلاع ملتی جاتی تھی۔ جب اس کو بغداد کی حکومت کا یقین حاصل ہو گیا تو سامان سفر مرتب و تیار کر کے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا وزیر ابوالفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجس بھی اس کے ہمراہ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کرنے کا عزم کیا۔ لیکن ابوکالیجار نے عذر کیا۔ خلافت مآب نے اس کے سرداران لشکر کو [illegible] اور [illegible] کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابوکالیجار اور طغرل بیگ میں مصالحت: ابوکالیجار نے بغداد میں داخل ہو کر [illegible] سے [illegible] دیا۔ چنانچہ عمید الدولہ [illegible] ابو منصور بن علاء الدولہ بن کاکویہ والی اصفہان نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بیگ سے منحرف ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو منصور اور ابوکالیجار میں بعد جنگ و جدال کے مصالحت تحریر کی گئی تھی۔ ابو منصور نے [illegible] خیال [illegible] اور [illegible] باعث مصالحت ہوا۔ اس کے بعد ابوکالیجار نے سلطان طغرل بیگ سے مصالحت کی درخواست کی اور اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر کے مصالحت کر لی۔ یہ واقعہ ۴۳۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کا انتقال: چونکہ بہرام بن شہرستان [illegible] والی کرمان نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور [illegible] ایک عرصہ سے [illegible] اس وجہ سے ۴۴۰ھ میں ابوکالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے [illegible] کی [illegible] روانہ ہوا۔ [illegible] ابوکالیجار نے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔

[illegible]

اس تنازع میں کئی مہینے گزر گئے لیکن [illegible] بغداد کا [illegible] اور اہل [illegible] ابو کالیجار کی طرف [illegible] ہو گئے [illegible] ابو طاہر [illegible] نے نہایت [illegible] سے [illegible] ان میں [illegible] پہنچے [illegible] ترکوں نے [illegible] ابو منصور [illegible] شیراز [illegible] نے اس [illegible] کا قصد کیا [illegible] اس نے [illegible] ابو منصور [illegible] جانب [illegible] معاودت [illegible] ابو منصور [illegible] آیا [illegible] ختم ہو گئے۔

الملک الرحیم کی امارت: [illegible] کے بعد [illegible] ابو کالیجار [illegible] بغداد [illegible] اس نے [illegible] خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ [illegible] جانے کی اجازت طلب کی۔ "الملک الرحیم" کا لقب [illegible] خلافت مآب نے [illegible] "الملک الرحیم" کا لقب [illegible] خوزستان [illegible] الملک الرحیم کی حکومت قائم ہو گئی۔ [illegible] ابو منصور نے شیراز پر قبضہ [illegible] بھائی ابو سعید [illegible] شیراز کی طرف [illegible] ابو منصور کو گرفتار کر لیا۔

اس [illegible] ابو کالیجار کی وفات کے بعد [illegible] الملک الرحیم [illegible] حکومت [illegible] "الملک الرحیم" [illegible] خوزستان کی جانب [illegible] خوزستان نے [illegible] اور شیعوں [illegible] بغداد میں [illegible] قائم رہی۔

ابو منصور کا [illegible] پر قبضہ: [illegible] الملک الرحیم [illegible] شیراز [illegible] بغداد [illegible] عراق کی طرف [illegible] الملک الرحیم [illegible] اس نے بھائی ابو منصور کی طرف [illegible] کی طرف [illegible] ابو سعد [illegible] ان کے بھائی تھے [illegible] الملک الرحیم [illegible] کی طرف [illegible] الملک الرحیم [illegible] ابو منصور [illegible] داخل ہو کر [illegible] کا [illegible] اقتدار [illegible] کیا۔

الملک الرحیم کا اہواز، تستر اور رامہرمز پر قبضہ [illegible] ملک الرحیم سے آ ملا [illegible] پر قبضہ کر لیا [illegible] الملک الرحیم [illegible]

[illegible]

الملک الرحیم کی پسپائی [illegible] الملک الرحیم [illegible]

[illegible] میں واپس چلا گیا۔

الملک الرحیم کی اہواز میں آمد امیر ابو منصور اس [illegible] کے بعد ابو سعد [illegible] روانہ ہوا۔ جب شیراز پہنچ کر [illegible] نے ایک دوسرے سے [illegible] اتفاق [illegible]

فائق ہو گیا۔ اس سے ابو منصور کے ہمراہی ہمت ہار بیٹھے اکثر نے امان کی درخواست کی ابو منصور مجبور ہو کر قلعہ کے کسی ظرف میں جا چھپا اور اہواز میں الملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کیا اور الملک الرحیم کو اہواز بلا بھیجا۔

شیعوں کی فسادات: زمانہ موجودہ کی الملک الرحیم میں شیعہ و اہل سنت و جماعت کے مابین بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ فریقین کی جنگ ورزی میں بہت سی جانیں تلف ہو گئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال و تحقیق مقدمہ کی غرض سے مامور کیا مگر اس وقت کی اصلیت کا انکشاف نہ ہوا اور فتنہ و فساد بڑھتا گیا کہ اہل بیت کے مشاہد عظام جلا دیئے گئے۔ دبیس بن مزید کو ان واقعات کی خبر لگی۔ خلیفہ قائم کو افسوسناک توہین آمیز خط تحریر کیا اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا مگر پھر خلیفہ قائم کی خط و کتابت سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرل بیگ کا خراسان، اصفہان اور فارس پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۲۹ھ میں ترکوں نے خراسان کو بنی سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بیگ نے ۴۳۴ھ میں اصفہان کو بنی زیاد سے چھین لیا اور اپنے بھتیجے الپ ارسلان بن داؤد کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۴۰ھ میں قبضہ حاصل کر لیا اور جس قدر دیلم وہاں تھے ان کو پامال کر کے اور زیر و زبر کر کے شہر فسا میں قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ اور طغرل بیگ: خلیفہ قائم بامر اللہ نے طغرل بیگ کے پاس خلعت اور القاب روانہ کیا اور اس کو اس جہاد کی سند خلافت عطا کی جس پر اس نے نائب و شرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان طغرل بیگ نے دس ہزار دینار نقد، جواہرات، قیمتی پارچہ جات اور چند خوشبو کے نافے خلافت مآب کی حضور میں تحفہ روانہ کئے اس کے علاوہ ارکان دولت کو پانچ ہزار دینار اور رئیس الرؤساء کو دو ہزار دینار بھیجے اس واقعہ کے بعد ۴۴۸ھ کا دور آ گیا عید قربان کے قریب میں سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلافت مآب نے دوبارہ خلعت دی اور جلوس کے ساتھ سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۴۹ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابو سعد (الملک الرحیم کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔ ترکوں سے معرکہ آرا ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ: ۴۴۳ھ میں الملک الرحیم نے اپنی فوج بسرکردگی بساسیری بصرہ کی طرف روانہ کی چنانچہ بساسیری نے بصرہ پر چڑھائی کر دی۔ اس کے بھائی ابو علی کا محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابو علی کو شکست ہوئی اور الملک الرحیم کی فوج نے دجلہ اور دریائے نہاروں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد الملک الرحیم بھی بذریعہ خشکی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے حاضر ہو کر امان کی درخواست دی۔ الملک الرحیم نے ان کو امان دے دی اور بصرہ پر کامل تصرف ہو گیا۔ بعد ازیں بصرہ و دیلم کے سفراء خوزستان سے آئے اور انہوں نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

ان جھگڑوں کی ابتدا ماہ صفر ۴۴۳ھ میں یوں ہوئی تھی کہ اہل کرخ نے برجوں کو تعمیر کر کے ان پر سنہری حروف سے "محمد و علی خیر البشر" تحریر کیا تھا اہل سنت و جماعت اس پر جھگڑ پڑے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹)

ابوعلی سے طغرل بیگ کا حسن سلوک: ابوعلی شکست کھا کر خوزستان چلا گیا اور ایک لشکر کی مدد سے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ الملک الرحیم نے تعاقب کیا ابوعلی پھر بھاگ کر [illegible] چلا گیا الملک الرحیم نے وہاں کا قصد کیا ابوعلی وہاں سے نکل کر [illegible] کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے سلطان طغرل بیگ کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا عقد کر دیا۔ جاگیر بھی دی اور قیام کے لئے [illegible] کا ایک قلعہ مرحمت کیا۔

الملک الرحیم کا تستر پر قبضہ: الملک الرحیم نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اپنے وزیر [illegible] کی اور اہواز کا [illegible] منصور بن حسین [illegible] کے پاس [illegible] تستر کے حوالے کر دینے کا پیغام بھیجا ان دونوں نے ضمانت کے ساتھ تستر کو الملک الرحیم کے حوالے کر دیا۔ [illegible] عمان [illegible] کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے سرتابی کی مگر ۴۳۵ھ میں الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

سعدی کی سرکشی اور اطاعت: سعدی بن ابی الشوک نے ابتداء ہی سے سلطان طغرل بیگ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اسے [illegible] کا شرف حاصل کر کے [illegible] دربار میں [illegible] ہوا تھا۔ سلطان طغرل بیگ نے ۴۳۴ھ میں ایک لشکر کے ساتھ [illegible] روانہ کیا [illegible] سعدی سے [illegible] ابی الشوک کی [illegible] کر کے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ سعدی نے امداد کا وعدہ کیا [illegible] مقام [illegible] سعدی کی [illegible] شکست ہوئی [illegible] سعدی نے [illegible] کے بعد [illegible] کی جانب کوچ کیا۔

بغداد میں شیعہ کی فسادات: سعدی کی اس کامیابی سے الملک الرحیم کے کان کھڑے ہوئے [illegible] کی جانب لشکر کی روانگی کا سامان کر [illegible] بھیجا اسی سنہ ۴۴۳ھ [illegible] بغداد میں شیعہ اور اہل سنت و جماعت میں [illegible] کی [illegible] ہو گئی اطراف و جوانب کے [illegible] بغداد میں آنے اور [illegible] عزم [illegible] سپہ سالاران لشکر [illegible] اتفاق سے ایک علوی [illegible] اس کی عورتوں نے شور و غل مچایا [illegible] عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا [illegible] آگ لگا دی [illegible] کے بعد [illegible] اس ہنگامہ کو فرو کیا۔

مہلہل کے گرفتار ہو جانے پر اس کا بیٹا [illegible] سلطان طغرل بیگ کے پاس چلا گیا سلطان طغرل بیگ کے پاس سعدی کا لڑکا بطور ضمانت کے تھا۔ سلطان طغرل بیگ نے [illegible] کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم کو اس کا فیصلہ منظور نہ ہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو [illegible] تمہارے پاس روانہ کر دیا ہے۔

سعدی کی شکست اور فرار: سعدی نے اس [illegible] بھی انکار کر دیا [illegible] سلطان طغرل بیگ سے باغی ہو گیا [illegible] کی جانب بڑھا۔ [illegible] ہمدان [illegible] پر قبضہ کرنے سے روک [illegible] ابراہیم [illegible] نے اپنی اطاعت [illegible] تحریک کی اس [illegible] میں سلطان طغرل بیگ [illegible] سعدی [illegible] سعدی نے [illegible] مسعودی [illegible] سے مقابلہ کیا۔ مگر سلطان طغرل بیگ کے لشکر نے اس کو شکست دے دی اور [illegible] ایک قلعہ میں [illegible] گیا۔

[illegible] بساسیری [illegible] کے ظلم [illegible] بساسیری [illegible] کے قتل [illegible] ترکوں اور [illegible] کی [illegible]

ترکوں کی بغاوت: [illegible] میں ترکوں نے [illegible] خلافت [illegible] بغاوت [illegible] خلافت مآب [illegible] خلافت [illegible] بساسیری [illegible]

بغداد میں طوائف الملوکی: خلافت مآب [illegible] ترکوں [illegible] بغاوت [illegible] بساسیری [illegible] کی اوقات [illegible]

طغرل بیگ کی فتوحات: [illegible] میں سلطان طغرل بیگ نے [illegible] [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] طغرل بیگ [illegible]

حاضر ہوکر اطاعت قبول کرلی۔ سلطان طغرل بیگ نے ان کے شانوں کو لے کر رومیوں کی طرف کوچ کیا۔ ملازکرد پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ اہل ملازکرد نے بہت سختی سے مقابلہ کیا۔ ملازکرد کے سر نہ ہونے کی وجہ سے سلطان طغرل بیگ نے حملہ کر کے اس کے قریب وجوار کے کل شہروں کو تاخت وتاراج کر دیا۔ انہیں واقعات کے دوران میں نصیر الدولہ بن مروان نے جو پہلے سے اس کے دائرہ اطاعت میں داخل ہوگیا تھا۔ بہت سے تحائف بھیجے سلطان طغرل بیگ نے ان کو منظور وقبول کر لیا اور لشکر اسلام کے لیے روم پر جہادی فرض تھی۔ غرض لشکر کشی کردی اور تاخت وتاراج کرتا ہوا ارزن الروم تک چلا گیا [illegible] اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ سلطان [illegible] واپس لے کر آذربائیجان کی طرف مراجعت کی [illegible] یہاں سے قیام کر کے رے چلا گیا [illegible] بن مروان والی موصل نے اپنے کل صوبے میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا [illegible] واقعات [illegible] عراق کا [illegible] ہاتھ آ جاتا ہے۔ سلطان طغرل بیگ [illegible] پر فوج کشی کرتا ہے اور بغداد پر قبضہ کر لیتا ہے۔ بساسیری کا مال واسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ جاتا ہے۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ بساسیری [illegible] لشکر آراستہ کر کے انبار پر چڑھ آتا ہے اور سلطان طغرل بیگ کے قبضہ سے اس کو واپس لے لیتا ہے۔

بساسیری اور دبیس [illegible] ابوالقاسم [illegible] بن [illegible] قریش بن بدران کے [illegible]۔ [illegible] بساسیری [illegible] خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ [illegible] بساسیری کو [illegible] خلافت [illegible] ان کی امداد کے [illegible] سلطان [illegible] مقامات [illegible] طرف [illegible] انبار کی طرف کوچ کر دیا [illegible] انبار میں ابوالقاسم [illegible] بساسیری کی فوج [illegible] کے آ جانے سے [illegible] لوٹ لیا اور [illegible] قبضہ کر لیا [illegible] قید کئے گئے [illegible] قید ہو گیا [illegible] ایک [illegible] بساسیری نے دارالخلافت میں [illegible] کی [illegible] جانب لوٹ آیا۔

[illegible] کی غارت گری: ماہ شوال ۴۴۶ھ میں ابراہیم بن [illegible] کی جانب [illegible] اور [illegible] فتح کر کے لوٹ لیا۔ [illegible] لوٹ سے فارغ ہو کر [illegible] کی طرف بڑھا [illegible] مقامات [illegible] اور یہاں پر اس کے مال واسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا [illegible] وہاں [illegible] گرد ونواح [illegible] مقامات [illegible] لوٹ مار [illegible] واقعات [illegible] کے پردے [illegible] غارت گری [illegible] میں سلطان طغرل بیگ نے ابراہیم [illegible] کے ساتھ [illegible] سب سے پہلے [illegible] اور [illegible] لوگوں نے [illegible] کے [illegible] مال واسباب [illegible]

سے باشندگان اہواز کو سخت مصیبت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

الملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ: عرصہ بعد دیلم کے ایک سپہ سالار فولاد نامی نے قلعہ اصطخر سے شیراز پر فوج کشی کی اور امیر ابو منصور فولاستون بن ابو کالیجار کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بیگ کا خطبہ موقوف کر کے الملک الرحیم اور اس کے بھائی ابو سعد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ فولاد کی فوج کشی سے الملک الرحیم اور ابو سعد نے اس میں کچھ فریب خیال کر کے شک کی نظر سے دیکھا۔ چنانچہ ابو سعد نے ایک لشکر جمع و مرتب کر کے اپنے بھائی ابو منصور کے ہمراہ شیراز پر چڑھائی کر دی اور شیراز پہنچ کر محاصرہ کر لیا طول اور شدت محاصرہ سے تنگ آ کر فولاد قلعہ اصطخر بھاگ گیا ابو سعد اور ابو منصور نے شیراز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی الملک الرحیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بساسیری کا اخراج: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بساسیری اور رئیس الرؤساء میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ مزید برآں یہ کہ ترکوں کی شورش اور لشکر ترکی کی فتنہ پردازی سے بغداد میں عوام الناس نے فتنہ برپا کیا۔ اہل سنت و جماعت نے اپنا امام بنایا ابو المظفر کو ان کو اس امر کی اجازت دی گئی۔ اتفاق سے اہل سنت و جماعت نے چند کشتیاں پکڑیں جو بساسیری کے پاس واسط جا رہی تھیں ان کشتیوں کی تلاشی کے وقت شراب کے پیپے برآمد ہوئے اہل سنت و جماعت ان کو لے کر دیوان دار الخلافت کے پاس آئے یہ بساسیری کی ملکیت ہونے کی وجہ سے ڈر رہے تھے اور ان سے ان پیپوں کو توڑنے کی اجازت طلب کی اور اجازت حاصل کر کے توڑ ڈالے۔ بساسیری کو اس کی اطلاع ہوئی تو اسے سخت صدمہ پہنچا فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ حرکت رئیس الرؤساء کی ہے پھر فقہاء حنفیہ سے اس امر کا استفتاء کیا کہ کشتی کا لوٹ لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہاء حنفیہ میں سے بعض نے جائز اور کسی نے ناجائز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الرؤساء نے بھی ان واقعات سے آگاہ ہو کر ترکوں کو بغداد کا یہ حال بتایا جو بساسیری کی بد نیتی کا بیان کرتے تھے اور مرتد ہو جانے کا احتمال ہے منحرف ہو گئے۔ اسی میں ماہ رمضان آ گیا۔ دار الخلافت سے اجازت حاصل کر کے بساسیری کے مکان پر چڑھ گئے اور لوٹ لیا۔ اس کے بعد جلا دیا اور اس کے اہل و عیال اور متعلقین کو گرفتار کر لیا۔ اب رئیس الرؤساء کھلم کھلا بساسیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستنصر والی مصر نے اس کی تحریک کی ہے اس کے بعد خلیفہ قائم نے الملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ الملک الرحیم نے اس تحریر کے مطابق بساسیری کو نکال دیا۔

ترکوں کی شورش: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان طغرل بیگ جہاد روم سے واپس ہونے کی طرف متوجہ ہوا تھا پھر رے سے ہمدان کی جانب مراجعت کی اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام و مصر کو علویہ کے قبضے سے نکالنے کی غرض سے حلوان روانہ ہوا ان دنوں بغداد اور اطراف بغداد میں ترکوں اور ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ شرفاء و روساء شورش زدہ ہو کر بھاگ گئے تھے اور ترکوں نے شہر چھوڑ کر جو کچھ پایا اپنے قبضے میں کر لیتے تھے اور رئیس الرؤساء کے واسطے سے بساسیری کو علیحدہ کر کے جیسا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد کو روانہ ہوا اور واسط سے نکل کر دبیس بن مزید سے بطور رشتہ داری ملنے گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ایک عرضی داشت بااظہار اطاعت و فرمانبرداری خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی اور ایک ترکوں کے نام بھیجا جس میں ان کو خلافت مآب کی اطاعت اور ان کے روبرو حاضری کی ہدایت کی تھی۔ ترکوں نے اس پر کچھ خیال نہ کیا بلکہ اس کے برعکس خلیفہ قائم سے بساسیری کو واپس بلانے کی استدعا کی۔ یہ ان کا کوئی سردار تھا۔ اسی اثناء میں الملک

امراء کو بغداد پہنچ گیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کو سلطان طغرل بیگ سے مراسم قائم رکھنے کی رائے دی۔ خلیفہ قائم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ کل خطیبان بغداد اس جمعہ سے خلافت مآب کے لئے خطبہ کریں اور سلطان طغرل بیگ کے پاس اطاعت و فرمانبرداری کے عہد نامے کے ساتھ بھیجیں۔

طغرل بیگ کی بغداد میں آمد۔ کل فوج نے خلافت مآب کے اس حکم کو بسر و چشم تسلیم کیا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں اس امر کے اظہار کے لئے اپنے سرداروں کو بھیجا۔ ادھر سلطان طغرل بیگ نے یہ پیام سن کر مسرت ظاہر کی اور انعام دینے کا وعدہ کیا۔ خلیفہ قائم نے خطیبوں کو جامع بغداد میں سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ خطیبوں نے آخر ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں اس کے نام کا خطبہ بغداد کی تمام جامع مسجدوں میں پڑھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ رئیس الرؤساء امراء اراکین دولت، فقہاء، قضاۃ اور سرداران دیلم جلوس کے ساتھ بغداد سے اس کے استقبال کو نکلے۔ سلطان طغرل بیگ نے بھی پیش اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا۔ رئیس الرؤساء نے سلطان طغرل بیگ سے مل کر خلافت مآب کا پیام زبانی ادا کیا اور اس سے اطاعت و انقیاد کی قسم لی اور خلیفہ کی طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں داخل ہو کر باب الشماسیہ میں قیام کیا۔ اس وقت ماہ رمضان ۴۴۷ھ کے تمام ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ قریش بن بدران والی موصل بھی انہیں دنوں سلطان طغرل بیگ سے ملنے کے لئے بغداد آ گیا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بیگ کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا تھا۔

آل بویہ کی حکومت کا خاتمہ۔ جس وقت سلطان طغرل بیگ بغداد میں وارد ہوا اس کے لشکری شہر میں اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لئے منتشر ہو گئے۔ اتفاق سے بعض بازاریوں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ بازاریوں نے مجتمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ادھر ادھر بکھر جانے سے شور و غل کی آواز بڑی اور تمام شہر میں یہ خبر پھیل گئی۔ جب ان تک پہنچی تو یہ گمان پیدا ہوا کہ الملک الرحیم نے سلطان طغرل بیگ سے لڑائی چھیڑ دی۔ چاروں طرف سے اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس مار دھاڑ میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا اور ان کی اعانت کی۔ سلطان طغرل بیگ کے وزیر عمید الملک نے عدنان بن رضی نقیب علویین کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کرخ سے بلا بھیجا۔ اس نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بیگ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ سرداران دیلم اور الملک الرحیم کے مصاحبین اس ہنگامہ کی تہمت سے بچنے کے خیال سے قصر خلافت میں چھپ گئے اور سلطان طغرل بیگ کے سپہ سالار ان سے اس کی بغاوت کا بدلہ لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک گروہ تہ تیغ کر دیا گیا۔ بہت سے مال و اسباب لٹ گئے۔ بہت سی عمارتیں اور ان کے مصاحبین کے مکانات رصافہ، قصر خلافت اور جامع مسجدوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف و دہشت اور بدامنی کی انتہا نہ تھی۔ ایک ہو کا عالم سارے شہر پر طاری تھا۔ ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ قائم کے پاس عتاب آمیز خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ سازش و شرارت الملک الرحیم کی تھی۔ اگر یہ لوگ حاضر ہو گئے تو اس جرم سے بری کئے جائیں گے ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا یقین ہو جائے گا۔ سب سے پہلے سلطان طغرل بیگ کے قاصد نے امراء اور خلیفہ قائم کو آ لیا۔ وہ جس وقت خیموں کے قریب پہنچے۔ ترکوں نے ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو لوٹ لیا۔ مگر جو بھی

الملک الرحیم کی صورت دکھائی دی۔ فوراً اس کو معہ ان کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور بحفاظت تمام قلعہ سیروان میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے برس کا ہے۔

الملک الرحیم کی اسیری و رہائی اسی ہنگامۂ عام میں ترکوں نے قریش بن بدران والی موصل اور اس کے ہمراہیان عرب کو بھی لوٹ لیا تھا۔ قریش بے حال پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر قریش کو بلا بھیجا، خلعت دی اور پھر اس کو اسی کے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بیگ کے پاس پیام بھیجا کہ میں نے اپنے ذمہ الملک الرحیم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا۔ تم نے میری ذمہ داری کا پاس نہیں کیا اور اس کو معہ اس کے ہمراہیوں کے قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤں گا۔ مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی۔ سلطان طغرل بیگ نے الملک الرحیم کے بعض ہمراہیوں کو رہا کر دیا اور سب کی جاگیریں چھین لیں۔ اسی وجہ سے الملک الرحیم کے اکثر ہمراہی بساسیری کے پاس چلے گئے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بیگ نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بساسیری کے نکالنے کا پیام بھیجا۔ دبیس نے اس پیام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بساسیری کو نکال دیا۔ بساسیری بحال پریشان رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر سے خط و کتابت شروع کی۔

بغداد کی تباہی: چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرل بیگ کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو ان کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ترکان غز سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے اور جانب مغرب میں حربیہ سے نکل تک لوٹ لیا اور جانب شرقی سے نہروانات کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ دیہات، قصبات اور شہر کے شہر اجڑ گئے۔ رعایا اور باشندگان شہر پریشان و تباہ حال ہو کر ادھر ادھر جلاوطن ہو گئے۔

اس عام غارت گری سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی۔ ہزار اسب بن تنکیر بن عیاض کو بادائے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ اہواز اور بصرہ کی سند حکومت عطا کی۔ ارجان کو اس کی جاگیر میں دے دیا اور یہ اجازت بھی دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے۔ ابو علی بن ابی کالیجار کو قرمیسین اور اس کے صوبہ کو جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا۔ دارالمملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال سنہ رواں میں وہیں جا کر قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم اور ارسلان خاتون کا عقد اسی سنہ ۴۴۸ھ میں ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی۔ اس کے بعد سنہ مذکور میں سلطان طغرل بیگ نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ دامادی قائم کیا۔ جلسہ عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بیگ، ابو علی بن ابو کالیجار، ہزار اسب بن تنکیر بن عیاض کردی اور ابن ابی الشوک وغیرہ رؤسائے ترک و افواج سلطان طغرل بیگ بھی شریک تھے۔ رئیس الرؤساء نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی ہوا تھا۔ خلیفہ قائم نے بنفس نفیس قبول کیا۔ نقیب النقباء ابو علی ابی تمام، نقیب علویین عدنان بن رضی اور قاضی ابو الحسن ماوردی وغیرہ بھی شریک جلسہ تھے۔

ابوالغنائم کی بغاوت [illegible]

بساسیری اور قطلمش میں جنگ [illegible]

طغرل بیگ کی فوج کا بغداد سے انخلاء [illegible]

نے یہ لکھ بھیجا کہ میں کسی حال میں خلافت [illegible] نے ارشاد فرمایا ہے [illegible] میں ابن [illegible] قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو [illegible] کا [illegible] جلا کر [illegible] کے برجوں میں [illegible] اور لوگوں کے [illegible] کا حکم دیا۔

طغرل بیگ کا تکریت پر قبضہ: اسی اثناء میں [illegible] اور بساسیری کی لڑائی اور قریش والی موصل کے [illegible] کی طرف آنے کی [illegible] طغرل بیگ فوراً [illegible] بغداد سے [illegible] موصل کی جانب کوچ کیا اور [illegible] تکریت [illegible] اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ [illegible] والی تکریت نصر بن [illegible] نے [illegible] خلافت عباسیہ کا [illegible] ختم کر دیا۔ سلطان طغرل بیگ اس سے [illegible] واپس [illegible] سے [illegible] تکریت کا انتقال [illegible] اس کی [illegible] ابو [illegible] تکریت پر قبضہ کر کے [illegible] موصل چلی گئی۔ [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] بغداد چلا آیا۔

طغرل بیگ کی موصل پر فوج کشی: سلطان طغرل بیگ ۴۴۸ھ تک [illegible] میں رہا۔ جب اس کا بھائی [illegible] نے موصل کی طرف [illegible] کے وقت [illegible] بغداد [illegible] دیا۔ [illegible] سلطان طغرل بیگ نے [illegible] بعد از ان [illegible] کی [illegible] ہزارسپ نے ایک ہزار [illegible] باغیان عرب کی [illegible] آیا [illegible] ایک [illegible] کے ساتھ [illegible] باغیان عرب آگے [illegible] کامیابی [illegible] باغیان عرب [illegible] ہزارسپ [illegible] قتل کر دیا۔ باغیان عرب [illegible] شکست کھا کر بھاگے [illegible] قیدی [illegible] گرفتار کر لیا گیا۔ [illegible] ہزارسپ نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرل بیگ کے حضور میں پیش کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

دبیس اور قریش کی اطاعت: اس واقعہ سے دبیس اور قریش [illegible] فرو ہوگئی۔ ہزارسپ کے [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] پیغام بھیجا۔ ہزارسپ کے [illegible] سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کی خطا معاف کر دی۔ باقی [illegible] کے متعلق یہ کہا کہ چونکہ اس نے خلفا کا [illegible] خلافت [illegible] ہم [illegible] معاف [illegible] خلافت مآب جو چاہیں [illegible] جانب کوچ کر دیا۔ [illegible] قتل [illegible] تب سلطان طغرل بیگ نے ابوالفتح [illegible] کو [illegible] کے پاس [illegible] روانہ کیا۔ ابوالفتح نے واپس ہو کر بیان کیا کہ بساسیری آپ کے [illegible] اطاعت [illegible] ہے [illegible] ہزارسپ [illegible] کے پاس روانہ کیجیے۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ہزارسپ [illegible] بساسیری اور [illegible] کے پاس روانہ کیا۔ ہزارسپ نے [illegible] دونوں کو

سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہونے پر بہت کچھ ابھارا اور جان و مال کی امان دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ انہوں نے ہزار شب کی ایک بھی نہ سنی۔

قریش کی مسند حکومت: اس کے بعد قریش نے ابوالسداد ہبۃ اللہ بن محسن کو اور دبیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں سے بعزت و احترام ملاقات کی۔ اور ان دونوں کو ان کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر کے عنایت فرمائی۔ قریش کے زیر حکومت نہر الملک، بادوریا، انبار، ہیت، دجیل، نہر بیطر، عکبرا، اوانا، تکریت، موصل اور نصیبین تھا۔

جزیرہ کا محاصرہ: خیان عرب سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے دیار بکر کا رخ کیا اور جزیرہ ابن عمر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ والی جزیرہ نے خطا معاف کرانے کی درخواست کی۔ تحائف و نذرانے پیش کئے۔ اثنائے محاصرہ میں ابراہیم ینال (سلطان کا بھائی) بھی آ گیا۔ امراء دور و نزدیک حاضر ہو کر تحفے پیش کرنے لگے۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرل بیگ نے ہزار شب کو دبیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے بعد مراجعت سلطان پھر ہاتھ پاؤں نکالے تھے) اور جو کچھ سرکشی و بغاوت سے روکا۔ دبیس تو اپنے مقبوضہ عراق چلا گیا اور قریش بساسیری کے پاس رحبہ میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

طغرل بیگ کا سنجار پر قبضہ: اسی اثناء میں قتلمش (یہ سلطان طغرل بیگ کا چچا زاد بھائی تھا) نے اہل سنجار کی گذشتہ کی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت قریش اور دبیس سے شکست کھا کر واپس آ رہا تھا۔ مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ سلطان طغرل بیگ نے ایک لشکر سنجار پر بھیج دیا جس نے طویل محاصرہ کے بعد بزور تیغ سنجار کو فتح کر لیا۔ گلی کوچوں میں قتل و خون ریزی کا بازار گرم ہوا۔ علی بن مرجی امیر سنجار بھی مارا گیا۔ باقی ماندگان کی بابت ابراہیم نے سفارش کی۔ سلطان طغرل بیگ نے ان لوگوں کی خطا معاف کی۔ سنجار اور اس کے ساتھ ہی موصل و مضافات موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو دی۔

طغرل بیگ کی بغداد کو مراجعت: اس عرصہ میں ۴۴۹ھ کا دورہ آ گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ رئیس الرؤساء خلافت مآب کی جانب سے استقبال کو آیا اور خلافت مآب کا سلام پہنچایا۔ طلائی جام مرصع بجواہر پیش کیا۔ خلعت دی۔ سلطان طغرل بیگ نے شکر گزاری کے بعد خلعت کو زیب تن کیا اور شاداں و فرحاں بغداد میں داخل ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے حاضری کی اجازت دی اور اسی غرض سے دربار عام منعقد کیا۔ سلطان طغرل بیگ مع اپنے سرداران لشکر اور مصاحبوں کے کشتیوں پر سوار ہو کر آیا جونہی خشکی پر قدم رکھا خلافت مآب کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جو زمین سے سات ذراع بلند تھا رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سلطان طغرل بیگ نے حاضر ہو کر دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلافت مآب کے اشارہ سے ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

طغرل بیگ کی توقیر: رئیس الرؤساء نے خلافت مآب کی جانب سے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا۔ ''امیر المومنین خلیفہ المسلمین تمہاری کوششوں کے بے حد شکر گزار ہیں اور تمہاری جاں نثاری اور خدمت گزاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں۔ امیر المومنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المومنین تم کو کل بلاد کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمران اللہ جل شانہ نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ کے مراعات و داد و فریاد تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ جس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بظاہر و باطن ڈرتے رہو۔ امیر المومنین کے احسانات و انعامات کو فراموش نہ کرو، عدل و انصاف کے پھیلانے، ظلم و جور کے روکنے اور رعیت کی اصلاح کی جان و دل کوشاں رہو''۔ سلطان طغرل بیگ نے زمین بوسی کی۔ خلیفہ قائم نے اشارہ کیا۔ خلعت فاخرہ عطا ہوئی اور ''ملک المشرق والمغرب'' کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرل بیگ نے بڑھ کر خلافت مآب کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور پھر اتار کر سر پر رکھ لیا۔ رئیس الرؤساء نے سند حکومت لکھ کر سلطان طغرل بیگ کے حوالے کی۔ دربار برخاست ہوا۔ سلطان طغرل بیگ اپنی قیام گاہ پر آیا۔ پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام مع گھوڑوں اور سامانوں اور تھوڑے سے پارچہ جات کے بطور نذر خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابراہیم کی سرکشی و اطاعت: ابراہیم نے بلاد جبل اور ہمدان پر قبضہ کر رکھا تھا اور آہستہ آہستہ اطراف بلاد جبل و ہمدان سے حلوان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہو گیا۔ اس کے بعد ابراہیم سے اور سلطان طغرل بیگ سے ان بن ہو گئی اس بنا پر کہ سلطان طغرل بیگ نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے قلعہ جات کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس طلب کیا تھا اور ابراہیم نے جوش مردانگی میں آکر انکار کر دیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر فراہم کر کے عساکر سلطانی سے جا بھڑا مگر پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی۔ شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ سرماج میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ سلطان طغرل بیگ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مجبوراً ابراہیم نے خطا معاف کرنے کی درخواست کی اور دروازہ قلعہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بیگ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے۔ سلطان طغرل بیگ قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ ہی قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو میں وہاں کی سند حکومت تم کو دے دوں تم وہاں چلے جاؤ۔ ابراہیم نے شرط اول کو اختیار کیا۔

قریش کی سرکشی و معزولی: ان واقعات کے بعد ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بیگ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ بساسیری نے قریش بن بدران والی موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلہ کی پشت پناہی سے بغاوت و سرکشی کی۔ سلطان طغرل بیگ نے ان کی سرکوبی کو بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم ینال (سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لئے ہوئے آ ملا۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے موصل کو قریش کے قبضے سے نکال کر ابراہیم کے سپرد کر دیا۔ علاوہ اس کے سنجار، رحبہ اور کل صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے ان کی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کی اور ۴۴۹ھ میں واپس آیا۔

معرکہ موصل: بعد ازاں ۴۵۰ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے۔ اس سے سلطان طغرل بیگ کو خطرہ پیدا ہوا، ابراہیم کو واپسی کا خط لکھ بھیجا۔ خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندری کے ہاتھ روانہ کیا۔ چنانچہ

ابراہیم نے طغرل کی [illegible] بغداد کی طرف مراجعت کی۔ بساسیری اور قریش بن بدران نے موقع پا کر موصل پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا۔ چند دن تک اس پر قابض رہے۔ سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل پر فوج کشی کر دی۔ بساسیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ گئے۔ [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اس مقام سے اس کا بھائی ابراہیم [illegible] ہمدان کی طرف [illegible] بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] مصر اور بساسیری [illegible] سلطنت [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible]

ہمدان کا محاصرہ

[illegible] ہمدان [illegible] ابراہیم [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] بغداد [illegible] خلیفہ قائم [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] بغداد کی جانب مراجعت کی۔

بساسیری اور قریش کا بغداد پر قبضہ

[illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] بساسیری اور قریش [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] بغداد [illegible] خلیفہ قائم [illegible] بغداد [illegible] بساسیری [illegible] خلیفہ [illegible] بغداد [illegible] بساسیری [illegible] بغداد [illegible]

بساسیری کا بغداد پر قبضہ: بساسیری نے بغداد میں داخل ہو کر پہلے جامع منصور میں مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں جامع رصافہ میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کے کہنے کا حکم دیا اور مقام زاہر میں [illegible] لشکر کے پڑاؤ کیا۔ چونکہ بساسیری کا میلان مذہب شیعہ کی جانب تھا اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھرتے تھے اور اہل سنت و جماعت قدیمی مخالفت اور بدسلوکی کے سبب سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندری [illegible] سلطان طغرل بک کی وجہ سے یہاں تک [illegible] کرنا چاہتا تھا اور رئیس الرؤسا [illegible] ایک روز اتفاق سے بغیر اطلاع کندری رئیس الرؤسا [illegible] ہو کر نکل پڑا اور جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں شکست کھائی۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔ باب الازج جو محل سرائے کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم [illegible] قصر ہائے خلافت کے [illegible] میں جا چھپے خلیفہ قائم نے کندری کو [illegible] خلافت کی مدافعت کا حکم دیا اور [illegible] اس وقت [illegible] قریش سے امان [illegible] خلیفہ قائم قصر ہائے خلافت میں واپس آیا اور قصر ہائے خلافت کی فصیل سے قریش کو پکارا اور [illegible] رئیس الرؤسا امان کی درخواست کی۔ رئیس الرؤسا کو بھی امان [illegible] قریش نے دونوں کو امان دی۔

خلیفہ قائم کی گرفتاری: رئیس الرؤسا اور خلیفہ قائم محل سرائے خلافت سے نکل کر قریش کے ساتھ ہو لئے بساسیری کو قریش کی یہ بد عہدی ناگوار گزری۔ بول اٹھا "اے قریش! تم نے ہمارے ساتھ بد عہدی کی"۔ قریش نے جواب دیا "یہ بد عہدی نہیں ہے ہم میں اور تم میں یہی عہد ہوا تھا کہ جس پر ہم لوگ قابض ہوں گے بالاشتراک قابض ہوں گے۔ یہ رئیس الرؤسا تمہارا ہے اور خلیفہ میرا ہے"۔ چنانچہ جس وقت رئیس الرؤسا بساسیری کے روبرو پیش ہوا بساسیری کمال تندخوئی سے پیش آیا۔ رئیس الرؤسا نے قصور معاف کرنے کی استدعا کی۔ بساسیری نے انکار کر دیا۔ باقی رہا خلیفہ قائم۔ اس کو قریش نے اسی صورت سے جیسا کہ وہ تھا اپنے لشکر گاہ میں لے لیا۔ اپنے خاص خیمہ میں اتارا اور اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت برادر سلطان طغرل بک کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا اور اس کی خدمت گزاری کا حکم دیا۔ دار الخلافت و حرم سرائے خلافت کئی دن سے لٹتا رہا۔

رئیس الرؤسا کا خاتمہ: بعد ازاں قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے ابن عم مہارش بن مجلی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد سے حدیثہ عانہ میں لے جا کر ٹھہرایا اور بساسیری بغداد میں مقیم رہ کر مصری امراء کے ساتھ نماز عید الاضحیٰ پڑھی اور رئیس الرؤسا کے ساتھ [illegible] سلوک پیش [illegible] تعصب مذہبی کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو [illegible] نے مکان میں [illegible] لونڈیاں خدمت کرنے کو اور مصارف روزانہ کے لئے اس کی تنخواہ مقرر کر دی۔ [illegible] قریش نے [illegible] کوفہ اور [illegible] کی گورنری عطا کی اور بساسیری نے رئیس الرؤسا کو آخری ذی الحجہ [illegible] کو جیل سے نکال کر [illegible] اس کی وزارت کے [illegible] صلیب پر چڑھا دیا [illegible] کہا جاتا ہے کہ رئیس الرؤسا کی ولادت ۳۹۷ھ میں ہوئی۔

بساسیری کا والی مصر کے نام خط: دار الخلافت بغداد کی غارت گری سے فارغ ہو کر بساسیری نے مستنصر علوی والی

مصر کی خدمت میں فتح کا اعلان نامہ روانہ کیا۔ عراق میں دولت علویہ کے جانشینوں کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع کی۔ اتفاق سے ان دنوں ابو الفرج برادر زادہ ابو القاسم مغربی مصر میں وزارت کر رہا تھا۔ اس نے بساسیری کے اس فعل کی بے حد مذمت کی اور والی مصر کو اس کے عواقب امور سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مدت تک بساسیری کی عرض داشت کا جواب نہ دیا گیا تو بساسیری کے خلاف امید جواب ملا۔

بساسیری کا واسط اور بصرہ پر قبضہ اس کے بعد بساسیری نے بغداد سے واسط و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور ان پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کی طرف بڑھا۔ ہزار سب بن تنکیر والی اہواز نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ چنانچہ ایک مقدار مقررہ خراج سالانہ بھیجنے پر صلح ہو گئی۔ مصالحت کے بعد بساسیری نے ماہ شعبان ۴۵۱ھ میں واسط کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اس سے علیحدہ ہو کر ہزار سب کے پاس چلا آیا۔ اس کو اس کے باپ کے بعد سند حکومت عطا ہوئی۔ جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

بساسیری کا فرار ان واقعات کے بعد بساسیری تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان طغرل بک کو بمقابلہ ابراہیم (برادر زادہ سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہوئی۔ بس اس نے اپنے بارے میں کوئی رائے تو قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرل بک نے قریش اور بساسیری کے پاس یہ پیام بھیجا "تم لوگ خلیفہ قائم بامر اللہ کو دار الخلافت میں واپس پہنچا دو اور خطبہ و سکہ ان کے نام کا بدستور جاری کر دو۔ میں قطعاً اسی امر پر قانع ہو جاؤں گا۔ ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کرو"۔ بساسیری نے انکاری جواب دیا۔ اس بنا پر سلطان طغرل بک نے لشکر آراستہ کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت سلطان کا مقدمۃ الجیش قصر شیریں میں وارد ہوا اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اہل کرخ مع اپنے اہل و عیال کے براہ خشکی و دریا بھاگ گئے۔ بنو شیبان کی ایک جماعت نے غارت گری شروع کر دی اور بساسیری مع اہل و عیال ۶ ذیقعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد داخل ہونے کے کامل ایک برس بعد بغداد سے کوچ کیا۔ بد نظمی کا بازار گرم ہوا اور قتل و خونریزی کی گرم بازاری ہو گئی۔

خلیفہ قائم کی بحالی: اسی اثناء میں سلطان طغرل بک بغداد پہنچ گیا۔ اس نے امام ابو بکر احمد بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اس کے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیجا تھا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرل بک کی بھتیجی) کے ساتھ کئے تھے اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو مامور کیا تھا۔ لیکن امام ابو بکر کے پہنچنے سے پیشتر قریش نے خلیفہ قائم کو روانہ کر دیا تھا کہ مہارش کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ وصیت کر دی تھی کہ خلافت مآب کو لے کر تم کسی بیابان میں چلے جاؤ۔ تاکہ سلطان طغرل بک یہ خبر پا کر قصد عراق سے باز رہے اور اس ذریعہ سے ہم بچ جائیں گے۔ سلطان سے ہم زور دے کر تحکم کرا لیں گے۔ مہارش نے اس کی تعمیل سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ بساسیری نے بدعہدی کی تھی اور میں حضرت کی کرسی نے خلافت مآب سے یہ حلف قول و اقرار کیا ہے کہ جس کا توڑنا میرے امکان سے باہر ہے۔ یہ پیام بھیجنے کے بعد مہارش مع خلافت مآب کے عراق کی جانب روانہ ہوا اور بدر بن مہلہل کے شہر کا راستہ اختیار کیا۔ ابن فورک کو اس کی خبر لگی تو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بدر کے پاس پہنچ گیا۔ خلافت مآب سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرل بک کی طرف سے خدمات گزاری اور تحفے پیش کئے۔ اسی میں سلطان طغرل بک تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کندری کو مع امراء دولت اراکین سلطنت کے جناب میں خیمے پردے اور گھوڑے دے کر خلیفہ قائم کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ بدر کے

تھی، ان دنوں جو خلافت مآب کی ملازمت کا شرف حاصل ہوا۔ خلیفہ [illegible] سے ملے [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] خلافت مآب [illegible] [illegible] خلافت مآب [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] خلافت مآب [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] خلافت مآب [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible]

بساسیری کا قتل: خلافت مآب [illegible] بغداد [illegible] بساسیری [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] بساسیری [illegible] خلافت مآب [illegible] بساسیری [illegible]

بساسیری [illegible]

کی طرف ولی کا لفظ فارسی اور بانئے درمیان میں ہے۔ فسا شہر کی طرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے۔ اہل فارس صاحب ایلچی ان اسی شہر کا رہنے والا تھا چونکہ بساسیری کا چیلا تو بسا کا رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کو بساسیری کہنے لگے۔

سلطان طغرل بیگ کی واپسی اور روانگی دار الخلافت بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزار سپ بن تنکیر والی اہواز نے حاضر ہو کر سلطان طغرل بیگ سے ملنے کو اطاعت میں حاضر ہوا عرض معروض کر کے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی قصور معاف کرائی اور معافی کی غرض سے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کا قصور معاف کر دیا۔ بعد ازاں ابو علی بن فضلان کو واسط پر بشرط ادائے خراج دو لاکھ دینار اور ابو سعد سابوری کو بصرہ پر مامور کیا اور بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ چند روز بعد ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا۔ بوقت روانگی امیر برسق کو بغداد کا شحنہ مقرر کیا۔ ابو الفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا نقیب چونکہ وہ بغداد کا ... جرم کی امارت اور کوفہ و فرات کی حکومت پر واپس کیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے سلطان طغرل بیگ کے مصاحبوں کو چار ہزار سالانہ نقد جاگیریں مرحمت ہوئیں۔

وزراء کی تبدیلیاں خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے پر ابو تراب اثیری و امیر ابو نصر مقرر کیا۔ نقیبوں کی فراہمی کی خدمت سپرد کی اور "حاجب الحجاب" کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلافت مآب کی حدیثہ کی اثنائے قیام میں کی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابو منصور یوسف نے ابو الفتح ابن احمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور عرض کیا کہ اگر ابو الفتح کو وزارت کا قلمدان عطا کیا تو ابو الفتح بطور نذرانہ کے ایک معتد بہ رقم سالانہ پیش کیا کرے گا۔ خلافت مآب نے شیخ ابو منصور کی سفارش منظور فرمالی چنانچہ ۵ ربیع الثانی ۴۵۲ھ کو ابو الفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے خلعت دیا اور قلمدان وزارت عطا فرمایا۔ ابو الفتح اس سے پیشتر ابو کالیجار کی طرف سے تجارت کرتا تھا۔ القصہ سال تمام ہو گیا اور رقم معینہ ادا نہ کر سکا۔ اس پر خلیفہ قائم نے اس کو معزول کر دیا۔ اہواز لوٹ آیا۔ اس کے بعد ہی ابو نصر بن جہیر وزیر نصیر الدولہ بن مروان بہ امید وزارت بغداد آیا۔ عہدہ وزارت کی درخواست کی اور خلافت مآب سے ... کے عہدہ وزارت حاصل کر لیا۔ خلافت مآب نے عہدہ وزارت عطا کرنے کے بعد فخر الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بیگ کی خلیفہ سے رشتہ کی درخواست ۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بیگ نے ابو سعد قاضی رے کے واسطے سے خلیفہ قائم کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس سے انکار کیا۔ بعد ازاں ابو محمد تمیمی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ سلطان طغرل بیگ امیر المومنین کو تین لاکھ دینار ... اور ... سالانہ ... سے

؎ [illegible] بساسیری [illegible]
[illegible] کی طرف جب منسوب کرتے تھے تو [illegible]
[illegible] بساسیری کہنے لگے۔ [illegible]
[illegible]

تھیں ان کے تعلقات کے وسعت پذیر ہونے کا خیال جس وقت تک کے وزیر عمید الملک نے خلافت مآب کو یہ پیغام پہنچایا۔ عمید الملک نے جس کا جواب دیا "الحمد للہ خلافت مآب نے سلطان کی درخواست منظور فرمائی۔ سلطان کو چاہیے کہ ان شرائط کو منظور کر لیں، وہ خلافت مآب کو یہ مناسب ہے کہ جو کچھ درخواست سلطان کے بارہ میں طلب فرمائیں"۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا خاموش ہو رہے۔ عمید الملک نے اس بات سے سلطان طغرل بیگ کو مطلع کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا بعد ازاں سلطان نے عمید الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ہمراہ تمام امرائے دربار جن میں فرامرز بن کاکویہ بھی تھا دس لاکھ دینار بے شمار جواہرات اور نذرانے دے کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔

خلیفہ کا رشتہ قبول کرنے سے انکار: عمید الملک نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھ ہمراہ لایا تھا پیش کیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بیگ کا پیغام سنتے ہی ارشاد کیا "اگر سلطان طغرل بیگ اپنے اس خیال سے باز نہ آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا"۔ عمید الملک نے عرض کی "خلافت مآب نے پہلے ہی سے انکار کیوں نہ کیا اور جب منظور فرما چکے اور اب وہ شخص بھیج دیا گیا تو اب انکار کے کیا معنی ہیں"۔ خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ اگلے دن عمید الملک اور اس کے ہمراہیوں کو نہروان کی طرف نکلوا دیا۔ قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر لگی گئے جو عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد و منت کرنے لگے۔ بعد اس کے خلافت مآب کی خدمت میں آئے نشیب و فراز سمجھایا بالآخر یہ اتفاق رائے حاضرین دربار بیوتان سے ایک خط بنام عمید نصر تکین (یہ سلطان طغرل بیگ کا مصاحب تھا) حسن تلافی کے عمید الملک روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرل بیگ کی طرف سے درشتی اور نرمی کا جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلافت مآب کو اس رشتہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور خلافت مآب پیچھے پاؤں نہیں رکھتے تھے۔

منگنی کا اعلان: ابو محمد تمیمی اماں ماہ جمادی الآخر ۴۵۳ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بیگ کے پاس چلا آیا کل واقعات اور حالات بیان کئے وہ اچھا موقع تھا کہنے لگا کہ نصر تکین اگر ان حالات سے واقف کرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا تھا۔ سلطان طغرل بیگ کو اس سے نصر تکین سے ناخوشی پیدا ہوئی۔ نصر تکین خوف جان سے بھاگ کھڑا ہوا۔ دیوان کے لوگوں نے سلطان کی اجازت سے نصر تکین کا تعاقب کیا اور پکڑ لائے۔ کچھ عرصہ تک اس کو قید رکھا۔ تب اس کے بجائے مرد تکین مامور ہوا۔ عمید الملک کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بیگ نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام ایک عتاب آمیز خط لکھا اور اپنی بیگم ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچتا جاتا ہے سلطان طغرل بیگ کی منگنی اپنی لڑکی سے منظور کر لی۔

سلطان طغرل بیگ کا عقد بنت خلیفہ قائم سے: وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بیگ کے ساتھ شہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کیا اور وزیر ابو الغنائم بن محلبان کی معرفت بادا سلامیہ میں خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ماہ شعبان ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز خلافت مآب کی بیٹی سے سلطان طغرل بیگ کا عقد ہو گیا۔ عقد ہونے کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خلافت مآب والا جاہ اور خلافت مآب کی بیٹی کے لئے (جس سے عقد ہوا تھا) مال و اسباب اور جواہرات روانہ کئے اور جس قدر عراق میں اس کی

متوفیہ بیوی کی جاگیریں تھیں سب خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بیک۔ [illegible] سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ امراء دولت تکریت سے ابو علی بن کالیجار، سرخاب بن بدر، ہزار سب اور ابو منصور بن فرامرز بن کاکویہ وغیرہ اس کے ہمراہ رکاب تھے۔ وزیر ابن جہیر خلافت مآب کی طرف سے استقبال کو آیا۔ سلطان طغرل بیک نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور غربی بغداد میں اپنے لشکر کے قیام کیا۔ کثرت لشکر سے رعایا واویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک کندری دار الخلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی لڑکی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلافت مآب نے اپنی لڑکی اور تحفہ سلطان کے اراکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کو ایک محل خالی کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ شاہزادی تخت پر جو سونے سے مرصع تھا جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بیک نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی بہت سا مال اور بے شمار جواہرات پیش کئے۔ چند روز تک اسی دستور سے سلطان طغرل بیک آتا جاتا رہا۔ امراء دولت عباسیہ اور خلافت مآب کے مصاحبوں کو انعامات دیئے۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ [illegible] ابو سعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جس قدر ٹیکس اور محصول رئیس الرؤساء نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ ابو [illegible] تحصیلدار بصرہ گرفتار کر لیا گیا۔ واسط کا ٹھیکہ دو لاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بیک کی وفات۔ سلطان طغرل بیک نے چند روز بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الآخر ۴۵۵ھ میں بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت رے میں داخل ہوا۔ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ ۸ رمضان سنہ مذکور یوم جمعہ کو وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش والی موصل، دبیس بن مزید، ہزار سب والی اہواز کی اور ورام اور بدر بن مہلہل وغیرہ بغداد میں آ گئے۔ ابو سعد فارسی ٹھیکیدار بغداد نے قصر عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پا کر بغداد سے خروج کر کے اطراف و جوانب بغداد کو غارت و تاراج کرنے لگا۔ دبیس بن مزید، بنو خفاجہ، بنو ورام اور کرد اس سے جنگ کرنے کو بڑھے۔ مسلم بن قریش کا مزاج درست ہو گیا۔ بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ اسی اثناء میں ابو الفتح بن ورام سردار اکراد جاوانیہ کا انتقال ہو گیا۔ عربوں نے غارت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ لوٹنے پر کمر کس لی بازاریوں اور بدمعاشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی جس سے نظام حکومت مدتوں درہم برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان۔ سلطان طغرل بیک کے انتقال کے بعد اراکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جغری کو سریر حکومت پر جلوہ افروز کیا۔ داؤد بن جغری بیک سلطان طغرل بیک کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد سلطان طغرل بیک نے اس کی بیوی (یعنی مادر سلیمان سے) عقد کر لیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرل بیک کا ربیب[2] بھی تھا اور بھتیجا بھی۔ سلطان طغرل بیک نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنایا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کر دی۔ باغیسیان اور اردم بغداد سے قزوین چلا گیا۔ عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جغری بیک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا۔ اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔

---

[2] ربیب اس کو کہتے ہیں جس کی ماں سے اس کے باپ کے مرنے کے بعد نکاح کیا ہو۔ (مترجم)

[illegible] وقت میں لوگوں کو رنجش اس کی جانب ہو گئی۔

عمید الملک کندری کی سرگذشت: عمید الملک کندری اپنی قابلیت کے سبب [illegible] ہو گیا تھا بیان ہو چکا ہے کہ [illegible] تمام [illegible] کا استقلال طغرل کی حکومت میں پیدا ہو گیا تھا [illegible] سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سلطان الپ ارسلان [illegible] مرتب کر کے خراسان سے [illegible] سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر پا کر [illegible] اطاعت قبول کر لی۔ عمید الملک کندری نے [illegible] سلطان الپ ارسلان کا قرب خصوصی حاصل کیا اور [illegible] نظام الملک سے [illegible] سلطان الپ ارسلان [illegible] ہو گئی چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے [illegible] کو قید کر کے مرو روذ کے قلعہ میں [illegible] اور ایک سال کے بعد [illegible] ذی الحجہ ۴۵۶ھ میں قتل کرا دیا۔

نظام الملک طوسی کے ابتدائی حالات: [illegible] ۴۰۸ھ [illegible] وقت [illegible] غزنویوں کی [illegible] محمود [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] سلطان الپ ارسلان [illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] [illegible] مشہور [illegible] بعد [illegible] ہوا۔

نظام الملک طوسی کا امام الحرمین سے [illegible]: [illegible] ابو المعالی [illegible] خراسان [illegible] آپ [illegible] مکہ [illegible] مدینہ [illegible] امام الحرمین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ [illegible] سلطان الپ ارسلان [illegible] نظام الملک طوسی [illegible] سلطان الپ ارسلان نے [illegible] سلطان طغرل بیگ [illegible] سلطان الپ ارسلان نے [illegible] سلطان الپ ارسلان کے [illegible] خدمت میں [illegible] سلطان الپ ارسلان نے اس واقعہ سے [illegible] امام الحرمین کو [illegible] واپس آیا [illegible] میں [illegible]

نظام الملک طوسی کی بغداد کو روانگی: جب سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا تو عمید الملک کندری وزیر فخر الدولہ ابن جہیر وغیرہ استقبال کو آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملاقات کی اجازت دے دی۔ جمادی الاول ۴۵۶ھ کو دربار عام کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے نمائندے نظام الملک نے حاضر ہو کر آداب بجا لائے۔ خلیفہ نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بیعت لی۔ ... عضد الدولہ کا لقب دیا۔ اور منبر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا اور تحریر فرمایا کہ سلطان کی درخواست "الولد المؤید" کے خطاب سے متعلق منظور کی جاتی ہے۔ یہ تحریر تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کی گئی۔ بیعت خلافت لینے کا نقیب ... سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا۔ ... ملاقات آذربائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی۔ سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ بعد ازاں بیعت خلافت کی ... ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کی مخالفت کر کے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے ہرات پر حملہ کر دیا اور ... کے قتل سے فتح حاصل کی۔ ... کے حالات ہم بعد واقعات کے بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قتلمش کی بغاوت: قتلمش خاندان سلجوقیہ کا ایک نامور ممبر تھا۔ سلطان طغرل بک سے نسبتاً قریب تر بلاد روم کے خاندان سے تھا۔ قونیہ، قیصریہ، اقصر اور ملاطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بک نے ابتداء جب کہ بغداد پر ۴۴۷ھ میں قبضہ حاصل کیا تھا، بساسیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔ انتقال کے بعد سلطان طغرل بک کے لشکر مرتب کرنے اور رے کا قصد کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر لگی، فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ مگر قبل اس کے کہ سلطان کے پہنچنے سے پہلے قتلمش نے رے کو تاخت کیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قتلمش کے پاس روانہ کیا اور نصیحت کی کہ ... روک دی جائے۔ قتلمش نے جواب دیا ... سلطان نے رے کے قریب پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ قتلمش کی فوج میدان جنگ سے فرار ہوئی۔ سلطان نے اس کی فوج کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ بہت سے قتل اور قید کئے گئے۔ اسی دار و گیر میں قتلمش بھی مارا گیا۔ قتلمش کے مارے جانے سے لڑائی فرو ہو گئی۔ سلطان کو اس کے مارے جانے سے سخت صدمہ ہوا۔ ... تعزیت ادا کر کے واپس کر دیا۔

سلطان الپ ارسلان کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد سلطان نے بقصد جہاد بلاد روم کا ارادہ کیا۔ آذربائیجان کی طرف سے گزرا۔ امیر طغرتکین مع اپنے ترکمانوں کے ... آیا۔ امیر طغرتکین کو ... واقفیت اور ... بہت بڑا ... سلطان ... اپنے امراء اور ... کشتیاں تیار کیں۔ خوئی اور سلماس ... قلعات آذربائیجان کے ... کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور خود بلاد گرجستان کی طرف روانہ ہوا۔ ... کو لے بعد ... جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ الغرض فتحیابی حاصل کرنے کے بعد ... کا تاج ... سلطان الپ ارسلان نے اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اصفہان میں چند روز قیام کر کے کرمان کا رخ کیا۔ ... بک

[illegible] حاصل کیا۔ بعد [illegible] سلطان مرو کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے [illegible] سے اپنا [illegible] اور دوسرے بیٹے کو [illegible] سے [illegible]

ملک شاہ کی ولی عہدی ۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بنایا، امرائے سلطنت اور وزرائے دولت سے ملک شاہ کی ولی عہدی کی بیعت لی [illegible] ولی عہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ بعد ازاں بلاد [illegible] اپنے بھائی [illegible] اپنے دوسرے بھائی [illegible] کیا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد وزیر سلطنت نظام الملک نے [illegible] میں مدرسہ نظامیہ بغداد [illegible] عالی شان عمارت [illegible] درس کے لئے منتخب کئے گئے [illegible] مدرسہ [illegible] اور ایک عظیم الشان مدرسہ کے لئے [illegible] وقت حاضر [illegible] اتفاق [illegible] شیخ ابو اسحاق کا [illegible] مدرسہ [illegible] تشریف لائے۔

خلیفہ کے وزراء فخر الدولہ بن جہیر [illegible] جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں [illegible] خلافت مآب نے [illegible] چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل [illegible] کے پاس [illegible] خلافت مآب نے [illegible] وزارت پر [illegible] کرنے کے لئے [illegible] خلافت مآب کا فرمان [illegible] بغداد [illegible] عمید الدولہ [illegible] خلافت [illegible] خلافت مآب نے [illegible] عمید الدولہ [illegible] کیا۔

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

مکہ معظمہ میں عباسی خطبہ کا اجراء: ۴۶۳ھ میں محمد بن ابی ہاشم امیر مکہ نے خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی مصری کا خطبہ موقوف کر دیا۔ [illegible] حی علی خیر العمل [illegible] اذان سے نکال دیا اور اپنے بیٹے کو بطور سفیر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خبر سے [illegible] خوش ہوا۔ [illegible] اور ایک [illegible] مرحمت کیا اور [illegible] مقرر کر دیئے۔

ابن قریش اور ابن مزید کی اطاعت: اسی سنہ میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کی۔ یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی اور حکومت کے خلاف ہو گئے تھے [illegible] عراق نے سلطان [illegible] ان دونوں نے [illegible] کے لئے [illegible] جب ان دونوں کو [illegible] گئی کہ سلطان سے [illegible] سلطان کی خدمت میں [illegible] واپسی کے وقت [illegible] مسلم بن قریش [illegible] سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ [illegible] سلطان کی [illegible] دونوں نے [illegible] اطاعت [illegible]

سلطان الپ ارسلان کا حلب پر قبضہ: [illegible] خلیفہ عباسی [illegible] مصر [illegible] سلطان الپ ارسلان کی حکومت [illegible] اور سمجھا کہ ان لوگوں کو خلافت عباسیہ اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۲ھ میں [illegible] حلب پر خلیفہ قائم [illegible] سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا [illegible] خلافت عباسیہ سے [illegible] لقب [illegible] سلطان الپ ارسلان نے حلب کا قصد کیا۔ [illegible] اطاعت کے طور پر [illegible] سلطان [illegible] سلطان کی خدمت میں بھیجا اور [illegible] معافی چاہی۔ سلطان نے حاضری پر اصرار کیا [illegible] سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ [illegible] قائم رکھا۔ اس کے بعد سلطان [illegible]

ارمانوس والی قسطنطنیہ کا بلاد اسلامیہ پر حملہ: ارمانوس بادشاہ روم والی قسطنطنیہ نے ۴۶۳ھ میں ایک لشکر عظیم کے ساتھ بلاد اسلامیہ [illegible] اور سلطان الپ ارسلان [illegible]

دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوئی مضافات آذربائیجان میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا اس خبر کو سن کر سخت غضبناک ہوا لیکن بوجہ بعد مسافت زیادہ فوج فراہم نہ کر سکا۔ دوبارہ لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ لشکر مع اہل و عیال اور مال و اسباب کو بہ اطاعت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور آپ بنفس نفیس پندرہ ہزار کی جمعیت سے ارمانوس کے مقابلہ پر بہ تیزی کے روانہ ہوا قدم کے بعد ہم اللہ اکبر کہتا ہوا قریب خلاط ملاذکرد مقدمۃ الجیش سے رومی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد اس سے زیادہ تھی۔ سخت لڑائی ہوئی بالآخر رومی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ بادشاہ گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے پاس ہمدان بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد رومی فوج سے مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔

ارمانوس کی گرفتاری و رہائی: سلطان الپ ارسلان نے مصالحت کا پیغام بھیجا۔ ارمانوس نے انکار کر دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا لیکن مجبوراً اپنے حوالی موالی کے ہمراہ بڑے عجز والحاح سے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا مانگی۔ تمام رات بے قراری اور بے چینی میں گزاری۔ صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور خود صف آرائی میں مصروف ہوا۔ ادھر سلطان سجدہ میں اللہ کے حضور دعا مانگ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔ سلطان نے سجدے سے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیدوار ہو کر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اس وقت لشکر اسلام کا عجیب منظر تھا۔ سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید و بیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کیے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے۔ یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج و مصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ بات کی بات میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ جس طرف نظر اٹھتی تھی عیسائی مقتولوں کی لاشیں نظر آتی تھیں۔ ارمانوس گرفتار ہو کر آیا۔ اسے کسی غلام نے گرفتار کیا تھا۔

صلح نامے کی شرائط: اس وقت سلطان کے روبرو پیش ہوا۔ سلطان نے تین کوڑے اس کے سر پر رسید کیے اور ارشاد فرمایا کیوں ارمانوس تیرے بارے کی کیا رائے تھی؟ میں نے تجھے مصالحت کا پیغام دیا تھا۔ تو نے انکار کیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ارمانوس نے شرم سے سر جھکا لیا۔ ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زرفدیہ دے کر رہائی کا اقرار کیا اور یہ کہ جس قدر اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں ان کو چھوڑ دے اور آئندہ سے رومی فوج سلطان کی ریزرو فوج تصور کی جاوے گی جس وقت سلطان کسی مہم کے لئے طلب فرماوے فوراً بلا عذر حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر پچاس برس کے لئے عہد قرار پایا۔ سلطان نے اس کو بہ عزت و احترام ایک خلعت مرحمت فرما کر ارمانوس کو رخصت کیا۔

رومیوں کو جس وقت ارمانوس کی شکست و گرفتاری کی خبر پہنچی۔ پریشان ہو گئے بغاوت کا موقع مل گیا۔ مملکت روم پر قابض و متصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو اس کی خبر ہوئی۔ تو جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا۔ سب جمع کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس مال و اسباب کی تعداد دو لاکھ دینار تھی۔ علاوہ اس کے ایک طشت جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جس کی قیمت نوے ہزار تھی۔ چند روز بعد ارمانوس نے ملطیہ اور الرہا کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتسز کی عہدہ داری سے معزولی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے شروع زمانہ

خدمت میں آلتکین [illegible] جو [illegible] تھا [illegible] کو [illegible] کیا تھا [illegible] آلتکین [illegible]
آلتکین نے بیٹے کو بجائے اپنے مقرر کر کے [illegible] سلطان کی خدمت میں آیا۔ آلتکین کے بیٹے نے [illegible]
اختیار کی اور [illegible] ایک شخص [illegible] سے متصل [illegible] اور [illegible] خدمت [illegible]
[illegible] تحریر کی۔ چونکہ نظام الملک کو آلتکین کی [illegible] منظور تھی۔ [illegible] آلتکین [illegible]
[illegible] خلیفہ [illegible] کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible] جاگیر [illegible] خلافت سے [illegible]
[illegible] نظام الملک نے آلتکین [illegible] خلافت مآب
نے [illegible]
[illegible]

سلطان الپ ارسلان کا انتقال [illegible] سلطان الپ ارسلان نے [illegible] قصد کیا [illegible]
[illegible] سلطان کے
[illegible] سلطان [illegible] یوسف [illegible]
[illegible] سلطان نے [illegible] یوسف نے [illegible] سلطان نے [illegible]
[illegible] سلطان نے [illegible] سلطان نے [illegible] یوسف [illegible]
سلطان [illegible] سلطان [illegible] یوسف [illegible]
[illegible]
[illegible]

سلطان الپ ارسلان کی سیرت اور کردار سلطان الپ ارسلان [illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] اپنے بیٹے ملک شاہ کے [illegible]
[illegible] نظام الملک [illegible]
[illegible] سلطان الپ ارسلان [illegible]
[illegible] خلافت مآب نے [illegible]

سلطان الپ ارسلان کی وصیت سلطان الپ ارسلان نے [illegible]
[illegible]
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] ملک شاہ [illegible]

[illegible] سے یہ کمال [illegible] کرتا۔

سلطان ملک شاہ کی حکومت کا آغاز: ملک شاہ مسند حکومت پر متمکن ہو کر جوں ہی دارالسلطنت سے رخصت ہوا، مرحوم سلطان الپ ارسلان کے چچا [illegible] لشکریوں کی [illegible] پہنچا۔ [illegible] ملک شاہ نے [illegible] اطاعت [illegible] سے [illegible] ملک شاہ کی جانب [illegible]۔

نظام الملک طوسی کا عروج: ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مختار بنا دیا۔ [illegible] خطابات دیئے۔ "اتابک" [illegible] "امیر الوالد"۔ نظام الملک نے [illegible] سلطنت کو نہایت ہوشیاری [illegible] عدل و انصاف سے تمام ملک کو [illegible] ۴۶۹ھ میں [illegible] ملک شاہ [illegible] خلیفہ [illegible] "المقتدی بامر اللہ" [illegible] ملک شاہ کی سلطنت کو [illegible] حکومت عطا کیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات: [illegible] اتفاق [illegible] کا انتقال ہو گیا۔ [illegible] محمد بن خلیفہ قائم [illegible] خلیفہ قائم نے وفات پائی۔ [illegible] خلافت کی [illegible] نماز جنازہ [illegible] مرحوم کی حسب ہدایت [illegible] نظام الملک [illegible] قاضی القضاۃ ابو عبداللہ [illegible] ادا کی۔

باب: ۳۰

عبداللہ بن محمد مقتدی بامراللہ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

خلیفہ قائم کی نسل میں اولاد ذکور سے سوائے خلیفہ مقتدی کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد اپنے باپ خلیفہ قائم کی زندگی میں انتقال کر چکا تھا۔ چونکہ خلیفہ قائم کا صرف یہی ذخیرۃ الدین تھا اور کوئی لڑکا نہ تھا لہٰذا ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قائم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج و صدمہ کو مسرت و خوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کی کنیز ارجوان نامی حاملہ تھی، اس سے اس حادثہ کے چھٹے مہینے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ محمد نام رکھا۔ جس وقت بساسیری کا خروج و دور دورہ تھا، محمد ابوالغنائم بن محلبان کے ساتھ حران چلا گیا تھا، اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی اور پھر جب خلیفہ قائم دارالخلافت بغداد میں واپس آیا، محمد بھی واپس آ گیا۔ پھر جب خلیفہ قائم کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو محمد کو ولی عہد مقرر کر کے بیعت لی اور "المقتدی بامراللہ" کا لقب دیا۔

خلیفہ قائم کی وصیت کی تعمیل: خلیفہ مقتدی نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو کر اپنے دادا خلیفہ قائم کی وصیت کے بموجب فخر الدولہ بن جہیر کو بعہدۂ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کو روانہ کیا، تحائف اور نذرانے بے شمار بھیجے۔ ۴۶۹ھ میں سعد الدولہ گوہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف سے شحنہ ہو کر دارالخلافت میں داخل ہوا۔ اس نے امیر عمید ابو نصر مضافات بغداد کی حکمرانی کو آیا۔ ۴۷۰ھ میں مؤید الملک بن نظام الملک بغرض تحصیل علم وارد بغداد ہوا، مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

وزراء کی تبدیلیاں: ۴۶۹ھ میں ابو نصر بن استاد ابو القاسم قشیری حج کو گئے، حج ادا کرنے کے بعد دارالخلافت بغداد میں قیام کیا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ ابو اسحاق کے رباط میں معتقدین کو چونکہ ابو نصر مذہب اشعری کا پابند تھا، حنابلہ نے ردّ و قدح شروع کی۔ جانبین سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی۔ رفتہ رفتہ بحث مباحثہ نے تکرار اور مجادلہ کی صورت اختیار کر لی۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ قصر کا دروازہ بند کیا گیا، مدرسہ نظامیہ کے قریب غارت گری شروع ہو گئی۔ مؤید الملک نے عمید اور تحصیلدار کو طلب کیا۔ جو فوراً لشکر لئے ہوئے حاضر ہو گئے۔ فتنہ و فساد کی آگ فرو ہو گئی۔ نظام الملک کے پاس اطلاع پہنچی تو اس نے اس فتنہ و فساد کو برا جانا

[illegible] خلیفہ مقتدی کی خدمت میں [illegible] سلطان ملک شاہ [illegible] خلافت [illegible] آپ نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کے مطابق [illegible]

اتسز کا دمشق کا محاصرہ [illegible] (ملک شام) [illegible] دمشق [illegible]

دمشق پر قبضہ [illegible] خلیفہ مقتدی [illegible] "حی علی خیر العمل" [illegible] دمشق [illegible]

مصر کا قصد [illegible] دمشق [illegible]

کے عوض میں ایک برس کا خراج معاف کر دیا۔ اسی اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اقسز کے اہل و عیال اور ملازموں پر دفعتاً ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہ لوگ خوف جان سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہوئے ہیں۔ اہل قدس نے محراب داؤد میں جا کر محاصرہ کر لیا ہے۔ اقسز اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار اقسز نے بزور تیغ ان کو مفتوح کیا اور چن چن کر جس کو جہاں پایا قتل کیا سوائے ان لوگوں کے جو حرم میں جا چھپے تھے کوئی جانبر ہونے نہ پایا۔

اقسز بن آبق خوارزمی کا قتل۔ ٤٧١ھ میں ملک شاہ نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو بلاد شامیہ پر حملہ کرنے کی اجازت دی شرط یہ قرار پائی کہ جن شہروں کو تم مفتوح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور ہوں گے۔ چنانچہ تتش اسی سنہ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کر حلب کی طرف روانہ ہوا اور حلب پر پہنچ کر نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ تتش کے ہمراہ ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر تھا۔ اسی زمانہ میں والی مصر نے ایک فوج بہ افسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اس فوج نے دمشق پر پہنچ کر ہر چہار طرف سے اس کو گھیر لیا تھا۔ اقسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو محاصرہ حلب پر چھوڑ کر دمشق کا رخ کیا۔ مصری لشکر نے یہ خبر پا کر دمشق کے محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ اسی عرصہ میں تتش آ پہنچا۔ اقسز ملنے کی غرض سے شہر کے باہر آیا۔ تتش نے اقسز کو غفلت اور بے پروائی پر جھڑکیاں دیں۔ اقسز عذر کرنے لگا۔ تتش کو غصہ آ گیا، گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا۔ یہ واقعہ ٤٧١ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر روایت کرتے ہیں کہ یہ واقعہ ٤٧٢ھ کا ہے۔ ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اقسز نام اصلی تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اقسز تھا تو یہ ترکی نام ہے۔

شیخ ابو اسحاق کی سفارت۔ خلافت مآب کی کمزوری کی وجہ سے عمید العراق ابو الفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے۔ رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت کے حقوق نظر انداز بلکہ خلافت مآب کا پاس و لحاظ بھی ترک کر دیا تھا۔ خلافت مآب نے ٤٧٥ھ میں شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کو روانہ کیا۔ شیخ ابو اسحاق کے ہمراہ علماء شافعیہ کا ایک گروہ تھا۔ از انجملہ ابو بکر شاشی تھے۔ جن جن شہروں سے شیخ کا گزر ہوا اہل شہر کا مجمع شیخ کی دست بوسی کرتے رکاب پکڑے ہوئے میلوں ساتھ چلتے۔ تعریف و توصیف میں قصائد پڑھتے اور بہ حسب حال نذرانے پیش و معروض کرتے۔ غرض شیخ مسافت طے کرنے کے بعد سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان اور وزیر السلطنت ادب و احترام سے پیش آئے۔ امام الحرمین اور شیخ سے وزارت مآب کے حضور میں مناظرہ ہوا۔ جس کو مورخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ شیخ ابو اسحاق کی واپسی کے بعد لوگ عمید العراق کی اہانت کرنے لگے۔ اسی وجہ سے اس کے ظلم و ستم کے ہاتھ کوتاہ ہو گئے۔

عمید الدولہ کی معزولی: ماہ صفر ٤٧٦ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ ابن فخر الدولہ بن جہیر کو عہدہ وزارت سے معزول فرمایا۔ اتفاق یہ کہ جس روز عمید الدولہ معزول کیا گیا اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط بنی جہیر کی طلبی کے لئے صادر ہوئے۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ و فخر الدولہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ مع اپنے

[illegible]

آمد کا محاصرہ [illegible]

شرف الدولہ کو معافی [illegible]

ابوالقاسم کا دیار بکر پر قبضہ: اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ چنانچہ سنہ [illegible] میں زعیم الرؤساء ابوالقاسم کو دیار بکر کی طرف روانہ کیا۔ زعیم الرؤساء نے دیار بکر پہنچ کر آمد کا محاصرہ کر لیا اور مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ اہل شہر ترکمانوں [illegible] رسد وغیرہ کی آمد بند کر دی۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ اسی اثناء میں دو آدمیوں نے زعیم الرؤساء سے ساز باز کر کے دروازہ شہر پناہ کھول دیا اور زعیم الرؤساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اہل شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لیے کیونکہ ان عیسائیوں نے ذات حکمرانی ابن مروان میں اہل شہر پر بے حد ظلم و ستم کئے تھے اور یہی لوگ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز و ممتاز تھے۔ ادھر فخر الدولہ میافارقین کا محاصرہ ڈالے پڑا تھا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم لشکر سلطان ملک شاہ کی طرف سے لیے ہوئے فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا۔ ان کے آنے سے محصوروں کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ مزید آفت یہ آئی کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف گر گئی۔ اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر پناہ چاہی۔ آواز کا بلند ہونا تھا کہ فخر الدولہ کا لشکر جبراً شہر میں گھس پڑا اور بنی مروان کے کل خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] (ابن مروان) [illegible] اپنے بیٹے کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کی شرف قدم بوسی حاصل کی۔

جزیرہ کی مہم: میافارقین سے فارغ ہو کر فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو روانہ کی۔ جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات سے تھا۔ فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد وغیرہ کی آمد بند کر دی۔ جنگ شروع ہو گئی۔ اثنائے جنگ میں ایک گروہ اہل شہر کا والی جزیرہ سے باغی ہو گیا۔ والی جزیرہ ابن [illegible] مجبور [illegible]۔ ان لوگوں نے [illegible] کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا شہر میں گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ انہی واقعات پر [illegible] کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو جاتی ہے فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

فخر الدولہ کا انتقال: چند روز بعد سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ تب فخر الدولہ موصل چلا جاتا ہے اور وہیں ۴۸۳ھ میں عزلت گزینی اختیار کر لیتا ہے۔ فخر الدولہ موصل کا رہنے والا تھا۔ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ [illegible] قریش بن بدران بن مقلد کی خدمت میں رہا۔ پھر ناگہاں [illegible] کے بادشاہ روم کے پاس گیا۔ وہاں سے واپس حلب آیا۔ معز الدولہ ابی ثمال بن صالح کے دربار میں قلمدان وزارت حاصل کیا۔ چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا۔ ابن مروان اور اس کے بیٹے کے یہاں [illegible] عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ تھوڑے دنوں وزارت کر کے بغداد کا قصد کیا۔ خلافت مآب نے بھی قلمدان وزارت سے سرفراز فرمایا جیسا کہ آپ اگلے اس کے آخری زمانہ تک کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کے وزراء: خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے معزول کر دیا تو ابو الفتح مظفر بن رئیس الرؤساء کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا۔ پھر اس کو معزول کر کے ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا تو ۴۸۴ھ تک عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ابو سعد بن سمحا یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو اصفہان جاتا تھا۔ خلیفہ مقتدی نے اس سے مطلع ہو کر ایک حکم ذمیوں کو مجبور کرنے کی بابت جاری کر دیا۔ بعضوں نے اسلام

قبول کر لیا اور بعض بھائی کے بجائے ان لوگوں کے جو اسلام لائے تھے۔ ابو سعد علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کاتب اور اس کے اعزہ تھے۔

عمید الدولہ کا عہدۂ وزارت پر تقرر: جس وقت ابو سعد اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے تو وزیر ابو شجاع کی شکایت کی سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلافت مآب کی خدمت میں ایک عریضہ معزولی وزیر ابو شجاع سے متعلق روانہ کیا۔ خلافت مآب نے وزیر ابو شجاع کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اس کے بجائے ابو سعد بن علاء بن حسن کاتب کو عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس بیٹا عمید الدولہ بن جہیر کی بحالی کا بھیجا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلافت مآب سے فرمان حاصل کیا تو عمید الدولہ کو دوبارہ خلافت میں بھیج دیا۔ خلافت مآب نے ۴۷۶ھ میں قلمدان وزارت پھر عمید الدولہ کے سپرد کر دیا۔ نظام الملک روانہ ہوا تو عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت کی مبارکباد دینے آیا۔ معزول وزیر ابو شجاع نے ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور محمود بن نصر بن صالح بن مرداس والی حلب نے جامع حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ اس کے بعد محمود بن صالح نے دولت علویہ سے منحرف ہو کر دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی [illegible] (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی۔ [illegible] شہر اور عمائدین حلب کے مشورہ سے امور سلطنت سر انجام پانے لگے۔ ان لوگوں کی نگاہیں شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل پر تھیں اور اسی شخص کی ان سرداروں [illegible]۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن قتلمش نے بلاد روم میں اپنی حکومت و سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ۴۷۷ھ میں انطاکیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اور شرف الدولہ والی حلب سے [illegible] ہو گئی۔ ایک دوسرے سے جنگ ہوئی تو [illegible] انجام [illegible] سلیمان بن قتلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۴۷۸ھ میں مار ڈالا۔ اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی۔ اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کی [illegible]۔ اہل حلب کی چونکہ [illegible] لوگ اس کے طرفدار تھے [illegible] علم حکومت کے آگے گردن جھکائے ہوئے تھے چنانچہ اہل حلب نے [illegible] سلطان ملک شاہ کو دمشق میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے۔ ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ [illegible] اس مرتبہ [illegible] حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ امیر ارتق بن اکسب بھی تھا۔

چونکہ امیر ارتق نے جب کہ سلطان ملک شاہ موصل کی طرف آیا ہوا تھا [illegible] شرف الدولہ کو

---

[1] انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا [illegible] سلیمان بن قتلمش [illegible] تاریخ الکامل جلد [illegible] صفحہ [illegible]

[2] [illegible] شرف الدولہ [illegible] قتلمش [illegible] شرف الدولہ [illegible] تاریخ الکامل جلد [illegible] صفحہ [illegible]

قتل ہونے کی اجازت [illegible] سلطان ملک شاہ [illegible] کے پاس چلا آیا تھا اور [illegible] بیت المقدس میں [illegible] وقت [illegible] (تاریخ الدولۃ [illegible]) [illegible] سے پہلے [illegible] سلطان [illegible] سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے [illegible] سلطان ملک شاہ [illegible] سلطان نور الدین محمود زنگی [illegible] حاصل کیا۔

والیٔ شیراز کی اطاعت: جب سلطان ملک شاہ نے بغداد [illegible] زمانے میں امیر نصیر [illegible] والیٔ شیراز [illegible] ولایت [illegible] اطاعت قبول [illegible] سلطان [illegible] کیا۔

سلطان ملک شاہ کی بغداد میں آمد: [illegible] سلطان ملک شاہ [illegible] بغداد [illegible] خلافت [illegible] سلطان [illegible] نظام الملک [illegible] سلطان ملک شاہ [illegible] بغداد [illegible] اصفہان [illegible] خلیفہ [illegible] بغداد [illegible] سلطان [illegible]

ہونے شروع کئے تو زمانے نے مہلت نہ دی۔

بغداد میں فتنہ و فساد: دارالخلافت بغداد بلحاظ آبادی اور نیز بلحاظ عمارات اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں تک ہماری محدود واقفیت شہادت دیتی ہے ابتداء آفرینش سے آج تک کوئی شہر نہ پہنچا ہو گا مگر جب طالع برگشتہ ہوا اور زمانے نے دولت عباسیہ کے قوائے عمرانی کو کمزور اور مضمحل ہو جانے سے بغداد فتنہ و فساد کا مخزن اور معدن بن گیا تھا۔ فتنہ پردازوں، چوروں اور بدمعاشوں کی وہ کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی اور گوشمالی سے عاجز آ گئے تھے۔ بعض اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ و جدال کرنے کو تیار ہو کر جاتا اور ناکام واپس آتا تھا اور کہنا چاہیئے کہ باشندگان بغداد کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا تھا۔ کبھی اہل سنت و جماعت اور شیعہ بوجہ اختلاف مذہب و عقائد جھگڑ جاتے تھے۔ کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد برپا ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی باری تعالیٰ کی ذات و صفات میں صراحتاً تشبیہ دیتے تھے ان کے نزدیک امام احمد بن حنبل کی بھی یہی رائے ہے حالانکہ امام صاحب اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ نوبت جدال و قتال تک پہنچ جاتی تھی۔ روز بروز یہ فتنہ تمام شہر پر چھا گیا اب اس کا انسداد غیر ممکن تھا۔ فسادات کے واقعات مرتب ہوتے رہتے۔ خلفاء عباسیہ تو بے کار ہی ہو گئے تھے امراء بنی بویہ و ملوک سلجوقیہ بھی اس کو سدھارنے کے بجائے پروا نہ کرتے تھے اس وجہ سے کہ بنی بویہ رے میں رہتے تھے اور ملوک سلجوقیہ اصفہان میں۔ چونکہ دارالخلافت بغداد کی ان دونوں مقامات سے بہت دوری تھی۔ ان کی شوکت و ہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہ پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے دارالخلافت بغداد میں جو شحنہ یعنی کوتوال رہتا تھا وہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکتا تھا۔ وہی فتنہ و فساد اس کے روکنے سے رک جاتا تھا جو عام تمدن ہونے کی حد تک نہ پہنچا تھا اور امراء بنی بویہ و ملوک سلجوقیہ کو بھی بڑا تاؤ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی جانب کوئی توجہ نہ تھی اس وجہ سے کوشش نہ ہوئی کہ وہ بھی ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان امور کے انجام دینے میں مشغول و مصروف رہے جو ان سے زیادہ اہم بالشان تھے انہی وجوہات سے ان مفاسد و فتنوں کا بغداد سے قلع قمع نہ ہو سکا۔ آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا قائم رہتا تا آنکہ اس کی خوش منظر عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ آبادی ویرانی سے بدل گئی۔ خوشی اور چہل پہل کا نام و نشان باقی تک نہ رہا۔ صرف نقش و نگار صفحہ قرطاس پر باقی رہ گئے جس کو زمانہ نہ مٹا سکا۔

نظام الملک طوسی کی وزارت: نظام الملک ابوعلی حسن بن علی بن اسحاق طوسی ایک زمیندار کا لڑکا تھا۔ طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشو و نما پائی۔ کتب شعر و ادب پڑھیں۔ حدیث و فقہ کی تعلیم پائی، امارت غزنویہ کی خدمت کی۔ ابتداءً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی چونکہ بہت شائستہ، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیاروں میں شمار کیا جانے لگا۔ اتفاق یہ کہ جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ جو کچھ سال بھر میں نظام الملک پیدا کرتا سب چھین لیتا تھا۔ ایک مدت تک نظام الملک صبر و استقلال کا پتھر اپنے سینے پر رکھ کر ضبط کرتا رہا آخر تنگ آ کے ملازمت چھوڑ کر جعفری بیگ داؤد کے پاس چلا گیا۔ آقائے سابق نے پیچھا کیا تو جعفری بیگ نے روک لیا۔ ابوعلی بن شاذان کی ڈیوٹی میں کام کرنے لگا۔ جو جعفری بیگ داؤد والد سلطان الپ ارسلان و برادر سلطان طغرل بیگ کی طرف سے صوبہ بلخ کا والی تھا۔ چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری، انتظام اور الجھے ہوئے پیچیدہ معاملات کے سلجھانے کی عام شہرت ہو گئی تھی اور خود ابوعلی نے بوقت وفات سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری، امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس وجہ سے وفات کے بعد ابوعلی سلطان

الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلمدان وزارت سپرد کر دیا اور کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک و مختار بنا دیا۔ چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدۂ وزارت سے ممتاز و سرفراز رہا اور جن مراتب علیہ پر پہنچا ان کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اس کی اولاد و عہدہ پانے [illegible] سے ممتاز تھی۔ سلطان کو اس کا اس وجہ سے ملال ہوا تھا کہ اس کے پوتے عثمان جمال (جو شہر مرو کا حاکم تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر سے جس کو سلطان نے مرو میں مقرر کر کے روانہ کیا تھا جھگڑا ہو گیا۔ عثمان جمال نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اس امیر نے رہا ہو کر کے خبر دے دی۔ امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ سلطان کو سخت ملال ہوا اور نظام الملک کے لحاظ سے عثمان جمال سے کچھ جواب طلب نہ کیا بلکہ نظام الملک کے پاس اپنے ایک معتبر قاصد کو عثمان جمال کی شکایت کے لئے بھیجا۔ نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا۔ سلطان اور نظام الملک میں باہم ایک مدت تک اس معاملے سے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی شاعروں نے خوب زبان بھی خوب کہیں۔

نظام الملک طوسی کا قتل: یہ واقعہ ان ایام کا ہے جبکہ ماہ رمضان ۴۸۵ھ آ گیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد کی جانب آ رہے تھے۔ نہاوند کے قریب پہنچ کر منزل کی۔ نظام الملک بعد افطار صوم خیمے سے نکل کر اپنے خیمے کی طرف جا رہا تھا۔ ایک لڑکا (جو فرقہ باطنیہ سے تھا) استغاثہ کی صورت بنا کے سامنے آیا۔ نظام الملک نے رقعہ لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا۔ لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہنچ کر پیٹ میں چھری بھونک دی۔ نظام الملک زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی وقت جاں بحق ہو گیا۔ لڑکے کو بھاگتا لشکریوں نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ سلطان ملک شاہ دوڑا ہوا اسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کی تسکین کی صورت دیکھنے سے گویا اطمینان اور تسلی ہو گئی۔ تیس برس وزارت کی۔ اس وزارت کے عرصہ میں اس نے ملک شاہ کے باپ الپ ارسلان کے [illegible] خدمات انجام دی تھی۔

سلطان ملک شاہ کی وفات: نظام الملک کی شہادت کے بعد جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور چند مدت سفر کر کے آخر ماہ رمضان ۴۸۵ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر عمید الدولہ ابن جہیر نے استقبال کیا۔ سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی وفات کے بعد یہ قصد کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہی شکایت شہادت کا ذریعہ تھا اس وجہ سے سلطان ملک شاہ کے خیالات اس کی طرف سے پھرے ہوئے تھے۔ نماز عید پڑھ کر سلطان نے اپنے شکار گاہ کی جانب معاودت کی۔ موت کا وقت آ گیا۔ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو انتقال کر گیا۔

سلطان محمود کی تخت نشینی: سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکان خاتون نے اس واقعہ کو چھپایا اور مال و اسباب جس کا اکثر حصہ دربار کا تھا سب کا سب گھرا کے خلافت میں بھیج دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی طرف روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت دربار کے امرا اور ارکان سلطنت کو بے شمار نقدی دی گئی اور یہ ہدایت کر دی گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین

۱؎ خواجہ نظام الملک طوسی [illegible] ذکر کیا گیا۔

اور مرحوم سلطان کا وارث تاج الدین تتش بنانا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا بعد ازاں ترکان خاتون نے قوام الدولہ کربوقا (جو آئندہ موصل کا حکمران ہوگا) کو نصب کر کے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔ قلعہ دار نے تمام سلطانی ذخائر کا قلعہ سپرد کر دیا۔ محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکان خاتون کی طرف سے درخواست دی گئی کہ ”محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے“۔ خلافت مآب نے ترکان خاتون کی درخواست منظور فرما لی مگر اس شرط سے کہ امیر انز (جو سلطان ملک شاہ کے امراء سے ہے) امور سلطنت وحکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد دفتری کام اور محاصل خراج رہے ترکان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ تا آنکہ امام ابو حامد غزالی ترکان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جائز اور جاری نہیں ہو سکتے۔ امام غزالی کے فرمانے سے ترکان خاتون کی تشفی ہو گئی اور خلافت مآب کی شرائط کو منظور کر لیا۔ آخر ماہ شوال سنہ مذکور میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ”ناصر الدنیا والدین“ کے لقب سے ملقب ہوا۔ حرمین شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری و رہائی: بوقت وفات سلطان ملک شاہ ترکان خاتون نے اس کے واقعہ موت کے چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت سلطنت لینے کی جو کارروائی کی اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی زمانہ میں ترکان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کے گرفتار کرنے کو اصفہان بھیجا تھا اس خوف سے کہ مبادا امراء بجائے محمود کے برکیاروق کو تخت پر بٹھا دیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان پہنچ کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا جس وقت سلطان ملک شاہ کی خبر موت مشہور ہوئی۔ خادمان نظامیہ نظام الملک کے ملازم خادمین جو اصفہان میں تھا گھس پڑے اور آلات حرب لے کر شہر کو گھیر لیا۔ برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت وحکومت کی بیعت کی اور جامع اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس کی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یاقوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کی بابت ترکان خاتون اور محمود سے بے حد خائف تھی مگر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ نظامیہ غلام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسکین اور مسرت ہوئی۔

برکیاروق کی پیش قدمی: اس وقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر بخوف خدام نظامیہ بیٹھ رہا۔ جس وقت ترکان خاتون اصفہان میں آئی تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی ترکان خاتون نے عذر قبول کر لیا۔ برکیاروق نے مع خادمان نظامیہ اصفہان سے رے کا راستہ لیا۔ امیر ارغش (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی امیر) مع اپنی رکاب کی فوج کے برکیاروق سے آملا۔ ترکان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے نامور امراء تھے۔ دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدان جنگ میں آگئیں۔ ہنوز معرکہ جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ترکان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ آئے بعد ازاں معرکہ کارزار شروع ہوا۔ ترکان خاتون کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو کر اصفہان کی جانب بھاگی۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

وزیر تاج الملک کا قتل وزیر تاج الملک ترکان خاتون اور برکیارق میں جو معرکہ ہوا تھا ترکان خاتون کی طرف سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکان خاتون کی فوج شکست اٹھا کر بھاگی تاج الملک بھی بروجرد کی جانب بھاگا۔ اثنائے راہ سے گرفتار ہو کر برکیارق کے روبرو پیش کیا گیا یہ وہ وقت تھا کہ برکیارق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چونکہ برکیارق اس کی کفایت شعاری سے بھی واقف تھا اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کرنے کا قصد کیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دو لاکھ دینار اس کی طرف سے انہیں دیے۔ وہ لوگ راضی ہو گئے مگر عثمان نائب نظام الملک کو اس کی خبر ہو گئی۔ چند غلاموں کو ابھار دیا اور ان کو یہ سمجھایا کہ اسی نے تمہارے مرشد نظام الملک کو قتل کرایا ہے چنانچہ ان لوگوں نے ایک رات تاج الملک کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ھ کا ہے۔

عز الملک ابو عبداللہ کا عہدہ وزارت پر تقرر اس واقعہ کے بعد عز الملک ابو عبداللہ حسین بن نظام الملک [illegible] برکیارق کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے پیشتر خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کا شریک مشورہ رہتا تھا جب اصفہان آیا تھا اتفاق یہ کہ ان کا باپ قتل ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی۔ یہ اسی وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا تا آنکہ برکیارق نے اصفہان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیارق کے پاس آیا۔ برکیارق عزت و احترام سے پیش آیا اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر کے امور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کا مختار کل کر دیا۔

برکیارق کی بغداد میں آمد برکیارق اس مہم سے فارغ ہو کر ۴۸۶ھ میں بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے اجازت دی چنانچہ بغداد میں برکیارق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا "رکن الدولہ" کا لقب عنایت ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر دربار خلافت سے خلعت لے کر برکیارق کے پاس آیا۔ برکیارق نے خلعت کو زیب تن کیا۔ ہنوز برکیارق بغداد ہی میں مقیم تھا کہ خلیفہ مقتدی نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات ۱۴ محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامر اللہ نے دفعۃً وفات پائی۔ یہ واقعہ یوں ہوا کہ سلطان برکیارق کی بیعت آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ دیا بعد اس کے دستر خوان چنا گیا کھانا کھایا۔ بعد کو ہاتھ دھوئے غشی طاری ہوئی اور مر گیا۔ وزیر عمید الدولہ نے تجہیز و تکفین کی۔ ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دفن کر دیا گیا۔ انیس برس آٹھ مہینے خلافت کی۔ الغرض خلیفہ مقتدی عالی ہمت صاحب جرأت اور عظیم الشان تھا مگر پھر بھی اپنے امراء، وزراء اور ارکان خلافت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا اس کے زمانہ میں بغداد کی آبادی کو بہت ترقی ہوئی۔ عالی شان عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ میرا خیال ہے کہ بغداد کی ترقی بعہد عروج دولت [illegible] بہت ترقی پر آ گئی۔

باب: ۲۱

احمد بن مقتدی مستظہر باللہ

۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

بیعت خلافت: خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو دربار خلافت میں لا کر مسند خلافت پر متمکن کیا۔ ارکان خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی۔ ابو العباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد ازاں وزیر عمید الدولہ بیعت لینے کی غرض سے برکیاروق کے پاس گیا۔ برکیاروق نے بطیب خاطر خلیفہ مستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مقتدی کی موت کے تیسرے روز مجلس عزا منعقد ہوئی۔ سلطان برکیاروق مع اپنے وزیر عز الملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ارباب مناصب سے طراد عباسی، معمر علوی اور علماء کبار سے قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی، غزالی اور شاشی وغیرہ بھی ماتم پرسی کو آئے۔ تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس گئے۔

تتش بن الپ ارسلان کی فتوحات: اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تتش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال و استحکام کے ساتھ دمشق میں حکمرانی شروع کر دی تھی اور قبل وفات سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس ہو گیا تھا۔ واپسی کے بعد ملک شاہ کی وفات کی خبر پائی، فوراً ہیت پر قبضہ کر کے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے دمشق کی طرف کوچ کیا اور لشکر آراستہ کر کے حلب پر فوج کشی کر دی۔ قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب نے مدافعت ختم کر دیا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ باغیسان والی انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران کو بھی لکھ بھیجا کہ بنظر مصلحت وقت تا درستی احوال اولاد سلطان ملک شاہ تتش کی اطاعت قبول کر لو۔ باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تتش کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کیا اور ان سب کے ہمرکاب رحبہ کے محاصرہ کو بڑھے۔ ماہ محرم ۴۸۶ھ میں رحبہ مفتوح ہوا، تتش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے منبر پر پڑھا گیا۔ بعد ازاں تتش نے نصیبین کا رخ کیا اور بزور تیغ اس کو بھی مفتوح کر لیا اور تاخت و تاراج کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور موصل پر قبضہ کرنے کے قصد سے کوچ کر دیا۔ اثنائے راہ میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر نے ملاقات کی۔ یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا۔ تتش نے بڑی عزت افزائی و عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کیا۔

موصل پر قبضہ: جب موصل پہنچ کر ابراہیم بن قریش والی موصل کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرلو۔ میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا مجھے راستہ دو۔ ابراہیم نے اس کو منظور نہ کیا اور انکاری جواب دیا۔ تتش نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ دس ہزار فوج تتش کی رکاب میں تھی آقسنقر میمنہ پر تھا۔ بوزان میسرہ پر۔ ابراہیم والی موصل تیس ہزار کی جمعیت سے میدان جنگ میں آیا ہوا تھا۔ ایک زبردست لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہوئی۔ ابراہیم اور امراء عرب کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ تتش نے سب کو نہایت بے دردی سے قتل کیا اور مسلط ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت عنایت کی۔ یہ تتش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

بوزان اور آقسنقر کی برکیاروق کی اطاعت: موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں اپنا نام خطبہ میں داخل کیے جانے کی درخواست بھیجی۔ کوہرآئین شحنہ بغداد نے سفارش کی۔ جواب دیا گیا "لشکر سلام سے جو مصر کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے"۔ قاصد بے نیل و مرام تتش کے پاس واپس آیا۔ تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے آذربائیجان کا قصد کیا۔ ان واقعات کی خبر برکیاروق تک پہنچی۔ اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلے میں جو کامیابی حاصل ہوئی تھی اور حمدان اور رے پر متصرف ہو چکا تھا۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کی روک تھام کو اٹھ کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ آقسنقر نے بوزان سے کہا "ہم نے تتش کی اطاعت محض اس وجہ سے قبول کی تھی کہ ہمارے آقا کے نامدار ملک شاہ کے لڑکوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ الحمدللہ کہ جس امر کے ہم خواستگار تھے وہ پردۂ غیب سے ظاہر ہو گیا۔ یعنی ہمارے آقا کے نامدار کا بڑا لڑکا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا۔ اب ہم کسی طرح تتش کے ہمراہ نہیں رہ سکتے۔ کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے؟" بوزان نے جواب دیا "میں آپ کی رائے سے متفق ہوں"۔ آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور مع اپنے ہمراہیوں کے تتش سے علیحدہ ہو کر برکیاروق کے پاس چلا گیا۔ ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تتش کی قوت ٹوٹ گئی۔ شکست کھا کر دمشق کی جانب لوٹ آیا۔ اب برکیاروق کی حکومت مستحکم ہو گئی کوہرآئین نے حاضر ہو کر تتش کی درخواست کی سفارش کرنے کی کوشش کی۔ برکیاروق نے اس کی ایک نہ سنی معزول کر کے امیر کبیر کو اس کی جگہ دارالخلافت بغداد کا شحنہ مقرر کیا اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور اس کے بعد مسند خلافت پر خلیفہ مستظہر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

آقسنقر اور بوزان کا انجام: تتش نے آذربائیجان سے شام کی جانب مراجعت کرنے کے بعد فوجیں مرتب کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کی طرف بڑھا۔ برکیاروق نے امیر کربوقا کو (جو آئندہ امیر موصل ہوگا) آقسنقر کی کمک پر روانہ کیا۔ قریب حلب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ آقسنقر گرفتار کر لیا گیا اور نہایت بے دردی سے

---

[1] تتش اور آقسنقر سے مقام [illegible] میں جو قریب تل سلطان ہے معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب [illegible] کے فاصلے پر ہے۔ جنگ [illegible] میں واقع ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

[2] امیر قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب شکست اٹھانے کے بعد ماہ جمادی الاولی سنہ ۴۸۷ھ میں تاج الدولہ تتش کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ [illegible]۔

[illegible]

تکش کی مزید فتوحات [illegible]

برکیارق کی شکست اور اصفہان کو مراجعت [illegible]

تکش کا خاتمہ [illegible]

امرا و فوج [illegible] کر رہے تھے اس اثنا میں برکیاروق کو صحت حاصل ہو گئی اراکین دولت اس سے مل گئے اور اُنُر کو صاف جواب دے دیا۔ اُنُر نے بھاگ کر ان لوگوں کی سرزنش کے قصد سے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ امرائے مملکت کی یہ رائے تھی کہ اپنی فوجیں لئے ہوئے برکیاروق کے پاس اصفہان میں آ موجود ہوئے۔ ہر طرف سے فوجیں بھی آ رہی تھیں۔ اتنے میں بات کی خبر ملی کہ خوزستان کی فوج رے کے قریب پہنچا اور نتیجے (یعنی برکیاروق اور اُنُر) کا مقابلہ ہوا۔ اُنُر نے شکست کھا کر بھاگا۔ آخر کسی صاحب نے دارو گیر میں اس کو مار کر سر آگے کو اس کی فوج کا مال لے لیا۔ اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ برکیاروق کی حکومت کا استحکام ہو گیا اور اطراف بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا عروج برکیاروق نے خراسان میں اپنے چچا ارسلان ارغون کو مامور کیا تھا جس کی خود سے اس کی حکومت خراسان میں مستحکم ہو گئی جیسا کہ ان کے حالات میں سلطان سنجر کے حالات میں تفصیل سے بیان کئے جانے والے ہیں۔ اس مقام پر ہم ان کے حالات اس قدر مختصر تحریر کرتے ہیں کہ ان کو خلافت عباسیہ اور بغداد میں غلبہ رہا تھا چونکہ محمد کا تعلق اس وجہ سے کہ جہاں یہ سلسلہ خلافت و حکومت اور ان کے وزراء کے حالات ہیں ان لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود ہے جنہوں نے کسی طور سے خلافت پر اثر ڈالا ہو۔ محمد بن ملک شاہ ایک حقیقی بھائی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور ماں ترکان خاتون کے ہمراہ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا۔ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا آیا اور اس کے ساتھ ساتھ ۴۸۶ھ میں بغداد آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی جاگیر عطا کی اور اتابک مقرر کرنے کی غرض سے قتلغ تکین کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں محمد نے قدم جما کر حکومت پر قبضہ کر لیا اور قتلغ تکین کو مار ڈالا اس کے بعد مؤید الملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اس سے پیشتر امیر انر کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر انر کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی عمل کیا۔ محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ محمد نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ جاری اور قلمدان وزارت مؤید الملک کے حوالہ کیا۔ اسی زمانے میں برکیاروق نے اپنے وزیر مجد الملک بلاسانی کو کسی وجہ سے مار ڈالا جس سے اکثر امرائے لشکر کو ناراضگی پیدا ہوئی اور برکیاروق سے علیحدہ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق مقابلہ کو تیار نہ ہو کر رے کی طرف چلا، رے میں پہنچ کر اس کا لشکر محمد کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا رے پر قبضہ سعد الملک منصور بن محمد سلطان محمد کا لشکر لے کر آ گیا جس میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے آ رہا ہے۔ برکیاروق نے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد ہی محمد شروع ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پر قابض ہو گیا اور مؤید الملک نے زبیدہ خاتون مادر برکیاروق کو گرفتار کر کے قتل کرا ڈالا۔ رے پر قبضہ ہو جانے سے محمد کی قوت کا اضافہ ہو گیا۔

---

[1] [illegible] سلطان [illegible] برکیاروق [illegible] حالات [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] کرنے کا [illegible] ہے۔

چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین شحنہ بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی ہو گئی تھی۔ سلطان محمد کی آمد کا حال سن کر مع امیر کربوقا والی موصل، جکرمش والی جزیرہ اور سرخاب بن بدر والی کنگور سے سلطان محمد کی بارگاہ میں آیا۔ مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ عزت و احترام سے پیش آیا۔ سب مل کر سلطان محمد کے ساتھ ہو گئے۔ امیر کربوقا اور جکرمش ساتھ ان کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہوئے اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے ۱۵ ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کر دیا۔ دربار خلافت سے سلطان محمد کو ”غیاث الدنیا والدین“ کا خطاب مرحمت ہوا۔

برکیاروق کی بغداد کو روانگی: کہ شکست میں برکیاروق بھائی محمد سے شکست کھا کر خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر ینال بن انوشتگین حسامی تھا اس نے امرائے لشکر کو جمع کیا اور وہ سب کے سب خوزستان میں تنگی اور ناراضگی جانے لگے۔ اس لئے تمام فوج چنانچہ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ واسط میں صدقہ بن مزید والی حلہ ساتھ ہو کر عزت سے پیش آیا۔ سب مل کر بغداد کی راہ لی اور برکیاروق نے بغداد کا قصد کیا۔ ۱۵ صفر ۴۹۳ھ کو برکیاروق بغداد میں داخل ہوا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین سے برکیاروق ناخوش ہوا۔ اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی تھی۔ سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بغداد آنے کی ترغیب دی۔ سلطان محمد نے امیر کربوقا والی موصل اور جکرمش والی جزیرہ کو بغداد روانہ کیا۔ جکرمش نے سعد الدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت چپکے سے چلا گیا۔

گوہر آئین کی اطاعت: گوہر آئین نے بہ منشاء کچھ تعلق رکھنے والے امراء لشکر امیر کربوقا والی موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ برکیاروق ہمدان ان امراء کی طرف گیا تو ان لوگوں نے پیادہ پا استقبال کیا۔ عزت سے پیش آیا اور ان کے ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ برکیاروق نے ابو المحاسن عبد الجلیل بن محمد دہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر خلیفہ کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب طلب کیا جو اس کے اور اس کے باپ کی امارت میں تھا۔ عمید الدولہ کا حساب صاف تھا۔ آپ نے کچھ زر دے کر اپنی جان بچائی۔ خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کر خلعت سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا اور برکیاروق مع ہوا استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

معرکہ نہر اسپید رود: چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے بغداد سے خیمہ روانہ کر دیا۔ جس وقت ایک عظیم لشکر اس کی رکاب میں تھا ہمدان سے کوچ کر کے اس طرف تشریف لائے اور جس قدر محمد کے امراء کی جاگیریں تھیں ضبط کر لیں۔ برکیاروق اس سے آگے بڑھ کر اپنے بھائی محمد سے بمقام اسپید رود ہمدان سے چند کوس کے فاصلے پر مقابلہ ہوا۔ محمد کے امراء میں سخت جنگ ہوئی۔ امیر سرخز اصفہانی محمد کے ساتھ قلب میں تھا۔ ایک امیر اور محمد کا بیٹا میمنہ میں۔ میسرہ لشکر اور فوج کا حصہ تھا۔ برکیاروق کے ساتھ قلب میں اس کا وزیر ابو المحاسن تھا۔ میمنہ میں گوہر آئین، صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر، میسرہ میں کربوقا وغیرہ برکیاروق کی طرف سے صف آرا تھے۔ سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میمنہ پر حملہ کیا۔ محمد کا میمنہ مقابلہ نہ کر سکا شکست اٹھا کر بھاگا

گوہر آئین کی رکاب پکڑی ہوئی تھی اس نے اس کے کچھ اسباب لوٹ لیا اور اس کے بعد محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر یلغار کیا یہ ابو الحارث میمنہ پر ہو کر مقابلہ کیا مگر محمد کے میمنہ کے پاؤں زور و شور کی لڑائی سے اکھڑ گئے۔ محمد نے میمنہ کی کمزوری محسوس کر کے چند دستہ امدادی فوج میمنہ کی کمک پر بھیج دی اور ابو الحارث کو شکست فاش ہوئی محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا جنگ ختم ہو کر فتح ہو گئی۔ برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی وقت گوہر آئین نے منتشر لشکر کو فراہم کر کے میدان جنگ میں پھر واپس آیا اتفاق وقت سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گوہر آئین زمین پر گر پڑا ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور ابو المحاسن گرفتار کر لیا گیا۔ مؤید الملک نے عزت و احترام سے اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور اختتام جنگ کے بعد اس کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر جب خلیفہ مستظہر سے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کے ابتدائی حالات۔ گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا جس نے اسے فروخت کیا اور جو کچھ ضرورتیں اس عورت کی ہوتی تھیں وہ سب گوہر آئین انجام دیا کرتا تھا۔ اس عورت کے خاندان والوں کو جب گوہر آئین کی ذات سے بہت آرام ملا تو گوہر آئین بھی ان کی بدولت آرام سے بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ گوہر آئین ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اس قدر رسوخ پیدا کیا کہ ملک ابو کالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابو نصر کے ہمراہ بغداد روانہ کیا۔ ایک مدت تک ابو نصر کے ساتھ بغداد میں رہا یہاں تک کہ سلطان طغرل بیگ نے ابو نصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا اس کے ساتھ گوہر آئین بھی قلعہ مذکور میں قید کیا گیا۔ جب ابو نصر نے وفات پائی اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور بغداد کا شحنہ مقرر کیا جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اس وقت گوہر آئین موجود تھا اور سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا بعد انتقال سلطان الپ ارسلان اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اسے اسی عہدہ پر قائم رکھا چنانچہ گوہر آئین بغداد روانہ ہوا۔ دربار خلافت میں اس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی خلعت ملی۔ خطاب ملا امراء مملکت اور ارکان دربار خلافت نے اس کی بے حد اطاعت کی اور جو عزت و احترام اس کو حاصل تھا کسی کو نصیب نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ جنگ مذکور میں مارا گیا۔

معرکہ خوشجان۔ برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے میں جا کر دم لیا۔ ہوا خواہ جمع ہونے لگے ہوا خواہوں اور ہمدردوں کو خطوط روانہ کئے چند دنوں بعد وہ لوگ اس سے آ ملے اور سب کے سب اصفہان کی جانب روانہ ہوئے امیر داؤد حبشی بن التونتاق نے خراسان سے خبر بھیجی امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور جا کر ٹھہرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر رؤسائے نیشاپور کو گرفتار کر لیا مگر بعد چندے ان سب کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا امیر داؤد حبشی نے معذرت کی کہ چونکہ سلطان سنجر نے لشکر کو روک رکھا ہے اس وجہ سے حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں امداد دی جائے۔ برکیاروق کو اس خط کے پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا جوش میں آ کر اس

وقت ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امیر داؤد حبشی کی کمک پر روانہ ہو گیا امیر داؤد حبشی کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی۔ مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا۔ سنجر کے میمنہ پر امیر برغش، میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا۔ برکیاروق نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رستم شکست کھا کر بھاگا تھا اور گیر میں مارا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔

برکیاروق کی پسپائی برکیاروق کی فوج اس کے لشکرگاہ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئی۔ چنانچہ اس کو کامیابی حاصل ہو چکی تھی اور سنجر کا قلب لشکر بھاگ گیا تھا کہ اس اثناء میں برغش اور کوکر نے اپنی اپنی رکاب کی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج غارت گری میں مصروف تھی اس ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ برکیاروق بھی جان بچانے کی غرض سے بھاگا ترکمانوں میں۔ ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کر لیا۔ بعد خاتمہ جنگ برغش کے روبرو پیش کیا گیا۔ برغش نے اس کو قتل کر ڈالا۔ باقی رہا برکیاروق وہ میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان پہنچا اور جرجان سے دامغان میں آ کر دم لیا۔ دامغان میں بھی توقف کا کوئی نتیجہ نہ پایا، بادیہ پیمائی کرتا ہوا روانہ ہوا لیکن اہل اصفہان نے اس کی طلبی کے خطوط بھیجے تھے مگر اتفاق وقت سے قبل اس کے پہنچنے کے محمد اصفہان میں داخل ہو چکا تھا مجبوراً پھر لوٹ آیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق اور محمد میں ہوئی تھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور موید الملک بن نظام الملک محمد کے وزیر نے اس کو رہا کر کے اپنی طرف سے بغداد روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ابوالمحاسن نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ مستظہر سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور پھر موید الملک کی ہدایت کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر آمادہ کیا۔ اس واقعہ کی عمید الدولہ کو خبر پہنچ گئی۔ عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالمحاسن کے قتل پر مامور کر دیا۔ قریب تھا کہ ابوالمحاسن اس شخص سے دو چار ہو گیا۔ جونہی اس شخص نے حملہ کیا ابوالمحاسن پیچھے ہٹ گیا تھا اور تلوار اس کے ایک شانہ پر پڑی اور ابوالمحاسن ایک گاؤں میں جا چھپا۔ صحت یاب ہو کر اپنی غلطی پر پشیمانی ہوئی۔ چنانچہ ابوالمحاسن سے اپنی غلطی کی معافی چاہی اور تھوڑے دنوں تک خاموش رہا لیکن دماغ میں اسی خیال جاگزیں تھا کہ کب موقع ملے اور کب ابوالمحاسن کا کام تمام کروں۔ ابوالمحاسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور اسی وقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے طلب کر لیا جو اس کے ہمراہ بغداد آیا تھا اور اس سے پیشتر بغداد پہنچ گیا تھا۔ امیر ایلغازی کے آ جانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہو گئی۔ سارا قصہ ابتدا تا انتہا ابوالمحاسن کو کہہ سنایا۔ سنتے ہی سب کے سب بگڑ گئے۔ ابوالمحاسن نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر موید الملک کا پیام دربارہ معزولی عمید الدولہ خلافت مآب تک پہنچایا۔ خلافت مآب نے حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوالمحاسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ مع اس کے بھائیوں کے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پچیس ہزار دینار جرمانہ بھی لیا۔ عمید الدولہ تب سے برابر معزول اور قید خانہ ہی میں رہتا آیا تھا کہ اسی حالت میں قید حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک عدم ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کی شکست و فرار آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جنگ اول میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر اصفہان کی طرف چلا گیا مگر اہل اصفہان نے اس کو داخل نہ ہونے دیا تب یہ عسکر مکرم ہوتا ہوا خوزستان گیا۔ خوزستان میں امیر زنگی و ایلبکی پسران برسق بھی آ گئے چند روز قیام کر کے عراق کی جانب کوچ کر دیا۔ عراق میں پہنچ کر امیر ایاز بھی آ ملا جو محمد کا قدیمی ہمراہی تھا اور اس کے سردار امراء سے کسی وجہ سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا اس کے رکاب میں پانچ ہزار

سوار تھے۔ ایاز نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ ابھارا۔ برکیاروق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی تھا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس اثناء میں سرخاب والی کنگور و والی آوہ بھی آن حاضر ہو کر کے برکیاروق سے آملا۔ اس کے پہنچنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی تھی۔ جمادی الآخر ۴۹۴ھ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوا تھا کہ محمد کے امراء لشکر یکے بعد دیگرے امان طلب کر کے برکیاروق کے پاس چلے آئے۔ ناچار مجبور ہو کر محمد شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے وزیر مؤید الملک بارسلانی کو ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا۔ برکیاروق نے اس کو زجر و توبیخ کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ خاتمہ جنگ اور قتل مؤید الملک کے بعد وزیر بنا تھا اس نے ایک شخص کو مؤید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں پہنچ کر بغداد اور دیگر مقامات ممالک عجم سے جو کچھ مال و اسباب اور نقد مؤید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ اس اسباب کے جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرے کا ٹکڑا بھی تھا جو انتالیس مثقال (یعنی ۱۳ تولہ ۳ ماشہ) وزن میں تھا۔

برکیاروق کی رے کو مراجعت برکیاروق اس جنگ سے فارغ ہو کر رے کی جانب روانہ ہوا رستے میں امیر کربوقا والی موصل اور نور الدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آملا وقتاً فوقتاً ہر چہار طرف سے فوجیں آ آ کر جمع ہو گئیں۔ ایک لاکھ سوار ان کی جمعیت ہو گئی۔ رہائش کی دقت ہونے لگی شہر قصبے اور گاؤں میں جگہ تنگ ہو گئی۔ برکیاروق نے فوجوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا۔ نور الدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ امیر کربوقا مودود بن اسمٰعیل بن یاقوتی سے جنگ کرنے کو آذربائیجان چلا گیا (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا تھا)۔ ایاز نے اپنے اہل و عیال میں ماہ صیام گزارنے کو ہمدان کا راستہ لیا۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا ہمدان اور حلوان پر قبضہ محمد شکست اٹھا کر اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا۔ چند روز جرجان میں ٹھہرا رہا۔ سنجر سے مالی اور فوجی مدد طلب کی۔ سنجر نے محمد کو ابتدائی مدد دی بعد ازاں خود ایک لشکر لئے ہوئے محمد کی کمک کو جرجان آ پہنچا اور اس کے ساتھ ساتھ دامغان کو روانہ ہوا اثنائے راہ میں جو شہر قصبے اور گاؤں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تاخت و تاراج کرتا جاتا تھا تا آنکہ رے کے قریب پہنچا۔ فوج نظامیہ بھی آ ملی جمعیت بڑھ گئی۔ ان کو یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو ادھر ادھر منتشر کر دیا ہے اس کی رکاب میں اب تھوڑی سی فوج ہے جو تعداد میں تین سو سے زائد نہیں۔ محمد اور سنجر یہ سن کر نہایت تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ برکیاروق کو ان واقعات کی خبر پہنچی۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایاز سے ملنے ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے فوراً الٹے پیروں لوٹا اور خوزستان کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تستر پہنچا۔ امراء بنی برسق کو بلا بھیجا چونکہ ان امراء نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے اس وجہ سے وہ لوگ نہ آئے جواب بھی نہ دیا۔ برکیاروق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کا مستعد ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ ایاز کی مرضی کے خلاف ہوا۔ محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا اس وجہ سے ایاز بھی ہمدان کو خیرباد کہہ کر برکیاروق کا سراغ لگاتا ہوا چل کھڑا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان میں وارد ہوئے۔ دونوں ایک

روز قیام کر کے پھر دونوں بغداد کی جانب روانہ ہو گئے۔ [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] پر قبضہ کر کے مال و اسباب اور رفقہ جو کچھ پایا ضبط کر لیا اور ان کے مال و اسباب میں [illegible] کی چیزیں جو نوادرات زمانہ سے تھیں [illegible] کے مصاحبوں پر [illegible] اس وقت [illegible] تھے جمع ہو گئے۔

بساسیری کی بغداد میں آمد: بساسیری [illegible] کو بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی طرف سے امین الدولہ ابن [illegible] نائب کو حکم دیا کہ بساسیری کے استقبال کو بھیجا [illegible] بساسیری [illegible] خلافت میں [illegible] میں عبدالقادر [illegible] آ گیا۔ [illegible] خطبہ پڑھنے [illegible] مستنصر نے اس کے مکان پر [illegible] دیا۔ شریف ابو [illegible] نے اس کے [illegible] کا خطبہ پڑھا [illegible] کا ہاتھ [illegible] خلافت مآب سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے [illegible] کے بعد [illegible] بساسیری اور [illegible] کا کام [illegible] کی طرف [illegible] روپیہ وصول کرنے کی تاکید کی۔ اس کے [illegible] بساسیری [illegible] اس اثناء میں ابو محمد عبد اللہ بن [illegible] قاضی [illegible] سے [illegible] بغداد آ گیا [illegible] بساسیری نے اس سے [illegible] مال [illegible] لے لیا۔

ابو محمد عبد اللہ: یہ مشہور [illegible] صلیحی کا باپ (منصور) [illegible] کے زمانہ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا۔ جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اس کی تمام حکومت ابو الحسن علی بن [illegible] کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو اس نے بھی منصور [illegible] وفات پائی [illegible] کا بیٹا ابو محمد عبد اللہ [illegible] اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چونکہ اس [illegible] لوگوں میں [illegible] ابو محمد نے [illegible] جمع [illegible] کیا [illegible] مصری خلافت کا [illegible] تھا [illegible] مصر کا [illegible] تھا۔

[illegible] جبلہ اور ابو محمد کی دستبرداری: اس واقعہ کے بعد [illegible] نے جبلہ پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

[illegible]

[illegible] طغتگین [illegible] دمشق [illegible]
[illegible] دمشق [illegible] طغتگین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری [illegible] روانہ کیا [illegible]
[illegible] طغتگین [illegible]
[illegible] طغتگین نے [illegible] جواب دیا [illegible]
[illegible] سلطان برکیارق [illegible] برکیارق [illegible]
[illegible] ابو محمد نے [illegible] میرا مال [illegible] برکیارق [illegible]
[illegible] ایک [illegible] آج تک [illegible]

صدقہ بن منصور کی بغاوت: [illegible] برکیارق نے [illegible] اقبال [illegible] وفات کا [illegible]
[illegible] صدقہ بن منصور [illegible]
طلب کے پاس روانہ کیا اور [illegible] صدقہ [illegible]
[illegible] صدقہ [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] برکیارق [illegible] صدقہ کو طلب کیا۔
صدقہ نے [illegible] تمہارے پاس [illegible] صدقہ نے [illegible]
[illegible] صدقہ [illegible] برکیارق [illegible] صدقہ نے [illegible]
مقبوضہ میں ان کو شامل کر لیا۔

محمد بن ملک شاہ کا بغداد پر قبضہ: [illegible] سلطان محمد نے [illegible]
[illegible] اس کے ساتھ اس کا بھائی سنجر بھی تھا اور برکیارق [illegible] بغداد [illegible] غالب ہو گیا تھا
[illegible] بغداد [illegible]
[illegible]
بغداد [illegible] سلطان محمد کی بیعت [illegible]
[illegible] برکیارق [illegible] شدت مرض [illegible]
[illegible] بغداد [illegible] بغداد [illegible]
برکیارق اور محمد [illegible]
کے بغداد [illegible]
مستظہر [illegible]
[illegible] بغداد [illegible]
[illegible] صدقہ بن منصور [illegible] بغداد [illegible]

مکان میں [illegible] وزارت [illegible] ابو نصر محمد بن حسین [illegible] یہ واقعہ [illegible] کا ہے۔

محمد اور برکیارق کی مصالحت [illegible]

[illegible]

صلح نامے کی شرائط [illegible]

[illegible]

برکیارق کے باغی امراء کا قتل [illegible]

[illegible]

[illegible]

برکیاروق کا محمد پر اتفاقی حملہ [illegible]

برکیاروق کا اصفہان کا محاصرہ [illegible]

برکیاروق کی مراجعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

ایلغازی بن ارتق کا بغداد سے فرار [illegible]

[illegible]

[illegible]

آئے، ایلغازی اور عثمان تو چلے گئے۔ کمشتکین اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوا۔ جامع بغداد میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد کمشتکین نے خلیفہ مستظہر کی طرف سے سیف الدولہ صدقہ والی حلہ کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سیف الدولہ صدقہ نے انکاری جواب دیا اور سامان درست کر کے جسر صرصر کی جانب کوچ کر دیا۔ بغداد کی خطبوں سے سلاطین کے نام نکال ڈالے گئے، صرف خلافت مآب کی دعا پر اکتفا کیا گیا۔

سیف الدولہ اور ایلغازی کا اتحاد: سیف الدولہ نے صرصر میں پہنچ کر ایلغازی اور عثمان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو آتا ہوں۔ ایلغازی اور عثمان یہ سن کر لوٹ پڑے اور سب کے سب مل جل کر دجیل کے تمام [illegible] دیہاتوں کو لوٹنے لگے۔ قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی۔ عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے امراء تھے ظلم ڈھان[illegible] الغرض خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا۔ [illegible] دجیل کے دیہاتوں کو تاخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے [illegible] میں پہنچ کر قیام کیا۔ عوام الناس تو ان سے برہم ہی تھا۔ [illegible] کر [illegible] جنگ آئے جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہونے کو تھا کہ خلافت مآب نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی اور تاج الرؤسا ابن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس اس ہنگامہ کے روکنے کو روانہ کیا۔ سیف الدولہ نے یہ شرطیں پیش کیں: (۱) کمشتکین قیصرانی کو جو برکیاروق کی طرف سے بغداد کا شحنہ ہے نکال دیا جائے (۲) جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا پھر خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے دونوں شرطوں کو منظور فرمایا۔

کمشتکین کی امان کی درخواست: چنانچہ کمشتکین نے بغداد سے نکل کر نہروان کا راستہ لیا اور سیف الدولہ نے حلہ کی جانب مراجعت کی۔ اس پر جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ادھر کمشتکین نے واسط میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سیف الدولہ اور ایلغازی کو اس کی خبر لگی، فوراً اپنی فوجوں کو مرتب کر کے واسط پر جا آئے۔ کمشتکین نے واسط چھوڑ دیا۔ سیف الدولہ نے تعاقب کیا بالآخر کمشتکین نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیف الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام امیروں نے اپنے بیٹوں کو واسط میں نائب بنایا۔ ایلغازی نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور سیف الدولہ نے حلہ کی طرف۔ چونکہ اتفاقات و وجوہات مذکورہ بالا سے خلافت مآب کو سیف الدولہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے سیف الدولہ نے واسط سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا۔

نیال کی شکست اور بغداد کو روانگی: رے میں سلطان برکیاروق کا خطبہ پڑھا جاتا تھا لیکن جب سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے فرصت ملی تو نیال بن انوشتکین حسامی کو رے کی جانب اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کرنے کو روانہ کیا۔ نیال کے ہمراہ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا۔ ان لوگوں نے رے میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگے۔ سلطان برکیاروق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ نیال کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال اپنے بھائی علی کے

شکست کھا جائے گا۔ علی نے قزوین کا راستہ لیا اور نیال پہاڑی راستہ سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں اس کے اکثر ہمراہی پہاڑ کے گڈھوں میں گر کر مر گئے۔ تھوڑا وقت گزرا تھا کہ سات سو سواروں کے ساتھ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستظہر عزت و تکلف سے پیش آیا۔ دو چار روز بعد جب نیال کے ہوش و حواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی رفع ہوئی تو اس نے ایلغازی اور سقمان پسران ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا اور سلطان محمد کی اطاعت کی قسم کھائی۔ بعد ازاں سب کے سب سیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان محمد کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کے جبر و تشدد کا استعمال: نیال نے بغداد میں پہنچ کر ایلغازی کو شحنگی سے خارج کیا۔ چونکہ تاج الدولہ تتش کی زیر تربیت میں رہا تھا اور حسب عادت قدیمہ لوگوں پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ ارکان دولت اور امراء لشکر سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ جو شخص ان لوگوں کو ذرا بھی قتل و جرح سے روکتا اس کو زندگی دوبھر ہو جاتی۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو نیال کے پاس ان افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کی ممانعت کو بھیجا۔ نیال نے قسم کھائی کہ آئندہ میں ایسے افعال کا جس سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہو ارتکاب نہ کروں گا۔ مگر عہد پورا نہ کر سکا۔ بدستور اسی روش پر قائم رہا۔ خلافت مآب نے اسی قسم کا پیام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا تھا۔ اس نے بھی خلافت مآب اور سلطان محمد کی اطاعت کا اقرار کیا۔ قسم کھائی لیکن اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم و ستم سے نہ رکے تب خلافت مآب نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم و ستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۴۹۵ھ میں وارد بغداد ہو کر مقام نجمی میں خیمہ زن ہوا۔ نیال و ایلغازی کو طلب کر کے نصیحت و فہمائش کی اور ان کو عراق سے کوچ کر جانے پر مجبور کیا۔ نیال نے مہلت مانگی۔ سیف الدولہ نے اس کو مہلت دی اور حلہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد نہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کیں جو اہل بغداد کے ساتھ کر رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم ڈھانے لگا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ کو پھر ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی شحنہ بغداد کے ہمراہ نیال کے پاس گئے۔ نیال ان لوگوں سے روبرو سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہونے کو آذربائیجان کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ اور ایلغازی مع اپنی فوج کے بغداد واپس آیا۔

نیال کا رے پر قبضہ: کچھ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ رے پر سلطان محمد کا قبضہ تھا جہاں پر اس کا ایک لشکر بافسری امیر عز علی بار کرتا تھا۔ سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت سے محصور تھا۔ امیر عز علی مع اپنی فوج کے سلطان محمد کی کمک کو اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد بن مؤید الملک بن نظام الملک بھی تھا۔ ۲۰ ذی الحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ رے پہنچے۔ برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی۔ ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی ملازمت حاصل ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی پسران انوشتکین بھی تھے۔ چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ان لوگوں کو سلطان محمد نے نیال کو مع اس کے بھائی علی کے رے کی جانب روانہ کیا۔ سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اسی واقعہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رے کی حمایت کو آ گیا ہے۔ سلطان محمد نے بلاد خراسان کا قصد کیا۔ بلاد رے

دربیل پہنچا۔ مودود بن اسماعیل بن یاقوتی امیر طلان (صوبہ آذربائیجان) نے سلطان محمد کو بلا بھیجا۔ سلطان محمد نے سلطان میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۵ ربیع الاول ۴۹۹ھ میں مودود کا انتقال ہو گیا۔ پس اس کے کل لشکریوں اور وزراء امراء نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ از انجملہ سقمان قطبی والی خلاط اور بیتحہ محمد بن یاغیسان (اس کا باپ والی انطاکیہ تھا) اور ایلپ ارسلان بن سبع احمر تھا۔

باب خوی کا معرکہ: سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کے اجتماع سے مطلع ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہنچ گیا۔ آذربائیجان کے باب خوی پر دونوں سلطانوں کا مقابلہ ہوا۔ مغرب سے عشاء کے وقت تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں سلطان برکیاروق کی طرف سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کیا سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی جانب بھاگا۔ امیر سقمان بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیر علی والی ارزن روم نے اس سے ملاقات کی۔ بعد ازاں آنی کی جانب روانہ ہو گیا۔ منوچہر برادر فضلون روادی اس شہر کا حاکم تھا پھر وہاں سے تبریز چلا آیا۔ محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی اس جنگ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا۔ شکست کے بعد سلطان محمد نے دیار بکر میں جا کر دم لیا۔ چند روز دیار بکر میں قیام کر کے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

محمد بن موید الملک: محمد زمانہ حیات موید الملک میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا ہمسائیوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہمسائیوں نے اس کے باپ موید الملک سے اس کے ظلم و جور کا شکوہ کیا۔ موید الملک نے کوہر آئین کو اس کے گرفتار کرنے کو لکھ بھیجا۔ محمد کو خبر لگ گئی دار الخلافت میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ بعد ازاں ۴۹۲ھ میں مجد الملک باسلانی کے پاس چلا گیا۔ ان دنوں اس کا باپ موید الملک سلطان محمد کے پاس گنجہ میں سلطنت و بادشاہی کی ہوس میں تھا۔ مجد الملک باسلانی کے مارے جانے کے بعد محمد اپنے باپ موید الملک کے پاس جا پہنچا اس وقت موید الملک سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا جب اس کا باپ موید الملک مارا گیا تب بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان برکیاروق شکست کے بعد سلطان محمد سے علیحدہ ہو کر تبریز ایک پہاڑ پر جا کر مقیم ہوا ایک برس تک وہاں قیام پذیر رہا۔

وزیر سدید الملک کی معزولی: خلیفہ مستظہر نے عمید الدولہ وزیر کی معزولی کے بعد سدید الملک ابو المعالی بن عبد الرزاق ملقب بہ عضد الدین کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا۔ جب ۴۹۶ھ میں اسے گرفتار کر کے مع اس کے اہل و عیال کے دار الخلافت میں قید کر دیا۔ اس کے اہل و عیال اصفہان سے اتفاقاً آ گئے تھے جو اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی معزولی کا سبب یہ ہے کہ وزیر سدید الملک مجلس شوریٰ کے قواعد سے ناواقف تھا۔ اس کی ساری عمر سلاطین کی ملازمت میں بسر ہوئی تھی۔ اسی قسم کی خدمتوں اور امیروں کا عادی و خوگر ہو رہا تھا اور مجلس شوریٰ خلافت کا یہ طور اور طریقہ نہ تھا۔

---

[1] مودود کا باپ اسماعیل سلطان برکیاروق کا ماموں تھا۔ تھوڑے دنوں بعد کسی وجہ سے برکیاروق کی ماں نے برکیاروق کی مخالفت کی بنا پر اسماعیل نے اس کو قتل کر دیا۔ مودود کو اسی وجہ سے برکیاروق سے مخالفت پیدا ہو گئی۔ علاوہ ازیں اس کی بہن سلطان محمد سے بیاہی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلا بھیجا تھا۔ مترجم

ابوالقاسم بن جہیر کا عہدۂ وزارت پر تقرر: وزیر مذکور کی گرفتاری کے بعد خلافت مآب نے امین الدولہ ابوسعد بن موصلایا کو مجلس شوریٰ کا ناظر مقرر کیا اور زعیم الرؤساء ابوالقاسم بن جہیر کو حلہ سے طلب فرمایا۔ ارباب دولت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا۔ دربار خلافت سے خلعت وزارت مرحمت ہوئی۔ قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔ زعیم الرؤساء ابوالقاسم امین الدولہ ابوسعد مذکور کا بھتیجا زادہ تھا۔ چونکہ ابوالحسن وزیر سلطان برکیاروق، ابوالقاسم کو سلطان محمد کی طرف داری سے متہم کر رہا تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپ رہا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر آمادہ کر رہا ہے اس وجہ سے گذشتہ سال میں بخوف سلطان برکیاروق بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا باقی رہا اس کا ماموں امین الدولہ ابوسعد، اس نے بھی مجلس شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی اور عافیت نشین ہو گیا۔

ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی: پانچویں صدی کے آخر میں زعیم الرؤساء معزول کیا گیا۔ بخوف گرفتاری سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سیف الدولہ نے اس کو بحفاظت تمام حلہ بلوا لیا۔ یہ واقعہ زعیم الرؤساء کی وزارت کے تین برس چھ مہینے بعد وقوع میں آیا تھا۔ قاضی ابوالحسن دامغانی چند روز اس کی قائم مقامی کرتا رہا۔ بعدہ ابوالمعالی بن محمد بن مطلب ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوا۔ محرم ۵۰۲ھ میں باشارہ سلطان محمد معزول کیا گیا مگر اس شرط پر کہ آئندہ عدل و انصاف سے کام لے گا، رعایا کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش نہ آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا عہدہ نہ دے گا، پھر عہدۂ وزارت پر باجازت سلطان مذکور بحال ہوا اور جب ۵۰۳ھ میں پھر معزول کیا گیا۔ اس کے بعد بجائے ابوالقاسم بن جہیر عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ ۵۰۷ھ تک وزارت کرتا رہا۔ بعدہ ربیب ابو منصور بن وزیر ابوشجاع محمد بن حسین وزیر سلطان الپ ارسلان وزارت کا مستحق قرار پایا۔

برکیاروق و محمد میں مصالحت: کئی سال گزر گئے اور دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) میں جدال و قتال کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ قتل و خونریزی کی اس قدر کثرت ہوئی کہ اکثر قصبے اور شہر ویران و خراب ہو گئے۔ امراء و حکام نے اپنی اپنی حکومت کا علیحدہ علیحدہ دم بھرنا شروع کر دیا حالانکہ اس سے قبل وہ حکومت سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے۔ سلطان برکیاروق کا دارالحکومت رے تھا۔ رے سے جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ اور حرمین شریفین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سلطان محمد نے آذربائیجان کو اپنا مستقر حکومت بنا رکھا تھا۔ آذربائیجان، بلاد اران، آرمینیہ، اصفہان اور باستثنائے بغداد کل عراق میں سلطان محمد کا سکہ چلتا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بعض جگہ ایسی بھی تھیں کہ بعض مقامات پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض مقامات پر سلطان محمد کا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا باقی رہا خراسان اس کی کیفیت یہ تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک سنجر برادر سلطان محمد کے قبضے میں تھا اور خطبوں میں سلطان محمد کے سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان برکیاروق ان امور پر نیز امراء و حکام کے ظلم و غارت مال و خرابی ملک کا احساس کر کے صلح کی جانب مائل ہوا۔ قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قراتگین کو اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔

صلح نامہ کی شرائط: ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیغام مصالحت پہنچایا بعدہ مصالحت کے فوائد، نااتفاقی کے نقصانات کو وعظ و پند کے پیرایہ میں بیان کیا۔ سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔

چنانچہ ان شرائط سے دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی۔

1) یہ کہ سلطان برکیاروق سلطان محمد کے علم و طبل سے مزاحم و متعرض نہ ہو۔
2) یہ کہ فریقین کے بلاد مقبوضہ میں دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔
3) یہ کہ دونوں سلطانوں میں [illegible] کے توسط سے خط و کتابت کی جائے، بلکہ ان کے وزیر ایک دوسرے کو خط لکھا کریں گے۔
4) یہ کہ کسی فریق کو اجازت نہ ہو کہ وہ کسی لشکری کو اپنا نوکر رکھ لے جو دوسرے سلطان کے پاس سے چلا جائے۔
5) یہ کہ نہر اسفید رود سے جانب باب الابواب دیار بکر، جزیرہ، موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ و تصرف رہے اور بنی صدقہ کا مقبوضہ بھی سلطان محمد کے تحت قبضہ رہے۔
6) یہ کہ علاوہ ان کے دوسرے شہر کل ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دے دیئے جائیں۔

محمد کی اصفہان سے روانگی: مصالحت ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امراء کو اصفہان میں خط لکھ بھیجا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپرد کر دو اور خود چلے آؤ۔ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو بخوشی اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور سب کے سب اصفہان کو سلطان برکیاروق کے حوالے کر کے سلطان محمد کی طرف چلے آئے۔ ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل و عیال بھی تھے۔ سلطان برکیاروق نے نہایت عزت و احترام سے ان کو ٹھہرایا اور بہت سا سامان سفر مرحمت فرما کر اپنے بھائی کے اہل و عیال کو رخصت کیا۔ حفاظت و خدمت کی غرض سے ایک فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین کر دیا۔

ایلغازی شحنہ بغداد اور سیف الدولہ: اس کے بعد سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرضی داشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح کو تحریر کیا تھا۔ ایلغازی شحنہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت دی۔ چنانچہ بغداد اور واسط کے منبروں پر جمادی الاولیٰ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ امیر سیف الدولہ صدقہ والی حلہ نے اس کی مخالفت کی اور خلافت مآب کو لکھ بھیجا کہ ایلغازی کو بغداد سے نکال باہر کیجئے، میں عنقریب آنے والا ہوں۔ امیر سیف الدولہ سلطان محمد کا ہوا خواہ تھا۔ ایلغازی نے یہ خبر پا کر ترکمانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عقرقوبا میں جا ٹھہرا۔ سیف الدولہ اپنا لشکر لیے ہوئے بغداد پہنچا اور [illegible] کے مقابلہ میں خیمہ زن ہوا۔ ایلغازی نے معذرت کی اور کہلا بھیجا کہ میں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اس وجہ سے کی ہے کہ سلطان محمد نے مصالحت کر لی ہے۔ علاوہ اس کے بغداد جاگیر ہے اور باہم مصالحت سلطان برکیاروق کا بلا شرکت تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی [illegible] سلطان مذکور کے بلاد میں شامل ہے۔ سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلہ واپس آیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۷ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیاروق، امیر ایاز اور وزیر ابوالمحاسن کو خلعتیں روانہ کیں اور ساتھ ہی اس کے منشور حکومت و سلطنت بھی بھیجی۔ سلطان برکیاروق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا، سروں پر رکھا اور خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

برکیاروق کی وفات: سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کی۔ کئی مہینے مقیم رہا۔ اسی اثناء میں علیل ہو گیا اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ مقام بروجرد پہنچا تھا کہ مرض نے شدت اختیار کی۔ بہ وجہ مجبوری قیام کیا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا۔ چالیس روز تک ٹھہرا رہا۔ جب اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا۔ اراکین سلطنت بھی حاضر ہوئے۔ دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا۔ اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا۔ اراکین دولت نے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کی اور ان لوگوں کو روانگی بغداد کا حکم دیا اور خود بقصد واپسی اصفہان بروجرد میں ٹھہرا رہا۔

امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر ابھی دو دن کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق نے وفات پائی۔ امیر ایاز اور ملک شاہ اس خبر کو سن کر لوٹ پڑے۔ تجہیز و تکفین کر کے اصفہان میں لائے اور اس تربت میں جو اس کے لئے بنائی گئی تھی دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد کو روانگی: تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے، خیمے، چھتریاں، چتر اور وہ تمام اسباب جو شاہی شان و شوکت کے لئے ضروری ہوتے ہیں ملک شاہ کے لئے مہیا کئے۔ امیر ایلغازی شحنہ بغداد مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم میں اصفہان آیا ہوا تھا اور وہی اس کو ابھار کر دارالخلافت بغداد لئے جا رہا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ ۱۷ ربیع الآخر سنہ مذکور کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے۔ چودہ ہزار سوار رکاب میں تھے۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا۔ مقام دیالی میں ملاقات ہوئی۔ مجلس شوریٰ میں امیر ایلغازی اور طغایرک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرما لی اور وہی خطابات اس کو عطا کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ کو عطا کئے گئے تھے۔ خطبے کے وقت حاضرین نے جواہرات سونا اور چاندی نثار کیا۔

سلطان محمد اور والئ موصل چکرمش: چونکہ موصل منجملہ ان بلاد کے تھا جو سلطان محمد کو بروئے مصالحت ملے تھے۔ اسی بنا پر مصالحت کے بعد سلطان محمد نے موصل کی روانگی کا عزم بالجزم کیا (موصل اس وقت تک چکرمش کے قبضہ اقتدار میں تھا) مگر آذربائیجان سے اپنے ہمراہیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا۔ جب اس کے ہمراہی آذربائیجان سے تبریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابو المحاسن کو نیابت اصفہان کے صلہ میں قلمدان وزارت سپرد فرمایا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا۔ چکرمش کو اطلاع ہوئی۔ اس نے قلعہ بندی کا انتظام کیا۔ شہر کی فصیلوں پر جا بجا منجنیقیں نصب کرائیں۔ خندقیں کھدوائیں۔ مورچے باندھے اور بیرونجات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں چلے آنے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں سلطان محمد نے موصل پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آغاز جنگ سے پیشتر اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکرمش کے پاس بھیج دیا تھا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ملکیت اس کو حاصل ہوا تھا اور نیز وہ صلح نامہ بھی دکھلایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے۔ ساتھ ہی یہ وعدہ کیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو گے تو میں تم کو تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا۔ چکرمش نے کہلا بھیجا "سلطان برکیاروق کا فرمان میرے پاس آیا ہے جو اس مصالحت اور صلح نامے کے خلاف ہے"۔

سلطان محمد یہ سن کر شہر سے باہر ہو گیا محاصرہ کی سختی سے کام لینے لگا لڑائی چھڑ گئی۔ جانبین کی [illegible] ہو گئی۔ ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج تمام دن لڑتی رہی اور اس قدر سخت حملے کئے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ کر فصیل میں سوراخ کر دیا۔ لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رات ہو گئی محاصرین اپنے مورچے میں واپس آ گئے۔ محصوروں نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کر لی اور تیر اندازوں کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے ہی پھر ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ محاصرین نے مردانہ وار جنگ شروع کر دی۔ جمادی الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دسویں ماہ مذکور کو سلطان برکیاروق کی وفات کی خبر چکرمش کو پہنچی اس نے ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ رائے یہ قرار پائی کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ چنانچہ چکرمش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیام بھیجا ''آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجئے میں آپ کی اطاعت بخوشی و رغبت قبول کرتا ہوں''۔ سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل میں پہنچ کر چکرمش کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں لے آیا۔ سلطان محمد نے اٹھ کر معانقہ کیا اور پھر بلا تاخیر سے موصل واپس کر دیا کیونکہ اہل شہر چکرمش کے چلے آنے سے بے حد پریشان اور گریاں و نالاں تھے۔ اگلے دن چکرمش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو پیش بہا تحائف اور نذرانے روانہ کئے۔

سلطان محمد کی بغداد کو روانگی: سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیاروق کے انتقال کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سقمان قطبی خود چکرمش والی موصل وغیرہ امراء دولت ہمرکاب تھے۔ اس سے پیشتر سیف الدولہ والی حلہ نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیدل سپاہ اور اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کے پاس اسے بغداد بلانے کو بھیجا تھا۔ لیکن یہ دونوں بھی موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر ملی۔ لشکر کا ساز و سامان لے کر نکل کھڑا ہوا اور بغداد کے باہر آ کر خیمے نصب کرائے امراء اور اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی غلطی اور جنگ کے عواقب کو ظاہر کیا اور یہ بتلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کرنا چاہتے ہو تو موقع اور یاور ہے۔ تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز تذبذب میں پڑ گیا۔ کبھی مصالحت و اطاعت کی جانب جھکتا تھا اور کبھی وقت جنگ و جدال پر تل جاتا تھا اسی غرض سے [illegible] سامان کشتیاں بھی جمع کرتا جاتا تھا اور ناکہ بندی بھی کر رہا تھا تا آنکہ سلطان محمد جمادی الآخر ۴۹۸ھ کو بغداد پہنچ گیا۔ غربی بغداد میں مقیم ہوا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ شرقی جانب پڑھا جاتا تھا۔ جامع منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کی دعا پر اکتفا کیا اور السلطان المعظم سلطان العالم کہہ کر خاموش ہو گیا۔

سلطان محمد اور امیر ایاز: امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف چاہے تو کچھ ان میں سے بعضوں نے حلف لیا اور بعضوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلا ہی حلف ایفائے عہد و پاس وعدہ کے لئے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہوئے۔ اسی وقت وزیر السلطنت ابوالمحاسن اور اپنے نائب صفی[1] کو سلطان محمد کے کیمپ میں مصالحت کی گفتگو کرنے کو بھیجا پہلے ابوالمحاسن نے سلطان

---

[1] صفی قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد چغر بیگ کا نام تھا جو الپ ارسلان کا باپ تھا۔

محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کی اور دوبارہ طلب کیا۔ محمد بن محمد ابوالمحاسن کو لئے ہوئے سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ ابوالمحاسن نے امیر ایاز کا پیام پہنچایا اور عہد حکومت سلطان برکیارق میں جو اعمال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے امیر ایاز کی طرف سے اس کی معذرت کی۔ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر اس کی کل درخواستیں منظور کر لیں۔

مخالف امراء کو امان: دوسرے دن قاضی القضاۃ، نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ صفی نے عرض کیا "چونکہ ایاز سے خلاف شان ملازمان شاہی ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ بخوف جان حاضر دربار نہیں ہوا۔ ینال اور ملک شاہ (جو حضور کا برادرزادہ ہے) اور ان امراء کے لئے امان کا متمنی ہے جو ان کے امراء ہیں"۔ سلطان محمد نے جواب دیا "ملک شاہ تو میرا بھتیجا ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے باقی رہا ایاز اور اس کے امراء میں نے بھی امان دے دی لیکن اس شرط سے کہ ینال مستثنیٰ ہے"۔ صفی یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ الہراسی مدرس مدرسہ نظامیہ نے تجویز کی جو لوگ حاضر ہیں خود سلطان محمد سے ان لوگوں کو امان دینے کی قسم لی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے دن ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کی۔ اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی آ پہنچا۔ سلطان محمد نے بکشادہ پیشانی دونوں امیروں سے ملاقات کی اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوہر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ بعد فراغ دعوت تحائف اور نذرانے پیش کئے از انجملہ وہ ہیرا بھی تھا جو مؤید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کا خاتمہ: امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے انہیں جنگی لباس پہنایا اور زرہ بکتر سے مسلح کیا تھا۔ اتفاقاً اسی وقت ایک صوفی دبے پاؤں گھس آیا۔ ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اور زرہ بکتر سے ڈھانپ دیا اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔ وہ گھبرا کر بھاگا اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپا۔ سلطان محمد نے اس کو اپنے پاس بلایا۔ جب غور کر کے دیکھا تو وہ مسلح تھا۔ دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ امیر ایاز کے مکان سے فوراً لوٹ کر چلا آیا۔ چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلا بھیجا۔ اس کے ساتھ جکرمش بھی تھا۔ علاوہ اس کے اور امراء دولت بھی تھے۔ سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا "قلج ارسلان بن سلیمان بن قتلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے قصد سے فوج کشی کی ہے۔ تم لوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے کس کو مامور کریں"۔ حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کیا۔ امیر ایاز نے گزارش کی "میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ بھی متعین کیا جائے"۔ سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے قریب بلایا۔ جونہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا۔ ایاز کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے۔ سلطان محمد نے اس کی حفاظت کو اپنی فوج بھیجی۔ جس سے لشکریان ایاز منتشر ہو گئے۔ صفی وزیر ایاز بخوف جان چھپ رہا۔ خدام شاہی پتہ لگا کر اسے وزیر ابوالمحاسن کے مکان سے گرفتار کر لائے۔ اسی سنہ کے ماہ رمضان میں صفی کو قتل کر دیا گیا۔

[illegible] ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۸)

ایاز کا وزیر صفی ہمدانی کے خاندان ریاست و حکومت کا ایک رکن تھا اور نیز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ زوال کے بعد سے شاید ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اسی وجہ سے اس کی عزت اور ناموری میں اضافہ ہوا تھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گیا۔ عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ ظلم موقوف کر دیئے۔ لشکریوں کو جبر و تعدی سے روک دیا اور ان کو بازاروں میں جانے کی ممانعت کر دی۔

ترکمانوں کی سرکوبی ۴۹۸ھ میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارت گری شروع کر دی، فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلطان محمد نے [illegible] ابن ارتق کے ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد کو [illegible] ترکمانوں کی سرکوبی پر مامور کیا۔ [illegible] کے قصبہ نیجار کی طرف بڑھ [illegible] کے مقبوضات سے تھا چند دنوں کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی سنہ میں سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو عراق کا شحنہ مقرر کیا۔ آقسنقر برسقی وہ شخص ہے جس نے سلطان محمد کا [illegible] میں ساتھ دیا تھا جبکہ [illegible] کی تعریف [illegible]

سلطان محمد کی اصفہان کو مراجعت اسی سنہ میں سلطان محمد نے امیر قایماز کو [illegible] اور صدقہ والئ حلہ کو ہدایت کی [illegible] کے ہمراہ [illegible] سے [illegible] اس کے بعد سلطان موصوف اصفہان واپس آیا۔ رعایا کی فلاح کی جانب توجہ کی۔ لشکریوں کے ظلم و ستم اور ناجائز حرکات کی روک تھام کی اور عدل و انصاف سے ملک کو خوشحال کیا۔

ایوان حکومت کی تعمیر ۵۰۱ھ میں سلطان محمد نے ابو القاسم حسین بن عبدالواحد [illegible] کو [illegible] گرفتار کر لیا تھا [illegible] ایک [illegible] مامور کیا اور [illegible] ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ [illegible] ایوان حکومت کی بنا ڈالی [illegible] رعایا کے ساتھ [illegible] جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد [illegible] کی [illegible] اور اصفہان واپس آیا۔

سلطان محمد کی وفات تمام واقعات مذکورہ بالا پر نظر ڈالی جائے تو آپ کو اس بات کا پتہ چلے گا کہ [illegible] ایک مدت کے بعد [illegible] سلاطین [illegible] اور [illegible] ایک وقت اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ تھوڑا عرصہ [illegible] کے بعد [illegible] ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ [illegible] سلطان محمد [illegible] ایک خطرناک حالت پیدا ہو [illegible] [illegible]

[illegible]

سلطان محمود کی تخت نشینی سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے ہی اپنی حکومت کے زمانہ میں اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اس وقت یہ ایک ۱۴ سال کا [illegible] تھا۔ [illegible] ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے (جب کہ اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوگئی تھی) محمود کو تخت حکومت پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہوکر دربار عام میں آیا۔ سر پر تاج شاہانہ رکھا، [illegible] شاہی لباس پہنا اور جاہ و جلال کے ساتھ مسند حکومت پر بیٹھا۔ تمام اقرباء، امراء و ارکان دولت نے اور ارکان سلطنت نے بیعت کی۔ [illegible] وزیر ابو طالب محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ تکمیل بیعت کے بعد دربار خلافت میں اطلاع بھیجی۔ تخت نشینی کی اور بابارت خلافت سے خطاب [illegible] سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ [illegible] ذی الحجہ ۵۱۱ھ کا ہے۔

آقسنقر برسقی سلطان محمد کی وفات سے پیشتر [illegible] اپنے بیٹے مسعود کا [illegible] مقرر [illegible] سلطان محمود کی خدمت میں [illegible] سلطان محمد کی وفات [illegible] بہروز [illegible] سلطان محمود [illegible] آقسنقر برسقی [illegible] سلطان محمود [illegible] آقسنقر برسقی کی [illegible] سلطان محمود [illegible] آقسنقر [illegible] بغداد کی طرف [illegible] آقسنقر کی [illegible] سلطان محمود نے آقسنقر [illegible] کو شحنہ بغداد مقرر فرمایا۔ [illegible] امراء [illegible] حسین بن ازبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ سے [illegible] خلیفہ مستظہر [illegible] خواہش کی [illegible] مسعود [illegible] آمد سے روک دیں [illegible] سلطان محمود سے [illegible] مخالفت [illegible] مناسب نہ [illegible] خواہش پر [illegible] حسین [illegible] بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کی۔ حسین نے [illegible] آقسنقر نے [illegible] فوجیں مرتب کیں اور قصد جنگ بغداد سے [illegible] ہوا [illegible] حسین شکست کھا کر بھاگا [illegible] اس کا بھائی مارا گیا اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر پناہ لی۔ یہ واقعہ [illegible] ۵۱۱ھ کا ہے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات ان واقعات کے بعد [illegible] ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابوالقاسم عبداللہ بن قائم بامر اللہ نے وفات پائی۔ ۲۴ برس [illegible] تک خلافت کی۔

باب: ۳۲

فضل بن مستظہر مسترشد باللہ

۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

بیعت خلافت: مستظہر کے بعد ان کا بیٹا مسترشد باللہ ابو منصور فضل مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ [illegible] کہ ان کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی اس کے بھائی ابو عبداللہ محمد، ابو طالب عباس [illegible] اور ان کے اعمام (چچاؤں) [illegible] وغیرہ نے بیعت کی۔ بعد ازاں [illegible] اور امرائے سلطنت نے بیعت کی۔ بیعت لینے پر قاضی ابو الحسن دامغانی [illegible] وزارت کا کام [illegible] خلیفہ مسترشد نے [illegible] قاضی ابو الحسن [illegible] خلیفہ مسترشد نے [illegible]

ابو شجاع محمد کا عہدۂ وزارت پر تقرر: [illegible] خلیفہ مسترشد نے قاضی ابو الحسن دامغانی کو عہدۂ [illegible] سے معزول [illegible] ابو شجاع محمد [illegible] ۵۱۶ھ میں [illegible] جلال الدین [illegible] بنایا تھا۔

امیر ابو الحسن کا فرار: جس وقت ارکان سلطنت خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے خلیفہ کا بھائی امیر ابو الحسن [illegible] آدمیوں کے ساتھ کشتی [illegible] دبیس نے [illegible] خلیفہ مسترشد [illegible] دبیس کے پاس [illegible] ابو الحسن [illegible] دبیس نے معذرت کی [illegible] ابو الحسن میرے مہمان [illegible] ان کو کسی ایسے امر پر مجبور نہیں کر سکتا جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو [illegible] خلافت [illegible] کام نہ چلا تو [illegible] ابو الحسن [illegible] خدمت میں پہنچ [illegible] امیر ابو الحسن [illegible]

مقدرت کی کمی ہے۔ بار خلافت کی [illegible] کی مجھ میں لیاقت نہیں ہے لیکن خوف جان کی [illegible] سے قصر [illegible] ہاں [illegible] مجھے اجازت دی جائے تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔ تب [illegible] دربار خلافت میں لایا گیا۔ مسترشد کی خلافت تک آپ نے امیر ابوالحسن کی درخواست منظور فرمالی۔ لیکن [illegible] کے اتفاقات ایسے پیش آئے کہ جس کی وجہ سے امیر ابوالحسن ۱۲ صفر [illegible] شب کے [illegible] اور [illegible] کے اتفاقات [illegible] ہو گئے۔

امیر ابوالحسن کی گرفتاری اور معافی

اس کے بعد امیر ابوالحسن بن مستظہر حلہ سے [illegible] کی طرف گیا اور اس پر قابض متصرف ہو گیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ مسترشد نے اپنے ولی عہد ابوجعفر منصور [illegible] مسترشد کے نام کے [illegible] خطبہ [illegible] پڑھوایا اس وقت ابوجعفر کی عمر [illegible] برس کی تھی [illegible] دبیس کو لکھا کہ امیر ابوالحسن [illegible] ایک فوج امیر ابوالحسن کی گرفتاری کو [illegible] امیر ابوالحسن کو خبر لگ گئی [illegible] فوج نے تعاقب [illegible] امیر ابوالحسن کو جا [illegible] گرفتار کر لیا گیا۔ دبیس نے [illegible] دارالخلافت بغداد [illegible] مسترشد نے [illegible] امان دی اور [illegible] نظر بند [illegible]۔

ملک مسعود کی بغداد کو روانگی

[illegible] مسعود بن سلطان محمد [illegible] موصل میں تھا [illegible] سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود سلطان محمد کے بعد مسند آرائے حکومت ہوا [illegible] خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے [illegible] حکومت [illegible] مسترشد کا [illegible] تھا اور آقسنقر برسقی کی طرف سے [illegible] آقسنقر برسقی نے [illegible] اس نے [illegible] سے معلوم ہوا [illegible] اس وقت [illegible] عراق [illegible] قبضہ [illegible] ملک مسعود کے [illegible] عراق کو [illegible] ان کے ہمراہ [illegible] وزیر [illegible] الملک [illegible] علی بن عمار [illegible] عماد الدین زنگی بن آقسنقر [illegible] سلطان [illegible] عراق کے قریب پہنچے [illegible] آقسنقر برسقی کو [illegible] کے مقابلہ [illegible] ملک مسعود اور جیوش بیگ [illegible] آقسنقر برسقی [illegible] ملک مسعود [illegible] خلافت [illegible] آقسنقر برسقی [illegible] سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔

امیر منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت

امیر منکبرس [illegible] دبیس بن صدقہ سے [illegible] آقسنقر برسقی سے [illegible] اس کے بعد ملک مسعود نے [illegible]

[illegible] کی جانب [illegible] امراء مخالفین کے ساتھ [illegible] ملک مسعود نے مسترشد [illegible] اور [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible] کی حفاظت پر بھی متعین کیں۔ فوجیوں کے لشکریوں نے [illegible] کی غارت گری [illegible] اور [illegible] مقامات کے [illegible] گئے۔ [illegible] مسترشد کے [illegible] قتل کا فرمان [illegible] انکار کر کے بغداد کی جانب [illegible] کا قصد کیا [illegible] ایک [illegible] بغداد کی جانب روانہ کیا ہے۔ [illegible] مسترشد [illegible] نے اپنے بیٹے [illegible] مسعود [illegible] اپنے [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] مسترشد [illegible] مسافت طے کر کے بغداد پہنچے۔ [illegible] ملک مسعود [illegible] مصالحت کی۔

ملک مسعود اور امراء کا بغداد میں اجتماع [illegible] مسترشد [illegible] ملک مسعود نے لشکر [illegible] کی جانب [illegible] بغداد [illegible] ملک مسعود [illegible] نے [illegible] بغداد [illegible] جانب اپنے [illegible] ایک [illegible] مسترشد [illegible] اپنے [illegible] اتفاق [illegible] بغداد [illegible] اس [illegible] کی طرف [illegible] بغداد [illegible] ملک مسعود [illegible]۔

ملک طغرل اور سلطان محمود میں کشیدگی ملک طغرل [illegible] سلطان محمد نے [illegible] ملک طغرل [illegible] سلطان [illegible] ملک طغرل [illegible] ملک طغرل کے پاس [illegible] ملک طغرل [illegible] سلطان [illegible] ملک طغرل نے [illegible]

[illegible] ملک طغرل سے [illegible] سلطان [illegible]

تیار ہیں"۔ سلطان محمود اس جواب پر حسب ارشاد ہمدان سے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ ہر چند لوگوں نے سنجر کو سلطان محمود کی روانگی سے مطلع کیا مگر سنجر ملک طغرل کے علاقہ سرحد تک بڑھ گیا اور سلطان محمود نے زنجان پہنچ کر لشکر کا جائزہ لیا۔ ملک طغرل کے خزانے سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے۔ چند روز قیام کر کے رے کی جانب کوچ کیا اور سنجر فتح مند لشکر کے ساتھ اصفہان سے گرجان چلا آیا۔ یہ خبر پا کر سلجوقیوں اور امرائیوں نے بھی گرجان کا قصد کیا۔ چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت و شوکت بڑھ گئی اور دونوں بھائیوں کی منافرت اور کشیدگی میں اور اضافہ ہو گیا۔

والی خراسان ملک سنجر: ملک سنجر زمانہ حکومت سلطان محمد سے خراسان اور ماوراء النہر کی حکومت پر متمکن تھا۔ جس وقت سلطان محمد نے وفات پائی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال سے بے حد صدمہ ہوا۔ چند روز تک بازار اور تمام شہر بند رہا۔ خطیبوں کو سلطان محمود کے بجائے اپنا نام باضابطہ خطبہ میں پڑھنے اور نقاروں وغیرہ موقوف کرنے کے واقعات کو ذکر کرنے کا حکم دیا۔ بعدہ یہ خبر اڑنے لگی کہ سلطان محمد کے بعد اس کا بیٹا محمود مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہے اور امراء و ارکان دولت کا اس پر اتفاق ہے۔ ملک سنجر کو اس خبر کو سننے سے ناراضی پیدا ہوئی۔ بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ جو اس کے بھتیجے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے اپنے کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعد انتقال سلطان محمد کے معز الدین کا لقب اختیار کیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود کی مصالحت کی کوشش: سلطان محمود نے یہ سن کر کہ میرا چچا سنجر بقصد عراق اور بلاد جبل آ رہا ہے شرف الدین انوشیروان بن خالد اور فخر الدین طغایرک بن الیزن کو تحائف و ہدایا دے کے سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا "آپ ماژندران چھوڑ کر چلے جائیے اس کے عوض میں دو لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کروں گا"۔ سنجر نے اس پر کچھ التفات نہ کیا اور رے کا قصد کیا اور محمود کے سفیر کو یہ جواب دیا "محمود ابھی صغیر السن ہے اس پر اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن عمر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے"۔ شرف الدین اور فخر الدین اپنا سا منہ لے کر واپس گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دے دیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر امیر انر تھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی۔ علی بن عمر کو (جو اس کا اور نیز اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کی جمعیت سے سنجر کی روک تھام کو روانہ کیا اور خود رے میں مقیم رہا۔

علی بن عمر کی دانشمندی: جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمۃ الجیش کے قریب پہنچا (جس کا سردار امیر انر تھا) سردار لشکر سے بڑی ملاطفت کہلا بھیجا "امیر انر تم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہوگی اس نے یہ کہہ کر میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اور اس کی سلطنت کی حفاظت کرے گا۔ ہم لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا اور ہم اس وقت تک اس عہد و پیمان پر قائم ہیں مگر جب اس نے ہماری حکومت و سلطنت کے لینے ہی پر کمر باندھی ہے تو ہم اس عہد و پیمان کو بھی توڑ سکتے ہیں۔ تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دوچند ہے بلکہ قوت مردانگی اور تجربہ کاری کے لحاظ سے بھی ہماری فوج تمہاری فوج سے بدرجہا زیادہ ہے"۔ امیر انر اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ بلا جدال و قتال جرجان سے لوٹ کھڑا ہوا۔ سلطان محمود کے لشکریوں نے کچھ دور تک تعاقب کیا۔ بعد ازاں علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آیا۔ کل حالات سن کر سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے لشکریوں کا شکریہ ادا کیا۔

ابو طالب سمیری کا عہدۂ وزارت پر تقرر: علی بن عمر نے بنظر مصلحت سلطان محمود کو رے میں قیام کرنے کی رائے دی۔ سلطان محمود نے منظور نہ کیا سامان سفر درست کر کے ہمدان کا راستہ لیا۔ ہمدان میں پہنچا ہی تھا امیر منکبرس شحنہ بغداد عراق سے دس ہزار سواروں کی جمعیت سے آ پہنچا۔ امیر منصور بن صدقہ برادر دبیس اور امراء بلخیہ بھی آ گئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے آنے کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ ان میں اس کا وزیر ربیب معزول کیا اس کی جگہ پر ابو طالب سمیری کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

معرکہ ساوہ اور سلطان محمود کی شکست: سلطان محمود کے رے سے روانہ ہونے کے بعد ہی ملک سنجر بیس ہزار سے رے پر آ اترا۔ علاوہ اور سامان جنگ اس کے پاس اٹھارہ جنگی ہاتھی بھی تھے۔ امراء کبار سے ابن امیر ابوالفضل والی سجستان خوارزم شاہ محمد امیر انز اور امیر قماج تھا۔ علاء الدولہ گرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد بھی آ ملا۔ یہ سلطان محمود سنجر کی بہن کا داماد تھا۔ مگر سلطان محمد کے ساتھ اس کو اختصاص زائد حاصل تھا۔ بعد وفات سلطان محمد سلطان محمود نے اس کو طلب کیا کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہو گئی۔ سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراجہ ساقی کے حوالہ کر دیا (جو بعد میں فارس کا حکمران ہوا) اسی اثناء میں علاء الدولہ ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود کا سب حال بتا دیا۔ اس کے امرائیوں کے اختلافات اور باہمی نفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کیے۔ چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوج کشی کی تیس ہزار فوج سلطان محمود کی رکاب میں تھی۔ امراء کبار سے علی بن عمر امیر حاجب امیر منکبرس غز غلی اتابک بن برسق سنقر بخاری اور قراجا ساقی وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نو سو جنگ آور تھے۔ مقام ساوہ پر جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (چچا بھتیجا) کا مقابلہ ہوا۔ ابتداءً ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کر بھاگا مگر ملک سنجر اپنے مصاحبوں کے ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہوا لڑتا رہا۔ ادھر سلطان محمود اپنی فوج کو لیے ہوئے بڑھا آتا تھا۔ جوں ہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے شکست خوردہ لشکر نے یہ خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہو گئی پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ غز غلی اتابک گرفتار ہو گیا۔ ملک سنجر نے کامیابی کے بعد ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

ملک سنجر کا پیام مصالحت: اس واقعہ کی خبر دارالخلافت بغداد میں پہنچی۔ امیر دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد سے سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی تحریک کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمود نے شکست اٹھا کر اصفہان جا کر دم لیا اس کے امراء اس کا وزیر ابو طالب سمیری، امیر علی بن عمر اور قراجا ساقی وغیرہ تھے۔ رفتہ رفتہ محمود کا لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس کے قوائے مختل میں توانائی و درستی پیدا ہو کر آئی۔ ملک سنجر کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنی فوج سے تعاقب ترک کر کے سلطان محمود سے دوبارہ مصالحت کے لیے خط و کتابت شروع کی۔ اس مصالحت کی محرک ملک سنجر کی ماں سلطان محمود کی دادی تھی۔ گفتگوئے مصالحت شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی شحنہ بغداد آ پہنچا۔ یہ ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے تھا جب وہ بغداد سے واپس آیا تھا۔ اسی اثناء میں سلطان محمود کے پاس وہ قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر

[illegible] کیا ہوا تھا۔

ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت۔ سلطان محمود نے [illegible] ملک سنجر خراسان کی جانب مراجعت کر جائے تو مصالحت ہو جاوے گی۔ ملک سنجر نے اس تجویز کو منظور نہ کیا [illegible] سلطان محمود [illegible] ملک سنجر نے [illegible] سلطان محمود [illegible] اپنے چچا ملک سنجر سے [illegible] ملک سنجر نے بھی [illegible] سلطان محمود [illegible] سلطان محمود کو [illegible]

امیر منظور کو سزائے موت۔ [illegible] سلطان محمود نے [illegible] سلطان محمود کے امرا [illegible] ملک سنجر [illegible] سلطان محمود [illegible] ملک سنجر نے [illegible] کا حکم دے دیا۔

علی بن عمر کا خاتمہ۔ [illegible] علی بن عمر [illegible] سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

دبیس بن صدقہ کی ریشہ دوانیاں۔ جس وقت سے سلطان محمود نے [illegible]

زمانے سے ملک مسعود نے آذربائیجان اور موصل کو اپنا مستقر حکومت قرار دیا تھا۔ آق سنقر برسقی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس آ گیا تھا۔ ملک مسعود نے اس کو علاوہ موصل کے مراغہ بھی جاگیر میں عنایت کیا تھا مگر دبیس بن صدقہ کو یہ مصالحت پسند نہ تھی اس کی فطرتی انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں خوب خوب جھگڑے چلے جائیں تو اسے عزت و اقبال حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اسی مقصود کے حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بیگ اتابک سے خط و کتابت شروع کی اور اس خط و کتابت کو سلطان محمود کی طرف منسوب کیا کہ گویا یہ لکھتے تھے کہ برسقی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت کے صلہ میں بے حد و بے شمار انعام دوں گا۔ کسی ذریعے سے برسقی کو اس کی خبر لگ گئی تو وہ ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے سلطان محمود کی خدمت میں چلا گیا۔ سلطان محمود نے اس کی بڑی عزت افزائی اور قدر دانی کی اور اسے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ دبیس کا مقصد: جب اس سے یہ مقصد حاصل ہو گیا تو اس نے جیوش بیگ سے اس امر کی خط و کتابت شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کر دو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیارق اور محمد بن ملک شاہ کی باہمی نزاعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود و سلطان محمود کی مخالفت و نااتفاقی سے مستفید ہوں۔

ملک مسعود کی شاہی کا اعلان: ابو المؤید محمد بن ابو اسماعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا طغرائی تھا اور یہی فرامین شاہی کی پیشانی پر شاہی طغرے لکھا کرتا تھا۔ اتفاقاً اس کا باپ ابو اسماعیل حسین اصفہان سے چلا آیا ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا۔ ملک مسعود نے اپنے وزیر ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے اس کے بجائے ۵۱۳ھ میں ابو اسماعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ یہ تقرری ہوتے ہی دبیس جس امر کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا وہ بہت جلدی بخوبی اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔ یعنی دبیس اور ابو اسماعیل نے متفق ہو کر ملک مسعود کو پٹی پڑھائی۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی۔ جیوش بیگ اور ابو اسماعیل کو تنبیہ آمیز خطوط لکھے۔ لیکن یہ سب بے سود ثابت ہوا۔ ان لوگوں نے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہ کی علم بغاوت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا سلامی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

معرکہ اسد آباد: سلطان محمود کا لشکر ان دنوں ہمدان میں منتشر و متفرق تھا۔ ان لوگوں کو اطلاع ملی تو اس موقع کو مناسب تصور کر کے فوج کشی کر دی۔ اسد آباد میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا افسر برسقی تھا۔ اس معرکے کے شروع میں برسقی نے بڑے بڑے کارنمایاں انجام دیئے گو بڑی خطرناک حالتوں میں مبتلا ہوا مگر اپنی جان اور زخموں سے نجات پائی۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شب ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا جس میں ملک مسعود کا وزیر ابو اسماعیل طغرائی بھی تھا۔ سلطان محمود نے اس کو الزام میں کہ یہ عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دے دیا۔ ساٹھ برس سے زیادہ اس کی عمر تھی۔ ادیب شاعر اور صاحب تصانیف تھا علم الکیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت: ملک مسعود نے شکست کھانے کے بعد ایک پہاڑ پر جا کر پناہ لی جو میدان جنگ سے ۱۲ فرسخ کے فاصلے پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے برسقی کو امان نامہ

دے کر ملک مسعود کو دربار شاہی میں حاضر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی اثنا میں ان کے مقرب امرا نے یعنی ان سے علیحدہ ان لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ موصل میں چل کر قیام کیجئے اور دبیس سے امداد لے کر سلطان محمود کے مقابلے میں پھر آئیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت و سلطنت واپس آ جائے گی۔ ملک مسعود نے عاقبت اندیشی سے اس مشورہ کے مطابق موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد ہی جیوش بیگ آیا۔ ملک مسعود کو نہ پایا۔ دریافت کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ چنانچہ تیس کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا۔ سلطان محمود کا امان نامہ دیا اور سمجھا بجھا کر واپس لایا۔ جب یہ سلطان محمود کے لشکر کے قریب پہنچے۔ سلطان محمود نے مع اپنے لشکر کے استقبال کیا۔ گلے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش بیگ کو امان: جیوش بیگ اتابک بھی شریک جنگ تھا۔ بوقت شکست ملک مسعود سے بچھڑ گیا۔ جب آگے بڑھ کر موصل پہنچا تو فوجیں فراہم کیں۔ اسی اثنا میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر مسموع ہوئی۔ موصل سے زاب کی طرف کوچ کیا۔ اس عرصہ میں سلطان محمود بھی میدان میں آ گیا۔ جیوش بیگ اتابک نے امان کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے امان دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔

دبیس کی سرکشی: باقی رہا دبیس وہ اس وقت عراق میں تھا جس وقت اس کو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا تو قتل و غارت گری شروع کر دی۔ شہر کے شہر ویران کر ڈالے۔ خلیفہ مسترشد نے مخالفت کی۔ دبیس نے کچھ توجہ نہ کی۔ تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھ بھیجے۔ سلطان محمود نے اس کو ان افعال و حرکات سے باز آنے کی ہدایت کی۔ دبیس اس پر بھی باز نہ آیا بلکہ لشکر آراستہ کر کے اس بہانے سے کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پر دھاوا کر دیا اور دار الخلافت کے سامنے پہنچ کر خیمہ نصب کرایا۔ خلافت مآب کو دھمکی دینا شروع کی مگر پھر جو سوچ سمجھ کر دار الخلافت سے لوٹ گیا۔ اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دار الخلافت بغداد میں وارد ہوا۔ دبیس نے براہ مسکنت و چاپلوسی سلطان محمود کو راضی کرنے کی غرض سے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بن جہیر کو تحائف و نذرانے دے کر شاہی دربار میں بھیجا۔ مصالحت کا پیام دیا۔ سلطان محمود نے اس کی شیریں کلامی سے خوش ہو کر مرتب کر کے ماہ شوال ۵۱۷ھ میں معافی کر دی۔ دوبارہ محمود نے ایک جرار لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیا۔ دبیس کو اس کی خبر لگی۔ گھبرا گیا۔ امان کی درخواست کی۔ معذرت کی عرضی روانہ کی۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔ چونکہ دبیس کو وقت ٹالنا اور سلطان محمود کو دھوکہ دینا مقصود تھا۔ بعد حصول امن اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو بھیج دیا اور بذات خاص ایلغازی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلہ میں داخل ہوا۔ ایک شخص بھی نظر نہ آیا۔ تب بھی قیام کر کے مراجعت کر دی۔

منصور برادر دبیس کی نظر بندی: دبیس نے چند روز بعد اپنے بھائی منصور کو اطراف و جوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعے سے سلطان محمود سے مصالحت کی۔ ابھی اس کی تکمیل نہ ہونے پائی تھی تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس نے شروع ۵۱۹ھ میں قلعہ جعبر سے حلہ کی طرف کوچ کیا اور بآسانی اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا اور اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ جس کو خلافت مآب نے منظور فرمایا اور حکومت چلانے کے لئے جمعیت کی نظر سے دیکھا بلکہ لشکر آراستہ و مرتب کر کے بہ افسری سعد

الدین [illegible] حصنی کی جانب روانہ ہوا۔ جونہی یہ لشکر حلب کے قریب پہنچا، [illegible] حلب چھوڑ کر [illegible] نے
حلب میں داخل ہو کر اپنی رکاب کی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو [illegible] ٹھہرایا، دوسرے حصے کو [illegible] کا حکم
دیا۔ اس کا [illegible] سے [illegible] گرفتار ہو گیا۔ مجبور ہو کر [illegible] معافی کا خواستگار ہوا [illegible] اطاعت و فرمانبرداری کا عہد
و پیمان کیا۔ [illegible] کے بعد [illegible] خلافت کے [illegible] میں [illegible] کر دیا گیا۔ چنانچہ [illegible] میں [illegible] نے
بغداد کی جانب [illegible]۔

آق سنقر برسقی کی عزت افزائی چونکہ آق سنقر برسقی ہمیشہ جنگوں میں سلطان محمود کے [illegible] رہا تھا، اس نے ملک
مسعود کو سمجھا بجھا کر [illegible] دربار میں لا کر حاضر کر دیا، اسی وجہ سے سلطان محمود
آق سنقر برسقی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس وقت [illegible] سے محمود کی خدمت میں آ گیا [illegible]
موصل کی امارت خالی ہوئی، سلطان محمود نے آق سنقر برسقی کو [illegible] موصل کو مرحمت فرمایا اور [illegible]
جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آق سنقر [illegible] آق سنقر ان [illegible] کے حالات کے بیان
کے ساتھ آئے گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایلغازی بن ارتق کو جاگیر کا عطیہ اس کے بعد امیر ایلغازی بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو سلطان
محمود کی خدمت میں [illegible] کی سفارش کے لئے روانہ کیا۔ حسام الدین تمرتاش نے دربار شاہی میں [illegible]
اور [illegible] کی طرف سے ایک ہزار دینار [illegible] اور چند [illegible] گھوڑے پیش کرنے کا اقرار کیا [illegible] اتفاق سے
[illegible] حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی [illegible] میافارقین جاگیر میں [illegible] کیا۔
میافارقین [illegible] کے قبضہ میں تھا۔ امیر ایلغازی نے میافارقین [illegible] کے قبضہ میں [illegible]
وقت سے اس کے [illegible] کے قبضہ میں رہا۔ تا آنکہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے
[illegible] میں ان کے قبضہ سے نکال لیا، جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت تم اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ملک طغرل نے [illegible] زنجان میں [illegible]
[illegible] اپنے اتابک [illegible] سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا تھا۔ [illegible] سلطان محمود نے [illegible] زنجان کا قصد کیا تو ملک طغرل
اور اتابک [illegible] نے [illegible]
[illegible] کی غرض سے [illegible] کی طرف
[illegible] اسی اثنا میں [illegible] آق سنقر [illegible]
[illegible] سلطان [illegible] طرف [illegible] ملک
طغرل کے پاس [illegible] ملک طغرل کو [illegible]
[illegible] سلطان محمود [illegible]
[illegible]

[illegible] دونوں بھائیوں [illegible] ہو گئی۔

طغرل بیگ کا خاتمہ۔ طغرل بیگ جو سلطان محمود کی طرف سے [illegible] مقابلہ پر آیا تھا [illegible] سلطان محمود [illegible] کی جانب سے [illegible] [illegible]

[illegible]

معرکۂ حلہ اور دبیس کی شکست [illegible]

[illegible]

خلیفہ مسترشد کی دبیس سے مشروط مصالحت۔ [illegible] کی خدمت میں اظہار [illegible]

قید کر لیا۔ اس اثناء میں [illegible] آقسنقر برسقی کا لشکر بغداد سے [illegible] ہو گیا۔ خلافت مآب اپنے مصرف خاص کے [illegible] پر قبضہ کر کے [illegible] کرنے کے قابل [illegible] خراب ہے۔ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ [illegible] قید کیا [illegible] مسترشد نے [illegible] جلال الدین کو [illegible] لیکن [illegible] بھاگ گیا۔ [illegible] سلطان محمد [illegible] مسعود [illegible]

دبیس کے خلاف مسترشد کی اہل واسط سے سازش [illegible] دبیس [illegible] واسط [illegible] بغداد [illegible] مسترشد [illegible]

دبیس کی بغاوت [illegible] آقسنقر برسقی [illegible]

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر برسقی [illegible]

وزارت کی تبدیلی [illegible] علی بن صدقہ [illegible] سلطان محمود [illegible] نظام الملک [illegible]

میں قید ہی وزارت پر رہا۔ لیکن خلافت مآب نے [illegible] ناراض ہو کر نظام الدین ابوالمظفر کو وزارت سے ہٹا کر نظام الدولہ ابن جہیر سے جو سلجوقیوں میں سلطان محمد کا وزیر تھا [illegible] سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا تھا جس کا بیان اس زمانہ تک بغداد میں بیکار بیٹھا تھا۔ جب ان کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے کہ اب یہ عہدہ مجھے نصیب نہ ہوگا۔ خلافت مآب سے سلیمان بن محمد ملک شاہ کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی کچھ دنوں کے بعد [illegible] جلال الدین [illegible] شمس الملک [illegible] نظام الدولہ ابونصر احمد کو وزارت سے معزول کر کے معزول وزیر جلال الدین کو عہدہ وزارت پر بحال کر دیا۔

بغاوتوں کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کی روانگی [illegible] عراق عجم میں ان دنوں [illegible] سلطان محمد [illegible] خلافت [illegible] مقتفی [illegible] چنانچہ مقتفی [illegible] خلافت مآب نے [illegible] عراق [illegible] سلیمان [illegible] خلافت مآب [illegible] بغداد [illegible] خلافت مآب نے ان لوگوں [illegible] بغداد [illegible]

[illegible] [illegible] المقتفی [illegible] مقتفی [illegible] خلافت مآب [illegible] خلافت [illegible]

[illegible] اپنی اپنی فوجوں [illegible] تھے۔

دبیس کی شکست و فرار: پہلے دبیس نے لشکر [illegible] مسترشد [illegible] حملہ کیا [illegible] لشکر [illegible] خلیفہ [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] مسترشد [illegible] اپنے [illegible] دبیس [illegible] فوج [illegible] خلافت [illegible] مسترشد [illegible] ہو گیا۔

دبیس کا بصرہ پر قبضہ: دبیس نے [illegible] بصرہ [illegible] مسترشد [illegible] بصرہ [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] بصرہ [illegible] عماد الدین نے نہایت استقلال سے بصرہ کی حفاظت کی [illegible]

دبیس کا محاصرہ حلب: دبیس نے [illegible] حلب [illegible] سلطان محمود کے پاس چلا گیا [illegible]

یرنقش کی تقرری: [illegible] خلافت [illegible] مسترشد [illegible] سلطان محمود [illegible] خلافت [illegible]

۱۔ [illegible] ۱۹۵

شہزادہ کے موصل کا راستہ لیا اور عماد الدین زنگی والی بصرہ کو موصل جا بھیجا مگر عماد الدین زنگی بجائے موصل آنے کے سلطان محمود کے پاس اصفہان جا پہنچا۔ سلطان محمود اس سے بڑے تپاک سے ملا اور بصرہ کو بطور جاگیر عنایت فرما کر پھر بصرہ کی جانب واپس فرمایا۔

دبیس کا عراق پر قبضہ کرنے کا منصوبہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دبیس بن صدقہ محاصرۂ حلب کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ پر ابھارنا چاہا اور جب ملک طغرل پس و پیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضۂ عراق کا بیڑا اٹھا لیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو آراستہ کر کے عراق کی طرف بڑھا۔ دقوقا میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مجاہد الدین بہروز نے تکریت سے خلافت مآب کو ملک طغرل اور دبیس کی آمد اور عزیمت سے مطلع کیا۔ خلافت مآب نے ان دونوں سرکشوں اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے خود جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور یرنقش زکوی شحنہ بغداد کو یہ اشارہ ہوا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور بروقت جنگ پر مستعد رہنا۔ اہل بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج مزید جمع ہو گئی۔ ۵ صفر ۵۱۹ھ میں خلافت مآب نے دار الخلافت بغداد سے نکل کر صحرا شماسیہ میں قیام فرمایا۔

ملک طغرل کی غارت گری: ملک طغرل نے یہ سن کر راہ خراسان کی جانب قدم اٹھائے۔ اس کے لشکریوں نے غارت گری شروع کر دی۔ رباط جلولا میں پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کو اس کی طرف بڑھایا اور دسکرہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا موکب ہمایوں بھی آ گیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں اتر پڑا۔ ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولا سے کوچ کر کے ہارونیہ میں قیام کیا۔ ملک طغرل اور دبیس میں یہ رائے قرار پائی کہ پہلے دونوں متفق ہو کر جسر نہروان کو عبور کریں بعد ازاں دبیس تو پایاب مقامات اور گھاٹوں کی حفاظت و نگرانی کرتا رہے اور ملک طغرل اپنی فوج کو دار الخلافت بغداد کی طرف بڑھائے مگر اتفاقی سوانح ایسے پیش آئے کہ دونوں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہوئی ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہوا۔ رسد غلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچی۔ دبیس پل عبور کرنے کی غرض سے نہروان پر آیا۔ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔ اتفاق سے چند اونٹ مل گئے جن پر کپڑے اور مختلف قسم کے کھانے تھے یہ اونٹ دار الخلافت بغداد سے خلافت مآب کی خدمت میں جا رہے تھے دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ خلیفہ کے لشکر گاہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دبیس نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی لشکری مال و اسباب چھوڑ کر نہروان کی طرف بھاگے۔

دبیس کا اظہار اطاعت: خلافت مآب نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کیا نہروان میں پہنچے تو دبیس اور اس کے ہمراہیوں کو سوتے ہوئے پایا شور و غل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلافت مآب علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی تملق اور خوشامد سے اظہار عجز و اطاعت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے مصالحت کرنے پر مائل ہو گیا۔ اسی عرصہ میں وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا اس نے خلافت مآب کی اس رائے کو بدل دیا۔ اس کے بعد خلافت مآب کا موکب ہمایوں نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی روانگی کے پچھلے روز بغداد پہنچا اور دبیس نے ملک

طغرل کی جانب معاودت کی۔

ملک طغرل اور دبیس کی خراسان کو مراجعت: اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجر کی طرف کوچ کیا۔ ہمدان ہو کر رے کے اطراف و جوانب کے شہروں اور قصبات کو لوٹ لیا۔ عمال شاہی سے تاوان اور [illegible] وصول کئے۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ خراسان میں ملک سنجر کے پاس جا کر دم لیا۔ خلیفہ مسترشد اور یرنقش شحنہ بغداد کی شکایات کے دفتر کھولے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں کشیدگی: ۵۲۰ھ میں یرنقش زکوی شحنہ بغداد اور خلیفہ مسترشد کے مابین ٹھن گئی۔ خلیفہ مسترشد نے یرنقش زکوی کو دھمکی دی۔ یرنقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ فوراً جب [illegible] بغداد سے نکل کر خبر پا کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مسترشد نے فوجیں جمع کر لی ہیں اور سامان جنگ بھی کافی طور سے فراہم کر لیا ہے۔ مالی قوت بھی ایک گونہ قابل اطمینان ہے۔ اگر حضور نے اس وقت بغداد کے قرب سے ذرا بھی تساہل فرمایا گیا تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنا دشوار ہو جائے گا اور پھر عراق آپ کے قبضہ اقتدار سے باہر ہو جائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کی تیاری کا حکم دیا اور سامان سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی کہلا بھیجا "چونکہ دبیس کی بغاوت اور سرکشی کی وجہ سے ملک عراق میں امن و عافیت معدوم ہو رہے ہیں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم عراق کو واپس جاؤ جس قدر روپے کی ضرورت ہو بدولت قبول دینے کو تیار ہیں"۔ اس پیام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی اور وہ خیالات جو یرنقش نے محمود کے ذہن میں ڈالے تھے مجسم ہو کر روبرو آ گئے۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگے۔

عفیف اور عماد الدین میں معرکہ آرائی: خلیفہ مسترشد نے روانگی پر آمادہ ہو کر بغداد کے غربی ساحل کو اس اعلان کے ساتھ عبور کیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھایا تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی اپنی سفارت و ایلچی کی معرفت بغداد میں داخلے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ غضبناک ہو کر بغداد کی طرف بڑھا اور خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں ٹھہرا رہا۔ اپنے خادم خاص عفیف کی افسری میں ایک لشکر واسط کی جانب سلطان محمود کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آق سنقر کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض عفیف اور عماد الدین نے صف آرائی کی۔ خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر کار عفیف کے لشکر کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا مارا گیا۔ ہزار خرابی عفیف بھاگ کر خلافت مآب کی خدمت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے کشتیاں جمع کرائیں اور کل سرائے خلافت کے کل دروازے باستثنا باب نوبی بند کرا دیئے تب سلطان محمود ۲۰ ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب الشماسیہ پر اتر پڑا۔ لشکریوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد نے وزیر کو جانے اور مصالحت کرنے کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے مصالحت اور معاودت سے انکار کر دیا ادھر اس کے سلطانی لشکر کا ایک حصہ موقع پا کر حرم سرا میں داخل ہو گیا

لشکریوں نے خلافت میں گھس کر اہل حرم کا مال و متاع لوٹ لیا۔ عوام الناس کو بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ سب جمع ہو کر خلیفہ مسترشد کی خدمت میں پہنچے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی جنگ: خلیفہ مسترشد غصہ میں آ کر نکل آیا۔ شمشیر بکف تھا۔ وزیر السلطنت آگے آگے تھا۔ نقارہ بجتا جا رہا تھا۔ بانسریاں بجائی جا رہی تھیں اور خود بآواز بلند "یا ہاشم" پکار رہے تھے۔ کشتیوں کا پل باندھے جانے کا ارشاد فرمایا۔ بات کی بات میں پل تیار ہو گیا۔ ایک شب میں کل ہمراہیان خلیفہ عبور کر گئے۔ اس وقت خلافت مآب کے مکان میں پہرہ والوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ آور موجود تھے۔ سلطانی لشکر بے خوف و خطر لوٹ مار میں مصروف تھا۔ خلافت مآب کے ہمراہیوں نے پہنچ کر ان کو گرفتار و قید کر لیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد نے بارہ ہزار جنگ آوران اہل بغداد کے شرقی ساحل کو گھیر لیا۔ راتوں رات خندقیں اور مورچوں کے بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ رات بھر بغداد کی حفاظت کا انتظام مکمل کر لیا گیا۔ لوگوں کا جوش بہت بڑھا ہوا تھا۔ ہر روز تمام دجلہ پر خون خوار لڑائی کا ہنگامہ برپا کیا جاتا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی مصالحت: اسی اثناء میں عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بصرہ سے آ پہنچا اور دبیس اور زنگی کو بھی لیا سلطان محمود نے۔ وہ سب بڑھ گئے محمودی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ خلافت مآب نے وقتی کمزوری محسوس کر کے صلح کا پیام دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روز روز جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا۔ بعد ازاں بیمار ہو گیا۔ اطباء نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی۔ چنانچہ ماہ مذکور کی دسویں تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت خلافت مآب نے نذرانے تحائف اور انعامات دیئے جن کو سلطان نے بسر و چشم قبول کیا اور شحنگی عراق پر بدستور عماد الدین زنگی کو متعین فرمایا۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی: جب سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابو القاسم علی بن ناصر انسابادی کو بہ الزام سازش خلیفہ مسترشد گرفتار کر کے شرف الدین انوشیروان بن خالد کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ شرف الدین بوقت گرفتاری وزیر ابو القاسم بغداد ہی میں تھا۔ سلطان محمود کی طلبی پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچا۔ دربار سلطانی میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدہ سے سرفراز کئے جانے پر امراء و رؤسا نے نذریں گزرانیں۔ خلافت مآب نے بھی چند تحفے روانہ کئے تھے۔ اس نے دس مہینے تک وزارت کی۔ اس کے بعد استعفیٰ دے کر بغداد لوٹ آیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم انسابادی اس زمانہ سے برابر قید و محبوس رہا تا آنکہ ۵۲۲ھ میں سلطان سنجر رے آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کی وزارت پھر دلوائی۔

دبیس اور ملک سنجر: جس وقت دبیس شاہ سنجر کے پاس پہنچا ملک طغرل بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال سنجر کے دماغ میں جا گزیں کر دیا اور عراق پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ سنجر سامان حرب و جنگ درست کر کے لوٹا قیام کرتا ہوا رے پہنچا۔ سلطان

محمود اس وقت ہمدان میں تھا ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لیے کہ آیا وہ میرا مطیع ہے یا نہیں بلا بھیجا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف تھا ہی فوراً روانہ ہوا۔ جس وقت ملک سنجر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ملک سنجر نے کل فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی عزت سے ملک محمود سے ملا اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سنجر کے پاس ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں ملک سنجر نے ذی قعدہ کو خراسان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا۔

دبیس اور سلطان محمود: ملک سنجر کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے بھی ہمدان کی طرف مراجعت کی دبیس اس کے ہمراہ تھا۔ ہمدان میں چند روز قیام کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ کو داخل بغداد ہوا۔ دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے معافی تقصیر کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے اس شرط سے اس کی تقصیر معاف فرمائی کہ اس کو [illegible] کسی صوبہ کی حکومت دی جائے چنانچہ دبیس نے ایک لاکھ دینار صرف کر کے حکومت موصل کی سند حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عمادالدین زنگی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تحائف اور نذرانہ لے کر پہلے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کیے۔ سلطان محمود نے اس کو بہ حکومت موصل بحال کیا اور [illegible] شام کی حکومت کی علاوہ نگرانی بھی اسی کے متعلق کی گئی۔

دبیس کی سرکشی اور فرار: اس کے بعد ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق وقت سے ہمدان میں پہنچ کر علیل ہو گیا۔ دبیس کو موقع مل گیا۔ عراق جا پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ اور مدافعت کی تیاری کی۔ دبیس سے اعراض کر کے حلہ کا راستہ لیا۔ [illegible] نے [illegible]۔ [illegible] دبیس نے رمضان ۵۲۳ھ میں حلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے [illegible] امیر [illegible] اور امیر احمد یلی کو حلہ کی طرف روانہ کیا۔ [illegible] نے دبیس کی حفاظت اور [illegible] کی ذمہ داری لی تھی۔ دبیس نے یہ خبر پا کر خلیفہ مسترشد کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کی۔ [illegible] خوشامد کی عرضیاں بھیجیں۔ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ [illegible] دبیس اپنی تدبیر [illegible] تھا اسباب جنگ اور روپیہ فراہم کرتا جاتا تھا [illegible] اس کی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں [illegible] ماہ شوال میں بغداد پہنچا اور فوراً دبیس کے تعاقب میں روانہ ہوا بعد ازاں ماہ ذیقعدہ میں سلطان [illegible] بغداد پہنچا دبیس نے نذرانے اور تحائف پیش کر کے معافی تقصیر کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے معافی تقصیر سے انکار کیا۔ دبیس [illegible] حلہ کو خیرباد کہہ کر بصرہ کا راستہ لیا اور جس قدر بصرہ میں خلافت مآب اور سلطنت [illegible] کا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا سلطان محمود یہ خبر پا کر [illegible] گھبرا [illegible]۔ اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج متعین کی۔ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ کو چھوڑ دیا جنگل اور بیابانوں کی خاک چھانتا [illegible]۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی: ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے اپنی حکومت کے [illegible] سال [illegible] وفات پائی۔ بہ اتفاق رائے وزیر السلطنت ابوالقاسم [illegible] اور اتابک آقسنقر احمد یلی، سلطان محمود کا بیٹا داؤد مسند حکومت پر متمکن کیا گیا۔ تمام بلاد جبل اور آذربائیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جب سلطان کی تخت نشینی [illegible] ہمدان [illegible] اطراف

جواب میں بھیجے اور قلعہ جات پر بادشاہ کا گورنر [illegible] ہو گئے۔ [illegible] دارالخلافت اس خیال سے کہ آئندہ کوئی خطرہ واقع نہ ہو [illegible] اسباب [illegible] سلطان سنجر کے پاس رے چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان داؤد نے بادشاہ **عراق عجم** میں ہمدان سے ترکستان کی جانب کوچ کیا اور دارالخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔

سلطان داؤد اور ملک مسعود کی جنگ و مصالحت اسی اثناء میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ داؤد کا چچا ملک مسعود [illegible] سے تبریز چلا آیا ہے اور اس کا قصد ہے [illegible] کہ فوج [illegible] کا محاصرہ کر لیا اور [illegible] تبریز پہنچ کر آذربائیجان [illegible] میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ [illegible] میں لڑائی شروع ہوئی آخر کار دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ داؤد نے تبریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب کوچ کیا اور ملک مسعود تبریز سے باہر نکل کر اسی [illegible] میں مصروف ہوا۔ تھوڑے دنوں میں جب ایک عظیم الشان لشکر جمع ہوگیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا علم بلند کرکے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد کے پاس قاصد بھیجا کہ میرے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے۔ دربار خلافت سے جواب آیا کہ سلطان سنجر والی خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ اس جواب کے ساتھ ہی ملک مسعود کے پاس بھی ایک یادداشت [illegible] کا نام [illegible] پڑھا جانا مناسب ہے اور [illegible] اس کا حق نہیں پہنچتا ہے اس یادداشت [illegible] ہاتھ آ گیا اس کے بعد ملک مسعود نے عماد الدین زنگی والی موصل سے امداد طلب کی۔ عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا اقرار کیا اور لشکر تیار کرکے ملک مسعود کی جانب کوچ کیا [illegible] تک پہنچا۔

ملک طغرل کی بغداد میں آمد اسی عرصہ میں قراجا ساقی والی فارس و خوزستان ہمراہی ملک طغرل شاہ ابن سلطان محمد ایک لشکر لیے ہوئے بغداد پہنچ گیا اور دارالخلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب سے [illegible] سے ملاقات کی اور [illegible] کے لیے اس سے [illegible] اس کے بعد ملک مسعود نے بھی [illegible] پڑاؤ کیا۔ ملک طغرل نے یہ خبر پاکر مقابلہ کی غرض سے لشکر تیاری کا حکم دیا۔ [illegible] عماد الدین زنگی [illegible] قراجا ساقی نے زنگی کی روک تھام کر [illegible] کو بھیج دیا۔ زنگی اور قراجا ساقی میں [illegible] ہو گئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی طرف بھاگا۔ [illegible] قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب پدر سلطان صلاح الدین یوسف تھا اس نے زنگی کو عبور کرنے [illegible] قراجا [illegible] زنگی نے [illegible] دریا کو عبور کیا اور [illegible] اپنا راستہ لیا۔

ملک مسعود اور خلیفہ کے مابین معاہدہ اس کے بعد ملک مسعود بغداد سے اپنے بھائی ملک طغرل کے مقابلہ کو آیا اور [illegible] مقام پر [illegible] کہ [illegible] کہ زنگی [illegible] شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ [illegible] اور خلافت مآب کو [illegible] سلطان سنجر بقصد بغداد عراق سے آ رہا ہے کہ خلافت مآب اور طغرل شاہ و قراجا ساقی مجھ سے مصالحت کر لیں اور میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے [illegible] کہ سلطان سنجر عراق کا رخ نہ کرے [illegible] اس کے [illegible] کہ عراق پر خلافت مآب کا قبضہ و تصرف [illegible] کا خطبہ [illegible] خلافت مآب کے نام

[illegible] اسی شہر [illegible] وقت [illegible] تھا۔

وہ اب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں گو زمام حکومت میرے قبضہ قدرت میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کی بابت یہ قرار دیا جائے کہ میرے بعد وہ وارث تاج و تخت ہوگا۔ خلافت مآب اور سلجوق شاہ نے اس مجلس میں آکر شرائط مصالحت منظور کر لیں۔ چنانچہ تکمیل معاہدہ کی غرض سے ملک مسعود ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۷ھ میں بغداد آیا صلح نامہ لکھا گیا اور مصالحت ہو گئی۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان محمود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا داؤد حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ سپہ سالاران کے چچا ملک سنجر کو یہ گوارا نہ ہوا فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کو بلاد جبال کی جانب کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا دوسرا برادر زادہ ملک طغرل بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر رے پہنچ گیا وہاں چند روز قیام کر کے ہمدان کا قصد کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراجا ساقی کے ملک سنجر کی روک تھام کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی جب وعدہ اس مہم میں شریک ہو کر سلطان مسعود کی مدد کے لیے روانہ ہوا۔

ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر دشمن کو علم بغاوت بلند کرتے ہوئے بغداد کی جانب بڑھنے کا قصد کیا۔ جس وقت سپاہ نے نہایت بے ترتیبی سے کوچ کیا بعد دو پڑاؤ کے بعد ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ مورخ کے بعد اس کو قتل کا حکم دیا اور اس کی روکی نے بغاوت کی اور تنظیم مستقیم نہ رہی خبر پا کر لوٹ گئی اور دشمن بغداد کی طرف بڑھے بعد ان دونوں سرکشوں اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے دار الخلافت کی جانب مراجعت فرمائی اور سلطان مسعود مع اپنے امراء و لشکر کے ملک سنجر سے جنگ کرنے کو آگے بڑھا۔ ملک سنجر ستر ہزار کی جمعیت سے بڑھا ہوا تھا۔ سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا گیا چنانچہ قراجا ساقی پیچھے ہٹ آیا۔ جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی خبر کر دی۔ اس وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کر تعاقب میں اٹھ کھڑا ہوا۔

دینور کا معرکہ: ۸ رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریفوں کا مقام دینور میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراجا ساقی اور امیر قزل تھا۔ میسرہ پر یرنقش بزدار اور یوسف چاؤش۔ چنانچہ قراجا ساقی نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ حملہ آور دور تک چلی گئی مراجعت کی تو ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراجا ساقی کو دونوں طرف سے گھیر لیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ قراجا ساقی زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ ملک سنجر کے سپاہیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ سلطان مسعود کا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود اور اس کے ہمراہی اس غیر متوقع شکست سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ قراجا اور دیگر بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے منجملہ ان میں یوسف چاؤش بھی تھا۔ فتح یابی جنگ کی بعد خاتمہ جنگ ملک سنجر نے لوگوں کی امن و امان کی اور قراجا کے قتل کا حکم دے دیا۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود میں مصالحت: اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں عذر خواہی کی غرض سے حاضر ہوا ملک سنجر عزت و توقیر سے پیش آیا گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا اپنے خاص خیمے میں ٹھہرایا اور نصیحتیں کیں۔ تھوڑے دنوں بعد مصالحت پر رضا مندی ظاہر کی اور سند امارت عطا فرما کر گنجہ کی جانب واپس کیا۔ باقی ماندہ امراء اور

اور ملک طغرل اس کو مسند حکومت پر متمکن کر کے وزارت کا قلمدان ابوالقاسم انساباذی کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان کی جانب لوٹا۔ ۲۰ رمضان ۵۲۶ھ کو نیشاپور پہنچا۔

دبیس کی شکست اور فرار: خلافت مآب نے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دبیس اور زنگی کی مدافعت کی غرض سے بغداد کی طرف مراجعت کی تھی بغداد پہنچ کر خبر موصول ہوئی کہ سلطان محمود کو بمقابلہ ملک سنجر شکست ہوئی۔ خلافت مآب نے پیشتر فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل کو عبور کر کے عباسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷ رجب ۵۲۶ھ کو قطربل کے مقام پر زنگی اور دبیس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ خلافت مآب کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلافت مآب کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے رکاب کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑ گئی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ مطر نے بڑھ کر حملہ آور گروہ پر پشت سے حملہ کیا۔ خلافت مآب بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے حملہ آور ہوئے دبیس شکست کھا کر بھاگا۔ زنگی نے کمال استقلال سے مقابلہ کیا۔ زنگی کی کوشش کی لیکن فوج بھی ٹھنڈی پڑ جانے سے ایک لحظہ بھی خلافت مآب کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا۔ میدان کارزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔

دبیس اور اقبال کی جنگ: دبیس نے شکست کھا کر حلہ میں جا کر دم ڈالا۔ حلہ اور اس کے کل مضافات پر اقبال کا قبضہ و دخل تھا اقبال نے یہ خبر پا کر دار الخلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے دبیس کے سر پر پہنچا۔ دبیس مقابلہ پر آیا۔ باہم لڑائی ہوئی آخر کار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا۔ دبیس نے بڑی جدوجہد سے اپنی جان بچائی بھاگ کر واسط پہنچا۔ تھوڑے دنوں میں اس کے لشکری اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اسی زمانہ میں ۵۲۶ھ ختم ہو جاتا ہے۔ برسقی بوزابہ اور اقبال اپنی فوجیں مرتب کر کے دبیس کی سرکوبی کو آ جاتے ہیں دریا اور خشکی لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اہل واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آتے ہیں لیکن شکست کھا کر بھاگ جاتے ہیں۔

ملک داؤد کی پسپائی: ملک طغرل کے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ملک سنجر نے بوجہ بغاوت و سرکشی احمد خان والی ماوراء النہر خراسان کی جانب مراجعت کی۔ ان دنوں ملک داؤد بلاد آذربائیجان اور گنجہ میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں اور ان کو مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے میمنہ پر ابن برتق تھا۔ میسرہ پر قزل۔ مقدمۃ الجیش پر قسنقر اور ملک داؤد کے میمنہ پر برسقی تھا۔ ۸ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک قریہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ برسقی نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی۔ ترکوں کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا جمع ہو کر انہی کے خیمہ کو لوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تمام لشکر میں ہلچل مچ گیا اتابک آقسنقر احمدیلی خوف جان بھاگ کھڑا ہوا ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی حریف نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا برسقی گرفتار کر لیا گیا۔ ملک داؤد موقع پا کر نکل بھاگا کچھ مدت تک ادھر ادھر مارا مارا پھرا بعد ازاں اپنے اتابک آقسنقر کے ساتھ بغداد پہنچا۔ خلافت مآب نے شاہی محل میں عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد کا آذربائیجان اور ہمدان پر قبضہ: سلطان مسعود نے یہ سن کر کہ ملک داؤد کو

بحال ملک طغرل کو شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ ہمدان کی جانب لوٹ گیا۔ رفتہ رفتہ قریب بغداد پہنچا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچ کر ایوان شاہی میں قیام کیا۔ دارالخلافت بغداد کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعد ازاں سلطان مسعود و ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ باتفاق رائے خلافت مآب نے خلعت دیا۔ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان پر فوج کشی کی۔ یہ دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی و فوجی مدد دی جانے کی۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی قلعہ [illegible] پر قابض و متصرف ہو گئے۔ مقام اردبیل میں ملک طغرل کے چند سردار تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے ان لوگوں کو جا گھیرا۔ بعض ان میں سے چپ چاپ بھاگ گئے اور بعض قتل کر ڈالے گئے۔ بعد ازاں ان دونوں سرداروں نے ہمدان کا رخ کیا۔ ملک طغرل فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا۔ سلطان مسعود نے ہمدان میں داخل ہو کر اپنی فرمانروائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی زمانہ میں آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کر ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو قتل کیا تھا۔

معرکہ رے اور ملک طغرل کی شکست: ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد رے کا قصد کیا۔ راستہ میں قم پہنچا جہاں بھی اس کو ناکامی کی صورت نظر آئی تو اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اس غرض سے کہ سلطان مسعود و ملک داؤد کے قبضہ سے بچا لے۔ سلطان مسعود کو یہ خبر ملی تو اصفہان کے محاصرے کو بڑھا۔ چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول و قسم کا اعتبار نہ تھا اس وجہ سے اس نے اصفہان کو چھوڑ کر پارس کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان سے روانگی کر کے ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ ملک طغرل کے بعض امرائے لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امان حاصل کر لی جو باقی رہ گئے ان میں سے ملک طغرل [illegible] ان لوگوں نے دیکھا گھبرا کر [illegible] ماہ رمضان [illegible] میں رے [illegible] تھا۔ سلطان مسعود تعاقب میں تھا۔ وہ بھی [illegible] رے پہنچا [illegible] ملک طغرل کو شکست ہوئی ایک گروہ اس کے سرداران لشکر کا گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان مسعود نے مظفر و منصور ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

جس وقت ملک طغرل [illegible] رے سے [illegible] اس کا [illegible] ڈالا گیا ہے

واقعہ ماہ شوال [illegible] کا ہے۔

خلیفہ مسترشد کا محاصرہ موصل اور مراجعت بغداد: جس وقت عماد الدین زنگی کو [illegible] خلیفہ مسترشد کو شکست ہوئی۔ جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں تو عماد الدین زنگی نے موصل میں جا کر دم لیا اور سلاطین [illegible] ان میں باہم مخالفت پائی اور [illegible] ہو گئے اس وقت [illegible] خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے آئے۔ ان لوگوں کے آ جانے سے خلیفہ مسترشد کے [illegible] قوت [illegible] آ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ کو جو اس وقت سربرآوردہ و ذی اثر تھے عماد الدین زنگی کے پاس سمجھانے کو روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر [illegible] زنگی نے ان کی بے توقیری کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ [illegible] خلیفہ مسترشد نے محاصرہ موصل کا قصد فرمایا۔

سلطان مسعود کو بھی اس کی تحریک کی۔ چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۶ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے کوچ کیا۔ جس وقت موصل کے قریب پہنچا، زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اس کا نائب نصیر الدین جقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین کی مدافعت کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر تکریت کے پاس جا کر قیام کیا اور بڑی ہوشیاری سے باہر کی رسد بندی کر لی کہ خلیفہ مسترشد کی امداد رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے خلافت مآب کو بہت سے امور میں صدمہ اٹھانا پڑا مگر پھر بھی تین ماہ تک موصل کا محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سنہ کے یوم عرفہ کو بغداد میں پہنچ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کے لشکر گاہ سے حاضر ہو کر یہ گزارش کر دی تھی کہ سلطان مذکور عراق کا قصد کر رہا ہے اس وجہ سے خلافت مآب نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دارالخلافت کی جانب معاودت فرمائی تھی۔

سلطان مسعود اور طغرل کی جنگ جس وقت سلطان مسعود نے طغرل کی شکست کے بعد ہمدان کی طرف مراجعت کی۔ تو خبر آئی کہ داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجا) آذربائیجان میں باغی ہو گیا ہے۔ مجبوراً لشکر دوبارہ مرتب کر کے کوچ کر دیا اور آذربائیجان کے ایک قلعے پر پہنچ کر اپنے بھتیجے کو محاصرے میں لے لیا۔ ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جبل کی طرف قدم بڑھائے۔ رفتہ رفتہ فوجیں جمع ہو گئیں بلاد جبل کے اکثر شہروں کو فتح بھی کر لیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کی غرض سے قزوین پہنچا۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر ملک طغرل کی سرکوبی کو آیا۔ چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصہ کو ملا لیا تھا اس وجہ سے بوقت مقابلہ سلطان مسعود کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اس کے نتیجے میں سلطان مسعود کو آخری ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں اپنے بھائی طغرل سے شکست اٹھانا پڑی۔

سلطان مسعود کی بغداد کو روانگی سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا اور خلافت مآب سے دارالخلافت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب بقش سلاحی مع اس کے بھائی سلجوق شاہ کے اصفہان میں تھا۔ اس ناگہانی شکست کا حال سن کر یہ لوگ بھی بغداد چلے آئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر سرائے شاہی میں قیام کیا۔ خلافت مآب نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیئے اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ راستہ میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے۔ اس کے امیروں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیادے۔ خیمے بھی نہ تھے مال اور اسباب بھی لٹ گیا تھا۔ کسی کے بدن پر کپڑے ثابت نہ تھے۔ خلافت مآب نے خیمے مرحمت فرمائے۔ مال و اسباب اور روپیہ بھیجا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کو خلیفہ کی اعانت غرض ۱۵ شوال ۵۲۶ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ہمدان میں ٹھہرا رہا۔ دارالخلافت بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش و حواس بجا ہوئے دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کو حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے تسلی و تشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا ”تم ناگہانی شکست سے برداشتہ خاطر نہ ہو کر ہمت باندھو اور پھر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کو اٹھو۔ بدولت و اقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں“۔ سلطان مسعود نے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے

[illegible] خوشی سے اپنے دور حکومت میں آ گئے۔

طغرل کی وفات: امرائے سلجوقیہ کا ایک گروہ جو بقول [illegible] خطرات سے بچنے کے خیال سے خلافت مآب کی خدمت میں آ گیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہمراہی [illegible] طغرل نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور [illegible] طغرل کا ایک خط جو ان [illegible] کے پاس آیا وہ اتفاق سے خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو سب کی طرف سے شک پیدا ہو گیا مگر صرف اس شخص کو جس کے نام خط آیا تھا گرفتار کر کے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جو باقی رہے وہ امرائے سلجوقیہ سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے [illegible] سلطان مسعود نے [illegible] اس سے باہم [illegible] پیدا ہوئی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لیے [illegible] کی درخواست کی [illegible] تھا کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ سلطان مسعود نے [illegible] ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ فوجوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ [illegible] غرض ملک مسعود [illegible] سلطان مسعود [illegible] حاصل کر لیا [illegible] اپنے اہل و عیال کے سلطان مسعود نے اکرام کیا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی: ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے پر امرائے سلجوقیہ [illegible] اشخاص کو سلطان مسعود سے منافرت و کشیدگی پیدا ہوئی [illegible] ہمدان اور [illegible] کے خلافت [illegible] لوگوں کے ساتھ [illegible] سلطان مسعود سے [illegible] خلافت مآب سے [illegible] خلیفہ مسترشد کی خدمت [illegible] کی [illegible] خلافت [illegible] اور کل امراء کا [illegible] خلیفہ مسترشد کی طرف سے [illegible] سلطان مسعود کے پاس [illegible] خلافت مآب نے ان لوگوں سے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ اس سبب سے مابین خلافت مآب اور سلطان مسعود منافرت و کشیدگی پیدا ہو گئی۔

خلیفہ مسترشد کی بغرض جنگ بغداد سے روانگی: رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہنچی کہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود ماہ رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج فرمایا۔ مقام شفیق میں پہنچ کر پڑاؤ کیا [illegible] بصرہ سے [illegible] اس سے بمقابلہ سلطان مسعود امداد دینے [illegible] اور امرائے سلجوقیہ جو خلافت مآب کے ہمرکاب تھے وہ خلافت مآب کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو [illegible] رہے تھے [illegible] اس کے بعد [illegible] خلافت مآب نے بھی [illegible] کی طرف [illegible] امراء سے [illegible] فوج کی تعداد [illegible] خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری [illegible] سلطان مسعود [illegible] ان لوگوں

نے تالیف قلوب کی اور بہم آہنگ بنایا۔ وہاں لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔

معرکہ دیمرگ: خلیفہ مسترشد کی فوج کے بہت سے جنگ آزمودہ سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آ گئے تو لشکر خلافت مآب کی رکاب میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی۔ ملک داؤد بن محمود نے آذربائیجان سے کہلا بھیجا "آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کو دینور کا قصد فرمائیے" چنانچہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود دینور کی جانب کوچ کیا۔ ترکی امراء جو خلیفہ مسترشد کے ہمراہ تھے اور جن میں سے بعض میمنہ میں تھا۔ جاولی برکی امیر ساتھ اور میسرہ پر تھے۔ اتفاقاً وہ شخص جس کو خلیفہ مسترشد نے امرائے جنگ میں سے ممتاز کیا تھا اس نے باہم سازش سلطان مسعود کر رکھا تھا۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری: ۱۰ رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف معرکہ آرا ہوئے۔ اثنائے جنگ میں میمنہ مسترشد کا کچھ لڑ کر چلا آیا۔ سلطان مسعود نے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی مدد پر بھیجا۔ سلطان مسعود نے فوراً قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ خلافت مآب کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ خلیفہ مسترشد مع ارکان کے گرفتار کر لئے گئے جن میں وزیر شرف الدین علی بن طراد زینبی، قاضی القضاۃ، خطیب، فقہاء اور شہود تھے۔ خلیفہ مسترشد ایک خیمہ میں اتارا گیا باقی عمائد و ارکان قید کر دیئے گئے۔ بعدہ سلطان مسعود نے میدان جنگ سے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ کی گرفتاری پر اہل بغداد کا ماتم اور خونریزی: اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے امیر بک آبہ محمودی کو شحنہ مقرر کر کے بغداد کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ عمید بھی تھا۔ آخری ماہ رمضان ۵۲۹ھ کو یہ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مسترشد کے جس قدر املاک تھے سب کو ضبط کر لیا۔ غلہ اور اسباب خلافت کو لوٹ لیا۔ اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر رونے لگے۔ عورتوں نے واویلا کیا۔ عوام الناس منبر کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا۔ خطیب کو خطبہ پڑھنے نہ دیا۔ بازاروں میں کہرام مچ گیا۔ لوگ سروں پر خاک اڑاتے تھے۔ وہاں پہنچتے ہی شحنہ بغداد کی فوج سے باہم سخت ہنگامہ گرم ہوا۔ خونریزی کی نوبت آ گئی۔ شحنہ کی فوج اور عمید جب شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اسی طرح کچھ مدت کے فتنہ و فساد کے بعد امن و عافیت کی صورت دکھائی دیتی تھی۔ انہی دنوں ماہ شوال ۵۲۹ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ملک داؤد بن سلطان محمود نے مراغہ میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ ان میں باہم مصالحت کے نامہ و پیام شروع ہوئے۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان مسعود مع خلیفہ مسترشد کے مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے اور خلیفہ مسترشد وہاں ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے۔ مراغہ کے پہنچنے کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخرکار ان شرائط پر باہم صلح ہوئی:

---

[1] یہ مقام ہمدان کے قریب میں واقع تھا۔ مترجم

۱) خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو بارہ لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

۲) خلیفہ مسترشد کو خیال جنگ اور تیاری فوج رکھنے کا اختیار نہ ہوگا۔

۳) کسی غرض سے کسی وقت میں خلیفہ مسترشد دارالخلافت سے باہر نہ نکلے۔ صلح نامے کے لکھے جانے کے بعد فریقین کے وکلاء نے صلح نامہ کو اپنے دستخطوں سے مرتب کیا۔

خلیفہ کا قتل: خلیفہ مسترشد بقصد واپسی بغداد سامان سفر درست کرنے لگا۔ روانے خلافت مآب روانگی کی نوبت نہیں پہنچی تھی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا۔ اس وجہ سے خلیفہ مسترشد کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کو سوار ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کا خیمہ شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب ہوا۔ تقریباً بیس نفر یا اس سے کچھ زیادہ باطنی بقصد خلافت مآب کے خیمہ میں گھس پڑے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ سر کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے۔ ساڑھے سترہ سال خلافت کی۔ قاتل گرفتار کئے گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔

باب : ۲۲

منصور مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

محمد بن مستظہر الامر اللہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ

تخت خلافت: اس کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر راشد باللہ اپنے باپ کے مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔ بغداد میں عام بیعت راشد کی خلافت کی بیعت ہو گئی۔ اقبال خادم مسترشد کا غلام اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو سامان عربی کو ہمراہ کر کے کثیر جمعیت کو ساتھ لیا، مجاہد بن بہروز کے پاس جا کر قیام کیا۔

دبیس کا قتل: خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوئی کے باہر سرادق کے دروازے پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ اس نے راہ چلتے میں اس کو مار ڈالا۔ دبیس کے قتل کے بعد اس کا لڑکا اس کے غلاموں اور اس کے بیٹے صدقہ کے پاس حلہ میں جو کہ جمع ہوئے۔ قتلغ تکین بھی اسی وجہ سے حلہ میں اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے امیر بک محمد شحنہ بغداد کو حلہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر بک نے اپنی فوج کا ایک حصہ حلہ کی جانب روانہ کیا۔ صدقہ نے مقابلہ سے انکار و گریز کی۔ یہاں تک کہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت و صفائی کر لی اور اسی کے ہمراہ رہا۔

خلیفہ راشد اور برتقش کی جنگ: مسند خلافت پر خلیفہ راشد کے متمکن ہونے کے بعد برتقش زکوی سلطان مسعود کے پاس سے راشد سے چار لاکھ دینار وصول کرنے کو بغداد آیا جس کا اقرار اس کے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جو چار لاکھ کی رقم تھی۔ خلیفہ راشد نے جواب دیا "میرے پاس کیا رکھا ہے ایک حبہ تک بھی نہیں چھوڑ گئے۔ جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد تھا وہ سب کا سب لے گئے"۔ برتقش یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ "برتقش محل سرائے خلافت پر بزور قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اپنی فوج اور سامان اور ہتھیار جمع کر رہا ہے۔" خلیفہ راشد یہ سنتے ہی چوکنا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر لیں۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ موقع موقع سے مورچے دور دور سے بنوائے۔ بعد اس کے برتقش مع زکویہ کے اور جو محل سرائے خلافت کے لوٹنے کو نکلا۔ عوام الناس اور خلافت مآب کے لشکر نے مقابلہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلافت مآب کے لشکر نے برتقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ برتقش نے دار الخلافت سے نکل کر خراسان کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی: ادھر جب سنجر بغداد سے بھی خراسان کی جانب چلا گیا تو برنقش نے مال کے لیے ایسا پریشان کیا کہ عوام اور شہریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خانہ وغیرہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے باہمی سلطنت پناہ اور خلافت مآب میں منافرت و کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ارکان سلطنت اور امرائے مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے۔ خلافت مآب کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ ملک داؤد بن سلطان محمود بن ملک شاہ آذربائیجان سے بغداد کی جانب روانہ ہوا اور ماہ صفر ۵۳۰ھ میں وارد بغداد ہوا، اتابک زنگی موصل سے حاضر خلافت میں آ گیا۔

جلال الدین ابو الرضا کا عہدہ وزارت پر تقرر: عماد الدین زنگی موصل سے، برنقش بازدار امرائے قزوین سے، برنقش بیگ والی اصفہان اصفہان سے، صدقہ بن دبیس والی حلہ حلہ سے، ابن برسق، احمد یلی وغیرہ بھی آ پہنچے۔ ملک داؤد نے برنقش بازدار کو بغداد کی شحنگی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے تاج الدولہ ابو طاہر حسن بن جہیر استاد دار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جمال الدین اقبال کی رہائی عماد الدین زنگی کی سفارش سے ہوئی، اقبال رہا کر دیا گیا، وہاں سے بعد وہ زنگی ہی کے پاس رہا۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابو الرضا ابن صدقہ زنگی سے جا ملا اور چند دنوں تک اس کے پاس مقیم رہا۔ زنگی نے اس کی سفارش کر دی۔ خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ قاضی القضاۃ زینبی بھی زنگی کے پاس آ گیا تھا اور پھر اس کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں سلجوقی شاہزادہ آ گیا اور میر آ کر گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ زنگی بیچ بچاؤ کا واسطہ بنا تھا اور دونوں میں مصالحت ہو گئی، مستقل ہو کے بغداد واپس آیا۔

سلطان مسعود کا بغداد کا محاصرہ: اس واقعہ کے بعد ملک داؤد نے بقصد جنگ سلطان مسعود طریق خراسان کی طرف کوچ کیا۔ زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا۔ خلیفہ راشد بھی اپنی فوج آراستہ کر کے ۲ رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی جانب روانہ ہوا، مگر تیسرے ہی روز لوٹ آیا اور ملک داؤد اور کل امراء و زنگی بھی جب چنانچہ ملک داؤد اور کل امراء و ارکان دولت واپس آئے۔ سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شہر پناہ کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے۔ اتنے میں سلطان مسعود کا خط بایں مضمون صادر ہوا "میں بدل و جان خلافت مآب کی اطاعت پر آمادہ ہوں، مجھ سے معرکہ آرائی کی کیا ضرورت ہے۔" خلافت مآب نے اس خط کو ارکان دولت کے روبرو پیش کیا، ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مخالفت کرنا منظور کیا۔ چونکہ خلافت مآب نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا، سلطان مسعود نے جواب باصواب نہ پا کر بغداد کا قصد کیا اور سامنے آ کر بغداد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اوباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی، ان لوگوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کا بغداد پر قبضہ: اسی عرصہ میں طرنطائی والی واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے آ پہنچا۔ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی جانب مراجعت کی، بغداد کی شہر پناہ عبور کرنے سے روک کر سلطان مسعود کا لشکر [illegible]

کو مکمل طریقے سے محصور کیا اس سے خلیفہ راشد کے امراء و سرداران لشکر میں پھوٹ پڑ گئی سب نے بلا اجازت خلیفہ اپنے اپنے شہروں کی راہ لی۔ زنگی اس وقت [illegible] سلطان مسعود کی فوج سے مصروف جدال و قتال تھا۔ خلیفہ راشد اس کے [illegible] زنگی الٹا آیا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریف [illegible] ڈیرا جما دیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی: ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود مظفر و منصور بغداد میں داخل ہوا اور امان کی منادی کرا دی۔ قضاۃ، فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھایا جس میں بخط خاص لکھا تھا "جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی آدمی سے مصروف جدال و قتال ہوں تو اس وقت میں معزول سمجھا جاؤں گا میں خود اپنے آپ کو عہدہ خلافت سے سبکدوش کر دوں گا" قضاۃ اور فقہاء نے خلیفہ راشد کی خلع خلافت اور معزولی کا فتویٰ دیا۔ [illegible] نے اس رائے پر موافقت ظاہر کی اور خلیفہ کے معائب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے۔ سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ چنانچہ ۱۵ ذیقعدہ کو بغداد اور کل بلاد اسلامیہ میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ خلیفہ راشد نے ایک سال خلافت کی۔

مقتفی لامر اللہ کی خلافت: خلیفہ راشد کی معزولی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے اراکین دولت اور مشیران سلطنت کو انتخاب خلیفہ کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستظہر کو منتخب کیا۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا محضر لکھوایا۔ محضر میں ظلم، غصب اور قتل اور افعال کا تذکرہ کیا گیا۔ جو منافی شان امامت و خلافت تھے اور محضر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں ایسی صفات ہوں وہ امامت و خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ قاضی ابو طاہر بن کرخی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور [illegible] نے بھی اس حکم کی تعمیل کی۔ قاضی القضاۃ ان دنوں دار الخلافت میں موجود نہ تھا۔ زنگی والی موصل کے پاس گیا ہوا تھا۔ سلطان مسعود دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور صاحب مخزن ابن عسقلانی ساتھ ساتھ تھے۔

بیعت خلافت: ابو عبد اللہ محمد بن مستظہر کو [illegible] سے طلب کر کے مسند خلافت پر متمکن کیا۔ سلطان مسعود اور جدید خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسب دستور بیعت کی۔ بعد ازاں اراکین دولت ارباب منصب، ائمہ اور قضاۃ نے بیعت کی۔ ۱۸ ذی الحجہ ۵۳۰ھ کو یہ مہم انجام پائی۔ خلیفہ "مقتفی لامر اللہ" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا۔ معزول خلیفہ کی معزولی اور مقتفی کی خلافت کا شقہ فرمان تمام بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ ابو القاسم علی بن حسین زینبی کو موصل سے طلب کر کے بدستور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور کیا اور کمال الدین طلحہ صاحب مخزن کو بھی اس کے سابق عہدہ پر بحال رکھا۔

سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ: خلیفہ مقتفی کی بیعت خلافت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک

حصہ کو ملک داؤد کی تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں ملک داؤد سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دوبدو چار ہاتھ لڑ کر ملک داؤد بھاگ کھڑا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر فراہم ہو گیا جس کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی۔ ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تستر پر محاصرہ ڈالا۔ سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا۔ اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی۔ سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی مدد سے تستر بچانے کو روانہ ہوا۔ ملک داؤد نے کمال مردانگی اور ہوشیاری سے مقابلہ کیا۔ سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔

سلطان مسعود کا بغداد میں قیام ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ مبادا معزول خلیفہ راشد موصل سے عراق کا قصد کر بیٹھے بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی زمانہ قیام میں سلطان مسعود نے زنگی کو مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی بابت تحریر کیا چنانچہ زنگی نے ماہ رجب ۵۳۱ھ میں خلیفہ راشد کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل کو چھوڑ کر چل کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے امراء لشکر کو ان کے بلاد کی طرف مراجعت کرنے کا حکم دیا۔ صدقہ بن دبیس والی حلہ نے اپنی بیٹی کو سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلہ کی جانب مراجعت کی۔

بقش سلاری کا عہدہ شحنگی پر تقرر اسی اثناء میں ایک گروہ ان امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں بقش سلاری برسق بن برسق والی تستر اور سنقر خمار تکین شحنہ ہمدان تھے۔ سلطان مسعود نے ان لوگوں سے بحال شدہ پیشانی سے ملاقات کی۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا اور بقش سلاری کو دارالخلافت بغداد کی شحنگی عنایت کی اور انہوں نے رعایا کو اپنے ظلم و ستم سے پریشان کرنا شروع کیا۔

امراء کا خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہد: خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مراغہ پہنچا۔ چونکہ بوزابہ والی خوزستان امیر عبدالرحمٰن طغرل بک والی خلخال اور ملک داؤد سلطان مسعود سے خائف اور اس کے مخالف تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر منکو برس والی فارس کے پاس جمع ہو کر اتفاق و اتحاد کی قسمیں کھائیں اور اس امر کا بھی عہد و پیمان کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کر لینا چاہیے چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا۔ خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست کو منظور فرمایا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد تک نہ پہنچ سکا اور اس کی خبر سلطان مسعود کو پہنچ گئی۔

امراء کی سرکوبی: سلطان مسعود نے لشکر آراستہ کر کے بغداد سے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں ان لوگوں کی طرف کوچ کیا خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی۔ امیر منکو برس والی فارس گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان مسعود نے اس کو اپنے روبرو قتل کرا دیا۔ سارا لشکر اس کا تتر بتر ہو کر لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب پر روانہ کیا۔ بوزابہ اور عبدالرحمٰن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی محسوس کر کے دوبارہ لڑائی کی ٹھان لی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا۔ سلطان مسعود کے امراء لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا

اور اتابک صدقہ بن دبیس، ابن قراسنقر صاحب آذربائیجان اور عنتر بن ابوالعسکر بھی تھا۔

جانبین کے امراء کا قتل اس جنگ میں میدان جنگ بوزابہ اور عبدالرحمن کے ہاتھ رہا ملک مسعود کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جس وقت بوزابہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر صدقہ بن دبیس کو قتل کر ڈالا ہے اسی وقت اس نے ان سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کی طرف سے قید کئے گئے تھے قتل کر دیا۔ اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ دونوں فریق کو شکست ہوئی اور دونوں فوجیں میدان جنگ سے ہٹ گئیں۔ اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا قصد کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھایا۔ راستے میں خلیفہ راشد آ پہنچا۔ بوزابہ نے جو اس گروہ کا سردار تھا فارس پر قبضہ کرنے کی رائے دی چنانچہ ان لوگوں نے فارس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کر لیا اور بوزابہ نے اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھا لیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر ناکام حملہ انہی واقعات کے اثناء میں سلجوق شاہ برادر سلطان مسعود کو بغداد کے قبضہ کی سوجھی۔ لشکر آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب بڑھا بقش شحنہ بغداد اور نظر خادم امیر حاج اس کی مدافعت کی غرض سے شہر سے معرکہ آرا ہوئے۔ بازار لٹ گیا اور باشندوں کی جان پر آ بنی۔ بغداد میں قحط پڑ گیا۔ گرانی کی گرم بازاری ہوئی۔ شہر اور دیہات والے گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے جب سلجوق شاہ نے بے مثل مراسم وحشت کی۔ بقش سلطان نے بغداد میں واپس آ کر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلہ پر اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہلہل برادر عنتر بن ابوالعسکر کو اس کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد کا قتل خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عراق کا قصد کیا۔ خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ہمراہ تھا جس وقت یہ لوگ [illegible] کے قریب پہنچے سلطان مسعود لشکر اور فوج لئے ہوئے ان کے استقبال کو نکلا یہ لوگ اس خبر کو سن کر متفرق و منتشر ہو گئے ملک داؤد فارس چلا گیا تو خوارزم شاہ اپنے مستقر حکومت کی جانب لوٹا۔ خلیفہ راشد تن تنہا رہ گیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہم رکاب تھے [illegible] اصفہان ۵۳۲ھ میں (جس وقت کہ راشد کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا) دفعتہ حملہ کر کے مار ڈالا۔ مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

غلاف خانہ کعبہ انہی واقعات پر ۵۳۲ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور اسی غلاف کعبہ کی ابتداء سے وہاں تبدیلی حکومت کی وجہ سے [illegible] نظر آتا ہے قسمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ غلاف کعبہ جو ہمیشہ سے سلاطین و خلفاء وقت بغداد سے جایا کرتا تھا اس سنہ میں بھیجا جاتا ہے ایک سوداگر رامشت فارسی نامی جس کی ذمہ داری پر سلسلہ تجارت ہندوستان تک ہوا کرتی تھی دوران [illegible] کو انجام دیتا ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری صرف کرتا ہے۔ باطنیوں کی [illegible] اسی سنہ میں حدت سے [illegible] جاتی ہے یہاں تک کہ یہ لوگ جمع ہو کر دارالخلافت بغداد کو آ گھیرتے ہیں اور ان کا سردار [illegible] شہر بغداد میں چلا رہتا ہے۔ شحنہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قتل و قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور گروہ کے

سرداروں کو قتل کر دیا جاتا ہے عوام الناس اور رعایا ان اوباشوں کے ظلم و ستم اور تعدی سے ان کاروائیوں کو یرنقش شحنہ بغداد کی طرف منسوب کرتی ہے اس عداوت سے کہ اس نے پہلے بھی ان لوگوں کو ستایا تھا۔

یرنقش شحنہ بغداد کا قتل: پس سلطان مسعود یرنقش شحنہ بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیتا ہے اور بعد چندے مجاہد بن بہروز والی تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیج دیتا ہے اور مجاہد یرنقش کو قتل کروا دیتا ہے۔ اس اثناء میں ۵۴۳ھ شروع ہو جاتا ہے۔ سلطان مسعود ماہ ربیع الاول میں حسب دستور سابق دار بغداد میں آتا ہے۔ سلطان مسعود موسم سرما ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں پر چلا جایا کرتا تھا۔ اس مرتبہ جب دار الخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹیکس موقوف کر دیئے اور معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کرا دیا۔ عوام الناس اور رعیت سے اکثر ٹیکس معاف کر دیئے۔ اس سے لوگوں نے اس کو دعا اور شکریے سے یاد کرنا شروع کیا۔

وزرائے خلافت کی تبدیلیاں: ۵۴۲ھ میں المقتفی لامر اللہ اور وزیر السلطنت علی بن طراد زینبی میں آن بن ہو گئی اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت خلافت مآب کے کاموں پر اکثر معترض ہو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت پر خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی مگر خلافت مآب نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال نہ کیا بلکہ اس کے نام کو سرکاری کاغذوں سے خارج کر دیا اور بجائے اس کے قاضی القضاۃ زینبی کو جو چچا زاد وزیر کا تھا مامور فرمایا۔ بعد چندے اس کو معزول کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ عطا کیا۔ بعد ازاں ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود دار الخلافت بغداد میں آیا۔ معزول وزیر تو پہلے ہی دار الحکومت میں موجود پایا۔ اپنے وزیر کو خلافت مآب کی خدمت میں وزیر السلطنت کی عفو تقصیر کرانے اور اس کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت دلوانے کو بھیجا۔ چنانچہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کی درخواست پر وزیر السلطنت کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شحنگی بغداد پر مجاہد بن بہروز کی تقرری: ۵۴۴ھ میں مجاہد بن بہروز شحنہ بغداد معزول کیا گیا۔ سلطان مسعود کے دربار میں سے امیر قزل جو حکومت بصرہ پر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا۔ اس تبدیلی سے اوباشوں نے سر اٹھایا لیکن جب سلطان مسعود دار الخلافت بغداد میں وارد ہوا تو اس نے اس نقصان کا خیال کر کے مجاہد بن بہروز کو پھر شحنگی بغداد پر متعین کیا مگر اس مرتبہ مجاہدین کی شحنگی سے لوگوں کو نفع نہ پہنچا اس وجہ سے کہ اوباشوں نے ابن وزیر اور ابن قاورت سے جو سلطان مسعود کا سالا تھا ساز باز کر لی تھی جو مال غارت گری سے ہاتھ آتا تھا ان میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ ۵۴۵ھ میں سلطان مسعود نے مجاہد بن شحنہ بغداد کے ذریعہ سے اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انسداد کرنے پر سخت تاکید کی۔ مجاہد نے عرض کیا "حضور ہم خانہ زادوں کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے۔ ابن وزیر اور ابن قاورت نے اوباشوں سے ساز باز کر لی ہے اسی وجہ سے ان کا انسداد نہیں ہوتا"۔ سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ تحقیق و تفتیش کے بعد ثبوت الزام پر ان دونوں کو صلیب پر چڑھاؤں گا چنانچہ اپنے سالے ابن قاورت کو گرفتار کر کے صلیب دے دی۔ ابن وزیر یہ سن کر بھاگ گیا۔ اکثر اوباش گرفتار کر لئے گئے اور کچھ بھاگ گئے۔ رعایا اور خلق اللہ ان کے ظلم و ستم سے بچ گئی۔

سلطان مسعود کے خلاف امراء کی بغاوت: ۵۴۰ھ میں بوزابہ والی فارس و خوزستان مع اپنی فوج کے قاشان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک محمد بن سلطان محمود بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ملک سلیمان شاہ بن سلطان محمد بھی ان لوگوں سے آ ملا۔ بوزابہ نے امیر عباس والی رے سے مراسلت کی، وہ بھی ان سے متفق ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا اور سلطان مسعود کے اکثر بلاد مقبوضہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد سے روانہ ہوا۔ [illegible] نام مع ایک گروہ غلامان مسعود کے آ پہنچا۔ اس مہم میں عبدالرحمن طغرل بک حاجب بھی شریک تھا۔ یہ شخص نہایت چالاک اور صاحب اقتدار تھا۔ سلطان مسعود سے جو چاہتا تھا منوا لیتا تھا۔ اس کے ہمراہ عبدالرحمن کا [illegible] کی طرف تھا جو سلطان مسعود سے ناراض تھے۔ سلطان مسعود اور امیر عبدالرحمن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہنچ کر [illegible] قیام کیا۔ صلح کا پیام شروع ہوا۔ سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ امیر عبدالرحمن دونوں فریق کی صلح کا خواہاں ہو رہا تھا۔ آخر کار فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ امیر عبدالرحمن کو علاوہ ان شہروں کے جو اس کے زیر حکومت تھے آذربائیجان اور آرمینیہ کی حکومت بھی عنایت ہوئی اور ابو الفتح بن دارست کو سلطان مسعود کی وزارت عطا کی گئی۔ یہ بوزابہ کا وزیر تھا۔

امیر عبدالرحمن کا قتل: ان لوگوں نے سلطان کو سلطنت و حکومت میں ایسا دبا لیا کہ وہ اپنے تصرفات اور احکام جاری و نافذ نہ کر سکتا تھا۔ بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے مگر حقیقت میں اس سے علیحدہ تھے کہ ارسلان بن بلنگری معروف بہ خاص بک کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا۔ اس کی سازش سے ان لوگوں نے [illegible]۔ سلطان مسعود کی ہر ایک بات میں یہ لوگ دخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود [illegible] تھا۔ آخر جب عبدالرحمن والی خلخال اور بعض امرائے آذربائیجان کا قبضہ ہو گیا اس وقت یہ حال ہو گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور زمام حکومت عبدالرحمن کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو سلطان مسعود نے خاص بک کو طلب فرما کر اپنے حالات بتائے اور عبدالرحمن کے مار ڈالنے کا اشارہ کیا۔ خاص بک نے ان چند امراء سے سازش کر لی جو درپردہ سلطان مسعود کے ہوا خواہ تھے اور عبدالرحمن کے مخالف۔ آخر سلطان مسعود کے حالات سن کر خاص بک کا دل بھر آیا اور رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور چند امیروں کو عبدالرحمن کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن کے سر پر جب کہ وہ اپنی فوج میں تھا ایک گرز رسید کیا۔ عبدالرحمن بلبلا کر زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔

امیر عباس کا خاتمہ: یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی۔ عباس والی رے اس کے ہمراہ تھا اس کا لشکر سلطانی لشکر سے بڑھا ہوا تھا۔ یہ خبر سنتے ہی عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سلطان مسعود نے اس کو محسوس کیا اور عباس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا۔ ایک روز موقع پا کر عباس کو اپنے محل میں بلا بھیجا۔ اس وقت اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر تنہا حفاظتی کی طرف بڑھا۔ سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے لپک کر مار ڈالا۔ عباس سلطان محمود کا غلام تھا۔ نہایت عادل، رحمدل، دیندار، امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا۔ اس فرقہ پر عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا۔ اس معاملہ میں اس نے ہزاروں باطنیوں کو قتل کئے تھے۔ ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ میں اس کا قتل وقوع میں آیا۔

معرکۂ مرج قراتکین اور امیر بوزابہ کا خاتمہ: جب عبدالرحمن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کر دیا [illegible] ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بوزابہ کو فارس میں ملی تو اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ [illegible] اصفہان [illegible] ۵۴۲ھ [illegible] مرج قراتکین [illegible] دونوں لشکر [illegible] اس جنگ میں بوزابہ مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آ لگا تھا۔ جس سے وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ وہ گرفتار ہو گیا تھا سلطان مسعود نے اس کو قتل کرا دیا۔ غرض بوزابہ کے قتل ہوتے ہی اس کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی کوئی ہمدان کی طرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں جا کر دم لیا۔

امیر خاص بیگ کا عروج: سلطان مسعود اپنے امیروں سے [illegible] خاص بیگ کو اپنا مصاحب [illegible] امیر خاص بیگ میں قابلیت کا مادہ موجود تھا تھوڑے دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا [illegible] کے احکام جاری ہونے لگے۔

امرا میں بے چینی: [illegible] خاموش رہے مگر پوشیدہ طور پر [illegible] بوزابہ [illegible] ہوتا گیا۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا [illegible] سلطان مسعود [illegible] عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ [illegible] مسعودی [illegible] اہل بغداد اور عراق کو خطرہ پیدا ہوا۔ خلیفہ مقتفی [illegible] آپ لوگ بلا اجازت بغداد میں نہ آئیں [illegible] بغداد پہنچے۔ ملک محمد بن سلطان محمود بھی [illegible] بغداد کے [illegible] مسعود بلال [illegible] بھاگ گیا [illegible] بدحواسی پھیل گئی۔

بغداد پر سلجوقی امرا کا حملہ: اسی اثنا میں علی بن دبیس [illegible] بغداد [illegible] بغداد کے [illegible] ان کا تعاقب [illegible] ان لوگوں نے بغداد [illegible] مسعود بلال [illegible] بغداد [illegible] ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی منتشر ہو گئے۔

سلطان مسعود اور ملک سنجر کی ملاقات: [illegible] سلطان سنجر [illegible]

مقتفی باللہ سے اور اس کے چچا ملک سنجر سے برابر عداوت ہوتی رہی اور یہ اس کو ناگوار بات کہنے سے بڑھنے اور ارادہ کی دولت کی طلبی پر نصیحت و فہمیت کرتا رہا تھا۔ اسی اثنا میں ۵۴۴ھ میں وفات ہو گئی۔ ملک سنجر نے رے کی جانب کوچ کیا۔ سلطان مسعود یہ خبر پا کر اپنے چچا سے ملنے آیا۔ معذرت کی۔ عذرات معقول تھے ملک سنجر نے قبول کر لئے۔

بقش کی نہروان میں غارت گری اس کے بعد جب ۵۴۳ھ میں ارکان دولت کا ایک گروہ جس میں بقش کون خر طرنطائی اور ابن دبیس وغیرہ تھے عراق کی جانب واپس آیا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود بھی ان لوگوں کے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب سے ملک شاہ کے خطبہ کی بابت خط و کتابت کی مگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ فوجیں فراہم کر کے دارالخلافت کی قلعہ بندی کر لی۔ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا۔ سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا لیکن اپنے چچا ملک سنجر کی وجہ سے نہ آ سکا رے میں ٹھہرا رہا۔ بقش کو جب یہ خبر پہنچی کہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کو طلب کیا ہے تو اس نے نہروان کو لوٹ لیا۔ طرنطائی [illegible] ادھر طرنطائی مارا گیا۔ اس کے بعد ماہ شوال ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت قتل و غارت گری کر گیا۔

یحییٰ بن ہبیرہ کا عہدۂ وزارت پر تقرر ۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتفی نے یحییٰ بن ہبیرہ ابو المظفر کو وزارت پر مامور فرمایا چونکہ زمانہ محاصرہ بغداد میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور قابل تعریف کارگزاری سے کام لیا تھا اسی وجہ سے اس کے صلہ میں خلافت مآب نے عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی یکم رجب ۵۴۷ھ کو سلطان مسعود نے پچیس برس حکومت کر کے [illegible] اور اپنے بھائی کی متابعت کے [illegible] بمقام ہمدان [illegible] وفات پائی۔ خاص بیگ نے جو اس کے عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے بعد ملک شاہ بن سلطان محمود کو مسند خلافت پر بٹھایا۔ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود ملوک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی۔ اس کے مرنے سے خاندان سلجوقی کی سعادت و نیک نامی مفقود ہو گئی اس کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ہوا جس کی طرف التفات کی جاتی۔ نہایت خلیق، منکسر المزاج، عادل اور نماز روزے کا پابند تھا۔

مسعود جلال کا حلہ پر قبضہ اور فرار سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج بسرکردگی امیر سالار کرد حلہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ امیر مذکور نے پہنچتے ہی حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود جلال شحنۂ بغداد یہ خبر پا کر حلہ چلا آیا۔ امیر سالار کرد نے اس کا [illegible] والی شاہ وصف کی اور [illegible] کا اظہار کیا۔ دو تین روز بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈلوا دیا اور خود حلہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ خلافت مآب تک اس کی خبر پہنچی۔ ایک لشکر مرتب کر کے بہ افسری وزیر السلطنت عون الدولہ ابن ہبیرہ مسعود جلال کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ مسعود جلال نے یہ لشکر آتا دیکھ کر دریائے فرات کو

عیاری اور کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حلہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور کسی باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہ دیا۔ مجبوراً تکریت کی طرف لوٹ اور وزیر السلطنت مظفر و منصور حلہ میں داخل ہوا۔

وزیر ابن ہبیرہ کا کوفہ اور واسط پر قبضہ بعد ازاں وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور ایک دستہ فوج واسط کی جانب روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط کی جانب آئی۔ خلافت مآب کی فوج نے واسط چھوڑ دیا۔ خلافت مآب یہ سن کر بہ نفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پر آ پہنچے اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ دو چار روز قیام کر کے حلہ کی طرف کوچ فرمایا۔ بعدہ ماہ ذیقعدہ ۵۴۹ھ کو دارالخلافت بغداد واپس آ گئے۔

امیر خاص بیگ کا قتل ان واقعات کے بعد امیر خاص بیگ جو سلطان ملک شاہ کو تخت حکومت پر بٹھائے ہوئے تھا اس بات کا طامع تھا کہ خود مستقل حکمران ہو جائے۔ سلطان ملک شاہ سے کچھ خائف ہوا۔ اور نظر بند کر دیا۔ ملک محمد سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلا بھیجا اور کچھ عرصہ تک اس کے نام پر حکومت و سلطنت کی۔ لیکن نیت یہی تھی کہ زمانہ کے فرصت دے تو ملک محمد کو بھی میں سازش ہو گئی تھی کہ کسی طرح سے اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت و سلطنت کی نوبت بجوا دے چنانچہ وقت معینہ کے دوسرے روز امیر خاص بیگ ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک محمد اس کے تیور سے تاڑ گیا کہ اس کی نیت اچھی نہیں۔ فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اڑا دی۔ ابو الفوارس ترکمانی عرف شملہ نے جو امیر خاص بیگ کے معتمد دوستوں سے تھا خاص بیگ کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا لیکن خاص بیگ نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ پس جب یہ مارا گیا تو شملہ نے اس کے لشکر کو لوٹ کر خوزستان میں جا کر دم لیا۔ امیر بیگ ایک ترکمان کا لڑکا تھا۔ تیز ذہین اور ہوشیار تھا۔ سلطان مسعود کی ملازمت نے رفتہ رفتہ اس کو اس قدر عروج ہوا کہ کل اراکین دولت اس سے دب گئے۔

محاصرہ تکریت ۵۴۸ھ میں خلیفہ مقتفی نے ایک فوج ابو الفرج ابن ہبیرہ وزیر عون الدین اور امیر ترشک جو خلافت مآب کا خاص مصاحب تھا تکریت کے محاصرہ کو روانہ فرمائی۔ اتفاق وقت سے مابین ابن ہبیرہ وزیر اور ترشک ان بن ہو گئی۔ امیر ترشک نے اسی خوف سے کہ مبادا ابن ہبیرہ مجھے گرفتار کر لے مسعود بلالی شحنہ والی تکریت سے مل کر ابن ہبیرہ وزیر اور ان امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے والی تکریت کے حوالہ کر دیا۔ والی تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکر کا حصہ کثیر دریا میں ڈوب گیا۔ ترشک اور شحنہ نے طریق خراسان کا قصد کیا۔ اثنائے راہ میں جس قدر آبادیاں پڑیں ان کو تاخت و تاراج کرتے گئے۔ خلافت مآب نے ان دونوں باغیوں کا نہروان تک تعاقب کیا۔ یہ دونوں باغی بھاگ کھڑے ہوئے۔ خلافت مآب نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا چند روز محاصرہ کیے رہا۔ بعد ازاں دارالخلافت کی جانب مراجعت فرمائی۔ اس کے بعد ۵۴۹ھ میں خلافت مآب نے ابن ہبیرہ وزیر وغیرہ قیدیوں کی غرض سے ایک قاصد تکریت روانہ کیا۔ اہل تکریت نے قاصد کو بھی گرفتار کر لیا۔ تب خلافت مآب نے ان کی سرکوبی کو ایک فوج روانہ کی۔ اہل تکریت نے مقابلہ کیا۔ خلافت مآب کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی لشکر مرتب فرما کر بماہ صفر سنہ مذکور میں بذات خاص اس مہم پر تشریف لے گئے۔ شہر

تکریت پہنچتے ہی قبضہ کر لیا، مگر قلعہ تکریت فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کر لیا پھر دو مہینے کے آخری ماہ ربیع الاول سنہ مذکورہ کو بے نیل و مرام بغداد کی طرف مراجعت کی۔

قلعہ تکریت کا محاصرہ: بعد ازیں وزیر السلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ محاصرہ تکریت پر روانہ کیا۔ قلعہ نشین متحصنین آلات حصار اور دوسرے سامان جنگ مرتب فرمایا۔ ماہ ربیع الثانی کو وزیر السلطنت نے قلعہ تکریت کا حصار کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ مسعود بلال شحنہ و ترشک ایک عظیم لشکر کے ساتھ تکریت میں آ گئے ہیں۔ انہی لوگوں نے سرکشی کی ہے۔ انہی لوگوں نے ملک محمد کو قصد عراق پر ابھارا تھا۔ مگر چونکہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا تھا، مگر البقش کون خر نے ان لوگوں کی مدد کی۔ علاوہ اس کے ترکمانوں کا ایک گروہ بھی اس لشکر میں آ ملا ہے۔

معرکۂ عقر بابل: خلیفہ مقتفی یہ سنتے ہی خود فوج لے کر بڑھا اور خمرہ کا راستہ کر کے مقابلہ کی غرض سے کوچ کر دیا۔ مسعود بلال شحنہ ایک چھاپہ مار کر لشکر خلیفہ کے مقابلہ سے بھاگا اور ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک مدت سے تکریت میں قید تھا نکال لایا۔ آپ کے مقابلہ پر چڑھ آیا اور اپنی فوج اور ترکمانوں کو یہ دھوکہ دیا کہ سلطان ارسلان سلطان ہے، اس کے ساتھ ہو کر دربار خلافت سے لڑ رہے ہو اور حقیقت میں یہی خلافت کا حق ہے۔ مقام عقر بابل میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار آخری رجب میں خلافت مآب کا میمنہ شکست کھا کر بغداد کی جانب بھاگا۔ حتیٰ کہ اس گروہ نے خزانہ لوٹ لیا۔ بڑی دھوم سے مال کی لوٹ اور بھاگنے والوں کے پیچھے لگ گئے۔ خلافت مآب کے لشکر کا میسرہ بھی اکھڑ کر بھاگ گیا تھا۔ مگر خلافت مآب نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ پر جمے رہے اور اپنی فوج کو للکارتے رہے۔

اس استقلال اور جرأت قدمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی فوج میدان جنگ سے بھاگ نہ سکی۔ خلافت مآب کو فتح نصیب ہوئی۔ ترکمانوں کا قتل عام ہوا، اسباب لوٹ لیے گئے۔ عورتیں اور لڑکے گرفتار کر کے غلام بنا لیے گئے۔ البقش کون خر ملک ارسلان بن طغرل کو لے کر بھاگ گیا اور خلافت مآب نے ماہ شعبان سنہ مذکورہ کو دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

مسعود بلال و ترشک کی سرکوبی: اس واقعہ کے بعد مسعود بلال شحنہ اور ترشک نے پھر فوجیں فراہم کیں اور بقصد غارت گری واسط کی طرف بڑھے۔ خلافت مآب نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود بلال کی سرکوبی پر متعین فرمایا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر ''سلطان العراق'' کا لقب عنایت کیا۔

ارسلان بن طغرل: ارسلان بن طغرل جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں البقش کون خر کے ساتھ قلعہ ماہکی میں چلا گیا تھا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر البقش کو ارسلان کے حوالہ کر دینے کو لکھا۔ اتفاق یہ کہ البقش کون خر نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں وفات پائی اور ارسلان البقش کے بیٹے اور حسن جاندار کے قبضہ میں ہو گیا۔ یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے۔ پھر وہاں سے [illegible] ہو کر سلطان محمد کے پاس جا پہنچے۔ جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ ارسلان کا بیٹا تھا اور یہی سلاطین سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتفی نے تکریت [illegible] فوج کشی کی۔ چند روز تک اس کا محاصرہ کئے رہا بالآخر یہ خبر پا کر کہ مسعود اس کی مدافعت کو آ رہا ہے، دار الخلافت بغداد واپس آ گیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ: جیسا اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شملہ ترکمانی [illegible] کا [illegible] تھا اور [illegible] ترکمانی کے [illegible] سے تھا جس [illegible] سلطان محمد [illegible] اس کے [illegible] قتل کیا [illegible] خوزستان کی جانب بھاگ گیا [illegible] ملک شاہ [illegible] سلطان محمد [illegible] خوزستان کا حکمران تھا۔ خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پا کر شملہ [illegible] خوزستان کی جانب [illegible] ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی۔ شملہ نے اس فوج کا مقابلہ [illegible] شکست دے دی۔ اس کے [illegible] بغداد [illegible] کے خلافت مآب کی خدمت میں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] تھا۔ خلافت مآب نے اس کا عذر منظور کر لیا۔ تب خوزستان کی طرف بڑھا اور [illegible] قبضہ [illegible] سلطان [illegible] کے قبضہ [illegible] حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان سنجر کا زوال: سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا بیٹا تھا جس وقت سلطان برکیاروق [illegible] ملک شاہ [illegible] خراسان [illegible] تھا [illegible] کے حالات [illegible] تفصیل [illegible] سنجر خراسان [illegible] امیر [illegible] برکیاروق کی جانب سے خوارزم [illegible] سلطان محمد نے [illegible] حکومت [illegible] سلطان برکیاروق سے [illegible] سنجر [illegible] ایک مدت تک [illegible] اس وقت تک سنجر خراسان کی حکومت سلطان محمد نے [illegible] کا حقیقی بھائی [illegible] سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا رہا [illegible] سلطان محمد کے بعد [illegible] کی اولاد میں اختلاف پیدا [illegible] اس [illegible] حکومت [illegible] کے لقب سے [illegible] وغیرہ سلاطین [illegible] ترکستان [illegible] ۵۳۶ھ میں [illegible] کے حالات میں ان واقعات کو با تفصیل بیان کر چکے ہیں۔ سلطان سنجر نے ان [illegible] کی مدافعت کی غرض سے لشکر کشی کی [illegible] شکست [illegible] اس کے قوائے حکمرانی میں اختلال پیدا ہو گیا۔

خوارزم شاہی حکومت کا آغاز: خوارزم شاہ [illegible] خراسان [illegible] حکومت [illegible] خراسان [illegible] ترکستان [illegible] خراسان [illegible] سلطان سنجر [illegible] حکومت کا [illegible]

[illegible]

فوج کشی کی۔ ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا۔ کل بلاد خراسان پر قابض و متصرف ہو گئے امراء و ارکان دولت منتشر و متفرق ہو گئے جو جس شہر میں تھا وہاں کا والی بن بیٹھا۔ ترکان غز ان کو بھی زیر و زبر کرنے لگے۔ سلطان سنجر کو نظر بند کیے ہوئے تمام ممالک کو لوٹتے پھرتے تھے۔ یہی ذریعہ ان کے لوٹ لینے اور تاخت و تاراج کرنے کا تھا۔ رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے تا آنکہ سلطان سنجر ان کی حراست سے ۵۵۱ھ میں نکل بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کی مدافعت کی تمنا لیے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس وقت خراسان ان کے امراء پر تقسیم ہو گیا جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کریں گے۔ بعد ازاں بنی خوارزم شاہ نے ان کل بلاد پر اور نیز اصفہان، رے اور ہمدان پر بنی سبکتگین سے قبضہ حاصل کر لیا اور بجائے سلاطین سلجوقیہ کے حکمرانی کرنے لگے یہاں تک کہ چنگیز خان بادشاہ تاتار نے اوائل ساتویں صدی میں ان کے دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ جہاں پر ان لوگوں کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کرنے والے ہیں مفصل تحریر میں لائیں گے۔

سلیمان شاہ اور خوارزم شاہ سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک سنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور منابر خراسان پر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا پھر جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا۔ بعد ازاں ترکان غز سے مغلوب ہو کر بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا لیکن بعد چندے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا۔ شحنۂ اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا۔ تب سلیمان شاہ نے قاشان کی جانب کوچ کیا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر ایک فوج بھیج دی۔ جس نے سلیمان شاہ کو قاشان میں بھی داخل نہ ہونے دیا۔ بعد ازیں مجبوری خوزستان کا رخ کیا وہاں ملک شاہ نے روکا۔ غرض جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز سنائی نہ دی اور ہر طرف سے ناکامیوں اور محرومیوں سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور رئیس نجف کے پاس قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد: خلافت مآب سے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلافت مآب کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہوں گا اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ حصول اجازت کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور ارکان دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ نے ماہ محرم ۵۵۱ھ میں دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ قاضی القضاۃ، ارکان دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی نامی افراد موجود تھے۔ سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس امر کا اقرار کیا کہ آئندہ عراق میں معترض نہ ہوگا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر خلعت دی۔ جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو وہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے باپ کے تھے اور لشکر بغداد سے تین ہزار سوار مرحمت فرمائے امیر قویدان والئ حلہ کو طلب فرما کر اس کا امیر حاجب مقرر کیا۔

سلیمان شاہ اور سلطان محمد میں جنگ: ماہ ربیع الاول ۵۵۱ھ میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور خلافت مآب بہ موکب ہمایوں حلوان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود برادر سلیمان شاہ والی خوزستان کو خلافت

مقتفی نے طلب کر کے سلیمان شاہ کی دلجوئی و دلدہی کی اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس امر کا عہد لیا کہ سلیمان شاہ کے بعد ملک شاہ وارث تخت و تاج ہوگا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے دو ہزار سوار مال و اسباب کے ساتھ روانہ کئے۔ امرائے عرب سے [illegible] سب جمع ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے ایلدکز والی بلاد جبال بھی ان کے ساتھ تھا۔ سلطان محمد نے ان کی بیعت سے انکار کیا۔ سلطان محمد والی ہمدان نے تمام [illegible] کی تکمیل کی۔ قطب الدین مودود زنگی والی موصل اور اس کے نائب زین الدین کو لکھا اور امداد طلب کی ان لوگوں نے نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کی چنانچہ سلطان محمد نے ان کو سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۵۵۱ھ میں سب آمنے سامنے ہوئے۔ تین روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی۔ اور [illegible] لشکر متفرق و منتشر ہو گیا۔ ایلدکز اپنے شہر چلا گیا۔ سلیمان شاہ نے بغداد کا ارادہ کیا شہرزور ہو کر گزرا۔ زین الدین کوچک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ زین الدین کی طرف سے شہرزور پر تعرض کر لیا تھا۔ آگے بڑھ کر [illegible] سلیمان شاہ گرفتار ہو گیا۔ زین الدین نے موصل میں لا کر قید میں نظر بند کر دیا۔ اور ایک خط [illegible] سلطان محمد والی ہمدان کو مطلع کیا۔

محاصرۂ بغداد سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست بھیجی کہ میرے نام کا خطبہ بغداد کی جامع مسجدوں میں پڑھا جائے خلافت مآب نے اس سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت اور وفاداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جا چکا ہے اب دوسرے کا نہیں پڑھا جا سکتا۔ سلطان محمد نے یہ سن کر لشکر آراستہ کر کے ہمدان سے عراق کی جانب کوچ کیا ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچا۔ قطب الدین والی موصل اور اس کے نائب زین الدین کی طرف سے فوجیں بھی سلطان محمد کی کمک پر آ پہنچیں۔ بغداد میں اس سے بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ [illegible] خلافت مآب نے بھی قرابین فوج کی جانب توجہ فرمائی۔ [illegible] ایک لشکر [illegible] نے حملہ پر قبضہ کر لیا۔ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ [illegible] بندوبست میں مصروف ہوا۔ [illegible] تاہم [illegible] بھی [illegible] خلافت کے لئے تیار [illegible] اہل بغداد غربی جانب سے [illegible] بغداد کی [illegible] خلافت میں [illegible] خلیفہ [illegible] اور سلطان محمد سے [illegible] مزاحمت کی۔ ایک مدت تک یہ سلسلہ جنگ جاری رہا۔ سلطان محمد نے دجلہ کے ساحل پر [illegible] ایک پل [illegible] جانب سے بھی ہنگامہ قتل و غارت گرم کر دیا۔

سلطان محمد کی مراجعت اب بغداد میں ہر طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی [illegible] سلطان محمد کی [illegible] اتفاق سے [illegible] نور الدین محمود زنگی نے قطب الدین [illegible] الدین کو خلافت مآب سے جنگ کرنے پر ملامت [illegible] ایلدکز والی [illegible] ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمد یہ سنتے

ٹی کا محاصرہ سے دست کش ہو کر آخری ماہ ربیع الاولی ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ کر گیا اور زین الدین نے موصل کی جانب معاودت کی۔

ملک شاہ اور ایلدکز کی پسپائی: سلطان محمد نے جس وقت ہمدان کا قصد کیا تو ملک شاہ اور ایلدکز مع اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے رے چلے آئے تھے اینانج شحنہ رے نے مزاحمت کی لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے اینانج کو شکست دے دی۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر امیر عثمان بن قایماز کو بسر افسری ایک فوج کے اینانج کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر عثمان ہنوز رے نہ پہنچنے پایا تھا کہ ملک شاہ اور ایلدکز رے سے لوٹ کھڑے ہوئے تھے اور بقصد محاصرہ بغداد جا رہے تھے۔ اثناء راہ میں امیر عثمان سے مڈبھیڑ ہوگئی ایک خونریز جنگ کے بعد امیر عثمان کو شکست ہوئی۔ سلطان محمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ملک شاہ اور ایلدکز کے تعاقب میں خوزستان کی جانب کوچ کیا حلوان میں پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ایلدکز تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے اور اینانج نے بعد روانگی ملک شاہ و ایلدکز ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اس خبر کی استماع سے سلطان محمد کے تن مردہ میں جان سی پڑ گئی اسی وقت ہمدان کی جانب معاودت کا حکم دے دیا۔ باقی رہ گئے ملک شاہ اور ایلدکز ان کے رفقاء متفرق و منتشر ہو گئے۔ شملہ والی خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ملک شاہ اور ایلدکز کے چھکے چھوٹ گئے۔ چار و ناچار اپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

سنقر ہمدانی کی سرکشی و اطاعت: سنقر ہمدانی والی لحف نے ان جھگڑوں اور ہنگامات سے سواد بغداد کو تاخت و تاراج کیا تھا اور ایک خاصا لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا۔ خلیفہ مقتفی کو جب ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی تو اس نے سنقر ہمدانی کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ ماہ جمادی الاولی ۵۵۱ھ میں لشکر آراستہ کر کے سنقر کی طرف بڑھا۔ لحف کے قریب پہنچ کر امیر قطلوبرس نے گزارش کی "خلافت مآب یہیں قیام فرمائیں یہ خادم اس مہم کو سر کرے گا"۔ خلیفہ مقتفی نے اس رائے کو پسند فرما کر امیر قطلوبرس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر قطلوبرس نے سنقر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا اور اس کو حکم خلافت کا مطیع بنا کر خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور کل حالات عرض کئے خلافت مآب نے خوش ہو کر امیر قطلوبرس اور امیر ارغش کو بلاد لحف میں جاگیریں عنایت فرما کر دار الخلافت کی جانب مراجعت کی۔

سنقر کی بغاوت اور شکست: واپسی کے بعد خلافت مآب اور امیر ارغش نے بلاد لحف کا قصد کیا سنقر امیر ارغش کو بلاد لحف سے نکال باہر کر کے تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ امیر قطلوبرس یہ خبر پا کر دار الخلافت بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سنقر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان امیر قطلوبرس کے ہاتھ رہا۔ سنقر کو شکست ہوئی۔ چار سو سواروں کی جمعیت سے قلعہ ماکی کی طرف بھاگ گیا جو امیر قایماز حمیدی کے قبضہ و تصرف میں تھا اس کے بعد ۵۵۳ھ میں اپنی فوج کو آراستہ اور درست کر کے پھر بلاد لحف کا قصد کیا۔ امیر ارغش نے مقابلہ کیا لڑائیاں ہوئیں آخرکار امیر ارغش کو شکست ہوئی بکمال ابتری سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلافت مآب نے یہ خبر پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو آراستہ کر کے نعمانیہ کی جانب کوچ فرمایا اور بطور مقدمۃ الجیش ایک فوج بسرافسری ترشک سنقر کی

ہزیمت اٹھائی۔ سنقر نے پیش قدمی کر کے بہروزوں کا راستہ لیا۔ ترشک نے اس کے تمام مال و اسباب کو لوٹ کر قلعہ ماہکی پر قبضہ کر لیا۔ چند روز کا محاصرہ کر کے بقیہ تکین کی طرف مراجعت کی اور ایک عرضی واشت اطلاع کی دارالخلافت بغداد میں بھیج دی۔

سنقر کی اطاعت: سنقر ہمدانی بھاگ کر ملک شاہ کے پاس پہنچا ملک شاہ نے پانچ سو سواروں سے اس کی مدد کی۔ سنقر نے پھر اپنے شہر اور قلعہ کا قصد کیا۔ ترشک نے بھی پیش قدمی کر کے خلیفہ مقتفی سے امداد طلب کی۔ خلافت مآب نے ایک فوج امدادی بھیج دی۔ سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کو ترشک کے پاس بھیجا ترشک نے اس کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا۔ سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا لشکر پامال ہو گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ سنقر نے زخمی ہو کر بھاگ کر ... میں جا کر دم لیا۔ ایک مدت تک ... اس کے بعد ماہ ذی الحجہ ۵۵۲ھ کے آخر میں پوشیدہ طور سے بغداد آیا اور خلیفہ کے دروازہ پر پڑا رہا۔ خلیفہ مقتفی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

شملہ کا فرار: ۵۵۳ھ میں شملہ اور قایماز سلطانی نے عراق پر لشکر آرائی کی تھی قایماز اس جنگ میں شکست کھا کر مارا گیا۔ خلیفہ مقتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج شملہ پر حملہ کرنے کو روانہ کی۔ شملہ یہ خبر پا کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلطان محمد کی وفات: سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ کا محاصرہ بغداد سے واپسی کے بعد سل کے مرض میں مبتلا ہوا۔ مرض نے اس قدر طول کھینچا کہ اسی عارضہ میں مقام ہمدان ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں ساڑھے سات برس حکومت کے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات آقسنقر احمدیلی کو طلب کر کے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ میرے بعد ارکان دولت اس لڑکے کی اطاعت نہ کریں گے تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ چنانچہ بعد وفات سلطان محمد آقسنقر اس کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی: انتقال کے بعد سلطان محمد کے ارکان دولت میں اختلاف پڑا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کے چچا) کو تخت نشین کرنا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت پر بٹھانے کا قصد رکھتا تھا اور بعض لوگ ارسلان بن طغرل کی طرف مائل تھے جو ایلدگز کے ساتھ تھا۔ ہمدان میں مقیم تھا۔ ارکان دولت اسی کشمکش میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ مع شملہ ترکمانی اور دکلا کے فارس کے خوزستان سے اصفہان آ پہنچا۔ ابن خجندی نے سر اطاعت جھکا دیا۔ رسد و شکار فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیام بھیجا۔ لشکر ہمدان نے انکاری جواب دیا بعد ازاں ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل کے پاس ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں پیام بھیجا کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ بدل و جان اس کی حکومت و سلطنت کے خواہاں ہیں چنانچہ قطب الدین نے اس شرط سے سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کوچک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ملک سلیمان شاہ جو اتابک قطب الدین مودود زنگی ہو اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدہ وزارت عطا ہو۔ جوں ہی سلیمان شاہ ہمدان میں داخل ہوا ہر طرف سے فوجیں جوق جوق

آنے لگیں۔ زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ بلا اطلاع سلیمان شاہ موصل کی جانب مراجعت کر دی۔ زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ نظم درہم برہم ہو گیا جس قصد سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا۔ بمشکل اپنے ہمت ادا کی۔ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی۔ دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک شاہ کا خاتمہ اس اثناء میں ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی۔ دار الخلافت بغداد میں کہلا بھیجا "سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو تا امین عراق پہلے تھے پھر جاری کئے جائیں ورنہ میں پھر فوج کشی کروں گا"۔ وزیر عون الدین ابن ہبیرہ نے حکمت عملی سے کام لیا۔ ایک لونڈی ملک شاہ کے پاس بھیج دی جس نے زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے کل ہمراہیوں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ شملہ نے خوزستان کی جانب معاودت کی اور ان کل بلاد پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا تھوڑے دنوں بعد لہو و لعب میں منہمک ہو گیا۔ کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ رنگ میں اپنی اوقات صرف کرنے لگا۔ دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا۔ امراء اور ارکین دولت کی طرف مخاطب نہ ہوتا تھا۔ مسخروں، گویوں اور رقاصوں سے دربار بھرا رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کردبازو جو مشائخ سلجوقیہ سے تھا انجام دے رہا تھا یہ شخص نہایت دیندار صاحب عقل اور باتدبیر تھا۔ امراء اور ارکین دولت اس سے اکثر سلیمان شاہ کی شکایت کیا کرتے تھے ایک روز یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحتانہ کچھ عرض معروض کرنے لگے۔ سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا۔ مسخروں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے شرف الدین کو بنانا شروع کر دیا۔ شرف الدین ناراض ہو کر اٹھ کر چلا آیا۔

سلیمان شاہ کا قتل: سلیمان شاہ کو جب ہوش آیا تو شرف الدین سے عذر خواہی کی شرف الدین نے سلیمان شاہ کا عذر قبول کر لیا مگر تاہم ایک قسم بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہوا۔ اینانج والی رے کو اپنی کمک پر بلا بھیجا اینانج ان دنوں علیل تھا۔ معذرت کی کہ صحت کے بعد میں مع اپنی فوج کے حاضر ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر شرف الدین تک پہنچ گئی اس سے سخت ناراضی اور بے حد کشیدگی بڑھ گئی۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے سلطان سلیمان شاہ کو مع اس کے ساتھیوں کے اپنے مکان پر مدعو کیا اراکین دولت تو اس سے تنگ آ ہی رہے تھے۔ شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو مع اس کے مصاحبوں اور وزیر ابو القاسم محمود بن عبد العزیز حامدی کے ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چند روز قید میں رکھا۔ بعد ازاں ایک شخص کو اشارہ کر دیا۔ اس نے گلا گھونٹ کر سلیمان شاہ کو مار ڈالا۔

ایلدگز اور اینانج کا تسلط: اینانج والی رے کو اس کی خبر لگی تو فوجیں مرتب کر کے غارت گری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ شرف الدین نے اتابک اعظم ایلدگز کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کو بیعت کرنے کی غرض سے

بلا بھیجا۔ چنانچہ ایلدگز بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان آ پہنچا۔ اینانج محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا۔ ایلدگز نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اس کی حکومت و سلطنت کی اہل ہمدان سے بیعت لی۔ ایلدگز اس کا اتابک مقرر کیا گیا اور پہلوان بن ایلدگز اس کا حاجب بنایا گیا۔ دربار خلافت میں اس واقعہ کی اطلاع کی عرضداشت بھیجی گئی اور یہ درخواست کی گئی کہ سلطان ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جائے اور جیسا کہ سلطان مسعود کے عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے۔ خلافت مآب نے سفیر کو جواب نہ دیا اور دربار خلافت سے نہایت بے عزتی سے نکلوا دیا۔ باقی رہا اینانج والی رے، اس نے ایلدگز سے سازش کر لی اور اپنی بیٹی کا عقد پہلوان بن ایلدگز سے کر کے ہمدان چلا آیا۔ ایلدگز سلطان مسعود کے غلاموں سے تھا۔ اس کو اران اور بعض مقامات آذربائیجان کی حکومت دی گئی تھی اور سلاطین سلجوقیہ کی کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا۔ اس نے مادر ارسلان شاہ یعنی زوجہ طغرل سے انتقال کے بعد ملک طغرل سے نکاح کر لیا تھا جس سے پہلوان محمد و قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

معرکہ نہر اسپرود: ایلدگز اور اینانج میں مصالحت ہو جانے کے بعد ایلدگز نے آقسنقر احمدیلی والی مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کو لکھ بھیجا۔ آقسنقر نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ایک لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی بھی دی۔ یہ لڑکا اس کے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ۔ اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی۔ اس بناء پر ایلدگز نے ایک فوج بسرافسری اپنے بیٹے پہلوان کے لئے روانہ کی۔ یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی مراغہ کی جانب بڑھی۔ آقسنقر نے یہ خبر پا کر شاہ ارمن والی خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ شاہ ارمن نے ایک فوج ابن آقسنقر کی کمک پر بھیج دی۔ آقسنقر اور پہلوان کا نہر اسپرود پر مقابلہ ہوا۔ پہلوان نے شکست کھا کر ہمدان کی طرف مراجعت کی اور آقسنقر مظفر و منصور مراغہ لوٹ آیا۔

محمود بن ملک شاہ کی رہائی: جس وقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں زہر سے وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروہ اس کے بیٹے محمود کے پاس بلاد فارس کی طرف چلا گیا۔ زنگی بن دکلا سلغری والی فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کے قلعہ اصطخر میں لے جا کر نظر بند کر دیا جب ایلدگز نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا پیام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابوالمظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گردونواح کے امراء اور والیان ملک سے سازشیں شروع کر دیں۔ زنگی بن دکلا کو یہ کہلا بھیجا "ایلدگز پر میں فوج کشی کرنے والا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں مجھے کامیابی حاصل ہو گی تو بہتر ہو گا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر کے اس کے نام کا خطبہ اپنے ملک میں پڑھوا دو"۔ چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد ازاں اس کے دروازہ پر نوبت بجنے لگی۔ اینانج والی رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی۔ اینانج نے اقراری جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کی جمعیت سے زنگی کی طرف کوچ کیا۔

ایلدگز اور اینانج کی جنگ و مصالحت: آقسنقر احمدیلی نے بھی یہ خبر پا کر پانچ ہزار سوار زنگی کے پاس بھیج دیئے۔ رفتہ رفتہ ایلدگز کو ان واقعات کی خبر لگی ایک لشکر عظیم مرتب اور جمع کر کے بقصد بلاد فارس و اصفہان کی جانب روانہ ہوا اور زنگی

بن برکیارق والی فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت وفرمانبرداری اور حاضری کا پیام بھیجا۔ زنگی نے رکھائی سے جواب دے دیا اور یہ کہلا بھیجا " مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے میں اس وقت اپنی جاگیر پر جا رہا ہوں جو حال میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے"۔ خیر خود سے خلافت مآب اور وزارت پناہ سے امداد طلب کی خلافت مآب اور وزارت پناہ نے امداد وکمک کا وعدہ کیا اور ان امراء کو جو خطاب آمیز خطوط بھی تحریر کئے جو ایلدگز کے ہمراہ اور اس کے مطیع تھے۔ ایلدگز نے پہنچنے اپنی فوج سے پیشتر جہاز خوزستان کی جانب میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ زنگی نے بیہم اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے۔ فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی سے مزاحمت کرنے اور مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی تب ایلدگز نے آذربائیجان کی فوج کو طلب کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کا بیٹا قزل ارسلان آذربائیجانی لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ زنگی نے بھی یہ سن کر ابن بوزابہ کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ مبادا شملہ والی خوزستان معرض زوال میں آ جائے اس مہم میں شریک نہ ہو سکا۔ ماہ شعبان ۵۶۰ھ میں ایلدگز اور ابن بوزابہ نے صف آرائی کی۔ متعدد معرکے ہوئے آخرکار ابن بوزابہ شکست کھا کر بھاگا اس کا لشکر لوٹ لیا گیا ایلدگز نے تعاقب کر کے ابن بوزابہ کا محاصرہ کر لیا بعد ازاں دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ مصالحت کے بعد ایلدگز نے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

مستنجد: خلیفہ مستنجد خلفاء بنی عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی جس وقت کہ شیرازہ حکومت وخلافت زمین موصل و واسط بصرہ اور علاوہ ان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی کشتی کے پرزے ڈھیلے ہو گئے تھے۔

خلیفہ مقتفی کی وفات: خلیفہ مقتفی لامر اللہ ابو عبداللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی۔ خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے بلا شرکت کسی سلطان کے عراق پر جب سے کہ دیلمیوں کا دور دورہ ہوا تھا حکمرانی کی۔ لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جس قدر بلاد و صوبجات وسعت بیرونی تغلب سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی۔ جس وقت اس کے مرض میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسی وقت سے اس کے حرموں کو اپنے اپنے لڑکوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہوگئی۔ ماں مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی اس کے بھائی ابو علی کی ماں اپنے لڑکے کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کی تدبیر میں تھی بلکہ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے مستنجد کے قتل کا قصد کر لیا تھا۔

مستنجد کے قتل کا منصوبہ: چنانچہ بیمار خلیفہ مقتفی کے دیکھنے کے بہانہ سے مستنجد کو بلا بھیجا اور یہ تدبیر کر رکھی کہ محلسرائے خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دے دیں اور وہ خود اور اس کا بیٹا شمشیر بکف ہو بیٹھا تھا کہ جوں ہی محلسرائے خلافت میں قدم رکھے چاروں طرف سے یورش کر کے قتل کر ڈالا جائے۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر مستنجد تک پہنچ گئی۔ اپنے باپ کے خواجہ سرا کو طلب کر کے اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا اور اپنے ہمراہیوں اور فراشوں کو مسلح کر کے محلسرائے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ہی ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا۔ مستنجد کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ دوسری لونڈیاں یہ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مستنجد نے اپنے بھائی ابو علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ لونڈیوں میں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دجلہ میں ڈبو دیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ مقتفی نے وفات پائی۔

باب: ۳۲

یوسف بن مقتفی باللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

الحسن مستنجد باللہ مستضی بامر اللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

بیعت خلافت: مستنجد نے بیعت خلافت بیٹے کو دی اور مستضی کو بیٹا اور قابلیت کے اقرار سے جانشینی سب کے پہلے اس کے چچا ابوطالب نے بیعت کی۔ پھر اس کے بعد اس کے وزیر سلطنت عضد الدین ابی الفرج محمد اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ بعد ازاں ارکان دولت اور علماء بیعت کرنے کی غرض سے پیش ہوئے تھے۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عضد الدین کو بدستور سابق عہدۂ وزارت پر بحال رکھا گیا اور قیماز کو اپنے منصب پر بحال کر دیا گیا۔ تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کر دیا گیا۔ رعیت ... اور دار العلم ... قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہوا۔ بجائے اس کے عبدالواحد ثقفی عہدۂ قضا پر مقرر کیا گیا۔

امیر ترشک کا خاتمہ: ۵۷۰ھ میں ترکمانوں نے خراسان ... کی سرکوبی ... امیر ترشک نے بغداد سے طلب فرمایا۔ امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معافی چاہی اور ترکمانوں کے ... جائے تو ترشک سے مدد لی جائے۔ خلافت مآب نے ترشک کا مقابلہ ... فوج میں ترشک کی سرکوبی کو روانہ کیں ... امیر نے ترشک کے ... اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر دار الخلافت بغداد کو بھیج دیا۔

قلعہ ہاتی کی واپسی: ۵۷۰ھ میں خلافت مآب نے ... کو سنجر ہمدانی نے ... کے قبضے سے نکال لیا۔ سنجر ہمدانی اس قلعہ کا والی تھا۔ قلعہ ... ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی ... دروازے کھول دیے ... کی مدافعت کی ... خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی ... قلعہ ہاتی ... چھین لیا ... قبضہ ہو گیا۔ قلعہ ... خلافت ... ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکوبی اور اطاعت: ۵۷۱ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) ... جمع ہو کر ... ... مستضی کے غلام تھے ... خلیفہ نے ...

پر غارت گری شروع کر دی۔ ارتش اور قیصر نے فوجیں آراستہ کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا۔ رحبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے مصالحت کی درخواست کی ارتش اور قیصر نے انکاری جواب دیا۔ تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا قیصر اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ ارتش نے رحبہ میں جا کر پناہ لی۔ خفاجہ نے اس کو امن دیا اور بہ حفاظت دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اس واقعہ میں اکثر حصہ لشکر شاہی کا شدت تشنگی سے میدان میں تباہ ہو گیا۔ باقی ماندہ کسی طرح جان بچا کر بغداد پہنچے۔ وزیر السلطنت فخر الدین بن جہیر کو خفاجہ کی اس حرکت ناشائستہ پر طیش آ گیا لشکر آراستہ کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ خفاجہ یہ سن کر جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے وزیر السلطنت نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچے اور معذرت نامہ لکھ کر دربار خلافت میں روانہ کیا۔ مصالحت کی درخواست کی خلافت مآب نے منظور فرمائی۔

بنی اسد کا عراق سے اخراج چونکہ بنی اسد کا ان علاقوں نے اس سے پیشتر بے حد شورش بپا کی تھی علاوہ بریں زمانہ محاصرہ بغداد میں ان لوگوں نے بساسیری کا ساتھ بھی دیا تھا۔ یہی باعث تھا کہ خلیفہ مستظہر کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے ناراضگی اور کبیدگی تھی۔ چنانچہ ۴۹۸ھ میں خلیفہ مستظہر نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلا وطنی اور سرکوبی پر مامور فرمایا۔ یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔ امیر یزدان فوجیں آراستہ کر کے دار الخلافت بغداد سے حلہ کی طرف روانہ ہوا اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابن معروف براہ دریا جنگی کشتیاں لئے ہوئے مع ایک عظیم لشکر کے آپہنچا۔ ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا خلیفہ مستظہر کو جنگ کا طول کھینچنا گوارا نہ ہوا۔ بذریعہ عتاب آمیز خط کے امیر یزدان کو شجاعت سے آمادہ کیا اور سختی کی کہ اب جنگ میں طوالت کچھ ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آمیز خط کو پڑھ کر چونک پڑے۔ ابن معروف کو یہ فرمان خلافت مآب کا خط دکھلایا۔ دونوں نے باتفاق رائے لشکر آراستہ کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبوراً بنی اسد بھی کمر ہمت کس کر نکل پڑے چار ہزار بنی اسد مارے گئے باقی ماندہ لوگوں کی نسبت یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلہ میں نظر آئے گا وہ بلا تفتیش کسی امر کے قتل کر ڈالا جائے گا پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے چنانچہ بقیۃ السیف بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک شخص بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہ گیا۔ حلہ اور کل بلاد بنی اسد ابن معروف کو سند دیئے گئے۔

واسط میں بغاوت بصرہ امیر سکمن بن ارتق کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستظہر کا آزاد کردہ غلام تھا۔ ۴۹۹ھ میں خلافت مآب نے اس کو قتل کر کے بجائے اس کے کمشتکین کو مامور فرمایا۔ ابن سنقاء برادر زادہ شحنہ والی خوزستان نے اس کو مقتضیات سے قید کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی اس کے اطراف و جوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ دربار خلافت سے کمشتکین کے نام ابن سنقاء سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ کمشتکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابن سنقاء کے طوفان بے تمیزی کو روک سکا۔ اس سے ابن سنقاء کے حوصلے بلند ہو گئے واسط کی طرف بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا۔ امیر صدقہ بن مزید اس صوبہ کا جاگیردار تھا۔ اس نے فوجیں فراہم کر کے ابن سنقاء سے مزاحمت کی ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اثناء جنگ

میں ابن سنکا نے اُن امراء کو ملا لیا جو امیر قطلو بری کے ہمراہ تھے لہٰذا یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر قطلو بری کو حریف کے مقابل لا کر خود علیحدہ ہو گئے امیر قطلو بری کو ابن سنکا کے ہمراہیوں نے گرفتار کر لیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ فتح جنگ کے بعد ابن سنکا نے امیر قطلو بری کو ۵۵۵ھ میں قتل کر دیا بعد ازاں ۵۵۶ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا قصد کیا اور اس کے شرقی حصہ کو لوٹ لیا۔ کمشتکین نے ابن سنکا کی روک تھام کرنے کو فوج روانہ کی۔ دونوں حریف میں لڑائی ہوئی بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی جانب کوچ کیا اہل واسط بخوف آمد و جان کانپ اٹھے مگر ان کی خوش قسمتی تھی۔ ابن سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی شورش ۵۶۲ھ میں شملہ والی خوزستان نے قصد عراق کوچ کیا۔ ستر و قیام کرتا ہوا قلعہ ماکی تک پہنچا خلافت مآب سے صوبجات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی۔ اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا۔ خلافت مآب نے اس کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو ایک فوج بھیجی اور بغاوت و سرکشی کے عواقب سے ڈرایا۔ شملہ نے معذرت کی کہ ”ایلدکز اور سلطان ابن سلطان شاہ نے ان بلاد کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہے اور سلطان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ، واسط اور حلہ کا ایک حکمران ہے۔ مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے میں انہی تینوں شہروں کی حکومت پر اکتفا کرتا ہوں اور حلہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں“ خلافت مآب کو شملہ کی جسارت ناگوار گزری حکم صادر فرمایا ”شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے خلافت کے ممبروں پر اس پر لعن کی جائے اور اسی وقت ارغش مسترشدی کے پاس خواشی میں اور شرف الدین ابو جعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں فراہم اور مرتب کر کے اس سرکش و باغی کو گوشمالی دیں“۔

شملہ کی مراجعت اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے برادرزادہ شیخ کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اس کی خبر لگ گئی۔ جھپٹ کر شیخ کو اور نیز اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ شملہ نے یہ سن کر مصالحت کی درخواست کی جس کا انکاری جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ نے آغاز سفر کے چوتھے ماہ اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔

شرف الدین کا عہدہ وزارت پر تقرر جمادی الاول ۵۶۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن ہبیرہ نے وفات پائی۔ خلیفہ مستنجد نے اس کے بیٹوں اور کل خاندان کو گرفتار کر لیا چندے وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتے رہے بعد ازاں خلافت مآب نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابو جعفر احمد بن محمد سعید معروف ابن بلدی ناظر واسط کو قلمدان وزارت سپرد فرما دیا چونکہ عضد الدین ابو الفرج بن رئیس الرؤسا امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ہمراہیوں کو معمولی فرو گزاشتوں پر معتوب کر کے تباہی کی جائے اور عضد الدین کے کل اختیارات سلب کر لیے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بھائی تاج الدین سے نہر الملک کا حساب عہد خلافت مقتفی سے اس وقت تک کا طلب کیا۔ اسی قسم کی کارروائی اور عمال کے ساتھ جو کہ عضد الدین کے آوردہ اور ہوا خواہ تھے کی اس سے ارکان دولت کے کان کھڑے ہو گئے ہوشیاری اور دیانت داری سے

کام ہونے لگا۔ بدنظمی اور ابتری بڑھتی رہی۔

عضد الدین اور خلیفہ میں کشیدگی خلیفہ مستنجد کے عہد خلافت میں عضد الدین ابو الفرج ابن رئیس الرؤساء جو دربار خلافت بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا امور سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں پیش پیش ہوتا تھا حقیقۃً زمام حکومت اسی کے قبضۂ اقتدار میں تھی۔ قطب الدین قایماز مقتفوی اس معاملہ میں اس کا ہم خیال اور ہمراز تھا جس وقت خلافت مآب نے عہدۂ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور وزیر السلطنت کو عضد الدین کے کاموں پر حرف گیری اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا اشارہ کیا اسی وقت سے مابین وزیر السلطنت اور عضد الدین میں عداوت اور مخالفت کی بنا پڑ گئی بات بات پر وزیر السلطنت عضد الدین اور اس کے اعمال سے الجھتا تھا۔ خلافت مآب بھی عضد الدین اور اس کے ہم خیال قطب الدین کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت کو متہم کیا کرتے اور خلافت مآب کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستنجد کا قتل ۵۶۶ھ میں خلافت مآب بیمار پڑے۔ رفتہ رفتہ مرض کی شدت بڑھتی گئی۔ عضد الدین اور قطب الدین خلافت مآب کی بیماری سے تنگ آ گئے تھے شاہی طبیب سے سازش کر لی اس نے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلافت مآب کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب کا دم گھٹ گیا تھوڑی دیر میں جان بحق تسلیم ہوا۔ بعض مورخین عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ تحریر کرتے ہیں کہ خلافت مآب نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدین اور قطب الدین کے قید و قتل کی بابت ایک تحریر بھیجی تھی اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ پڑ گئی۔ عضد الدین نے قطب الدین، یزدن اور اس کے بھائی تامش کو بلا کر وہ تحریر دکھائی۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلافت مآب کو کسی حیلے سے مار ڈالنا چاہیے چنانچہ یہ لوگ محل سرائے خلافت میں آئے اور جبراً خلافت مآب کو حمام میں لے جا کر باہر سے دروازہ بند کر دیا خلافت مآب چلاتے رہے مگر کوئی سننے والا نہ تھا۔ یہ واقعہ ۹ ربیع الآخر ۵۶۶ھ کا ہے دس سال خلافت کی اور ربیع الثانی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوا۔ پچپن برس کی عمر پائی۔

خلیفہ مستضی بامر اللہ کی بیعت خلافت جس وقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور مستنجد نے دم توڑا ہی تھا کہ وزیر السلطنت امرائے لشکر اور کل فوج مسلح ہو کر محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آ گئی عوام الناس کا بھی جم غفیر ان کے ساتھ تھا قتل و غارت کی تیاری تھی۔ عضد الدین نے اس خوف سے کہ مبادا وزیر السلطنت خلافت مآب کی موت کا یقین کر کے [illegible] بلند آواز سے پکارا "امیر المومنین کو غش آ گیا تھا اب غش سے نجات مل گئی ہے"۔ وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور لشکر محل سرائے خلافت میں گھس پڑیں، دار الوزارت کی جانب مراجعت کی۔ امرائے لشکر اور نیز عوام الناس منتشر و متفرق ہو گئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پٹ محل سرائے خلافت کے دروازے بند کر لیے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے فوراً خلافت کی بیعت کر لی۔ "المستضی بامر اللہ" کا لقب دیا۔ ابو محمد کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کے وقت اس سے یہ اقرار لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کو سپرد کیا جائے اس کا بیٹا کمال

الدین احمد وزیر مقرر ہوا اور امراء نے مستضیء کی مرضی اور قطب الدین قایماز کو دور کر دیا جائے۔ چنانچہ خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ایسا کیا۔ خلیفہ نے اس کو منظور فرمایا۔ چونکہ ان کا دامن خلافت سے وابستہ تھا۔ [illegible] اس کے بعد خلیفہ مستضیء کی وفات واقع ہوئی۔ اس کے بعد [illegible] ناصر کی بیعت عامہ ہوئی۔

وزیر شرف الدین کا قتل: خلیفہ مستضیء نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی [illegible] ابو الفرج [illegible] کو اپنے لڑکوں کی [illegible] دے دیے تھے [illegible] وزیر [illegible] خلیفہ کی [illegible] تو اس کے ہاتھوں [illegible] سے [illegible] جاتے رہے اپنی [illegible] اور [illegible] حاصل تھا [illegible] جس وقت [illegible] خلیفہ نے [illegible] شرف الدین کے [illegible] سے [illegible] قلم [illegible] خلیفہ مستضیء نے قاضی [illegible] کے جیل خانہ میں [illegible] تھا [illegible] خلیفہ مستضیء [illegible] ان لوگوں نے [illegible] اپنے [illegible] ان [illegible] ہوئے [illegible] کا لقب [illegible]

فاطمی خلافت کا خاتمہ: خلیفہ مستضیء نے [illegible] خلافت میں [illegible] مصر کی [illegible] خلافت عباس [illegible] خلیفہ مستضیء کا خطبہ [illegible] جامع مسجد میں پڑھا گیا۔ اس [illegible] کو سب سے پہلے [illegible] صلاح الدین [illegible] کے انقلاب [illegible] تھا [illegible] کا [illegible] انقلاب [illegible] ہو گیا تھا [illegible] کا خلیفہ تھا۔ [illegible] کے [illegible] القادر [illegible] وقت [illegible] وزارت پر [illegible] ہو [illegible] دولت [illegible] امراء [illegible] کے ہاتھوں [illegible] تھے [illegible] مصر [illegible] کی [illegible] الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے [illegible]

وزیر شاور کی تباہی اور بد عہدی: الملک العادل نور الدین محمود سلاطین سلجوقیہ کے [illegible] امراء میں تھا [illegible] خلافت عباسیہ [illegible] صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شادی [illegible] اپنے [illegible] اسد الدین شیر کوہ [illegible] الملک العادل نور الدین کی خدمت میں [illegible] وقت [illegible] نور الدین [illegible] الملک العادل نور الدین نے [illegible] اسد الدین شیر کوہ [illegible] مصر [illegible] کے [illegible] وزارت [illegible] اس [illegible] کا [illegible] سے [illegible] تھا۔

شاور کی بد عہدی: [illegible] سے [illegible] مصر [illegible] کے [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] حمل

عقیدہ پیدا ہو گیا تھا [illegible] بعض بعض مصاحبوں اور بعض نے بھی دولت عبیدیہ سے وصول کر لیے تھے غرض دولت عبیدیہ کا چراغ عیسائیوں کی بدولت [illegible] ہوا ہے شاور نے عیسائیوں کو جزیرہ [illegible] دیے اور ان کے ارادوں کو خوب [illegible] احسان فراموشی پر [illegible] کہ مبادا اسد الدین شیرکوہ شاور سے بد عہدی کی ہے عہدہ وزارت پر مستولی اور متصرف ہو جائے۔

خلیفہ عاضد کا خاتمہ خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا پتہ چلا گیا تھا عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ میں امداد طلب کرنے کو شیرکوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازش [illegible] کرتے دوسری جانب کی قوت سے شیرکوہ کو بلا بھیجا چنانچہ شیرکوہ دوبارہ مصر سے [illegible] ہو کر مصر آیا۔ خلیفہ عاضد نے اس کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور [illegible] کے قتل کا [illegible] عقیدہ کا [illegible] دیا۔ اسی دوران میں شاور نے [illegible] جلد قتل ہو گیا۔ شیرکوہ نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی جگہ [illegible] معزول کر دیا لیکن افسوس ہے کہ شیرکوہ نے اپنی وزارت کے ایک ہی [illegible] بعد وفات پائی [illegible] تھا۔

صلاح الدین یوسف کا عہدہ وزارت پر تقرر شیرکوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مقرر فرمایا صلاح الدین نے عہدہ وزارت پر متمکن ہو کر اصلاح حال [illegible] اور انتظام امور سلطنت کی طرف توجہ کی اور اس کا چچا اسد الدین شیرکوہ چونکہ ملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتا تھا جس نے اس کو مع اس کے چچا کو مصر میں بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی جب صلاح الدین کا قدم استقلال سے مصر میں جم گیا تو [illegible] خلیفہ عاضد کے بجائے [illegible] حاصل ہو گیا اس کا نام [illegible] خلیفہ عاضد کے [illegible] خلافت پر [illegible] متصرف ہو گیا۔

مصر میں عباسی خطبہ کا اجراء اس وقت ملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے دولت عباسیہ کے [illegible] خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلاح الدین نے اس تحریک میں اہل مصر کی مخالفت کی [illegible] خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جانا [illegible] دولت [illegible] خلافت عباسیہ کا [illegible] کامیابی کی [illegible] سے مصر میں دولت ایوبیہ کی حکومت کی بنیاد پڑی ہے بعد از آں [illegible] ایوب نے شام میں ملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ شام [illegible] تک ان کی حکومت پھیل گئی جیسا کہ [illegible] ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ جس وقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافت بغداد میں [illegible] بشارت روانہ کیا خلافت مآب نے [illegible] کی نوبت [illegible] بغداد میں [illegible] نور الدین اور صلاح الدین کو [illegible] عماد الدین صندل کی معرفت [illegible] روانہ کیں۔ عماد الدین صندل خلیفہ مستضی کا خادم تھا وہ خلیفہ مستضی کے [illegible] خلافت کو [illegible] دمشق میں [illegible] کے پہنچے نور الدین نے بھی بہت بڑی مسرت [illegible] صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو [illegible] روانہ کیں [illegible] پھریرے بھیجے۔ اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ گیا جو ایک مدت تک قائم رہا ہے۔

نور الدین محمود کی سفارت: اسی وقت کے بعد نور الدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابو الفضل محمد بن عبداللہ شہرزوری کو روانہ کیا (جو ایک مدت تک [illegible] قاضی رہ چکا تھا) اور سوغات، مصر و شام [illegible] نور الدین نے [illegible] تھی ان کی [illegible] حکومت کی درخواست کی اور جب [illegible] عراق و بغداد [illegible] طلب کیا [illegible] خلافت مآب نے نور الدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی، عزت و احترام سے ملا اور [illegible] نور الدین محمود کی درخواستیں منظور [illegible]۔

خوزستان کی بغاوت کی سرکوبی: خلیفہ مستضی نے امیر یزدن کو [illegible] کی حکومت [illegible] اس کی مخالفت و حمایت [illegible] خوزستان [illegible] بیٹھے تھے۔ امیر یزدن نے [illegible] ہونے کے بعد [illegible] عراق میں [illegible] امیر یزدن نے اپنی فوج آراستہ کر کے خوزستان پر چڑھائی کی۔ [illegible] امیر یزدن کے [illegible] ایک روز شب کے وقت [illegible] تیر [illegible] اس واقعہ کے بعد [illegible] خلافت مآب نے اس کے بیٹے [illegible] کا لقب عطا کیا۔

[illegible] کا قتل: [illegible] خلافت مستضی میں [illegible] خوزستان کی [illegible] اس کے مقابلہ میں ایک قلعہ [illegible] خلیفہ مستضی کی خلافت [illegible] خلافت مآب نے [illegible] بغداد [illegible] ایک مدت تک [illegible] نے اس کا سر [illegible] کر دیا گیا۔

عضد الدین کی معزولی: [illegible] خلیفہ مستضی کی [illegible] خلیفہ مستضی [illegible] عضد الدین ابو الفرج [illegible] وزارت عطا کیا تھا۔ بعد چند سے جب [illegible] حکومت کا [illegible] خلیفہ مستضی کو عضد الدین ابن الفرج وزیر السلطنت کی معزولی پر [illegible] خلافت مآب نے [illegible] وزیر السلطنت کو معزول کر دیا۔ [illegible] میں پھر خلافت مآب نے اس کی [illegible] اور خلیفہ کے [illegible] کرنے کی غرض سے [illegible] خلافت مآب نے [illegible] خلافت کے [illegible] سے متصل [illegible] کے مطابق عضد الدین کو وزارت [illegible] اس وقت تک [illegible] جب تک عضد الدین کو [illegible] خلافت مآب نے [illegible] عضد الدین [illegible] قتل [illegible] کا حکم

اور عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین عبدالرحیم بن اسماعیل سے اس کی درخواست کی۔ شیخ موصوف نے اس کو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کر لیا چنانچہ وہ بچ گیا۔

قطب الدین قائماز کی بغاوت: اس کے بعد قائماز اپنی جرأت سے دولت عباسیہ پر مستولی ہو گیا۔ عضد الدین [illegible] کو منصب سے معزول کر دیا۔ قائماز اور [illegible] نے تنہا ہو کر دولت و حکومت کی ہر ایک بات اپنے قبضہ میں کر لی۔ تھوڑے دنوں بعد قائماز نے ظہیر الدین ابن العطار صاحب مخزن سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ [illegible] ظہیر الدین خلافت مآب کی ڈیوڑھی میں (دولت سرا میں) چلا گیا۔ قائماز نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ظہیر الدین چھپ کر بھاگ گیا۔ تب قائماز نے اپنے امیروں اور ہمراہیوں کو جمع کر کے خلیفہ مستضی سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور دارالخلافت کا محاصرہ کر لیا کہ ظہیر الدین کو نکال دو۔ خلیفہ مستضی کو اس وقت کوئی چارہ نہ رہا تو خلافت کی چھت پر [illegible] خلافت مآب نے بآواز بلند اہل بغداد کو حکم دیا کہ قطب الدین قائماز کا مال و اسباب لوٹ لو۔ [illegible]

قائماز کا فرار: عوام الناس خلافت مآب کا حکم سنتے ہی قطب الدین کے گھر کی طرف دوڑ پڑے۔ قطب الدین پشت مکان سے نکل بھاگا۔ عوام الناس نے اس کا گھر لوٹ لیا۔ [illegible] قائماز بھاگ کر حلہ پہنچا۔ اس کے امراء بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ خلیفہ مستضی نے اس خیال سے کہ مبادا قائماز پھر بغداد کا قصد کرے [illegible] شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو اس کی طرف روانہ کیا کہ قائماز کو تشفی دے [illegible] چنانچہ شیخ الشیوخ کی ملاقات سے قائماز موصل چلا گیا۔ اثنائے راہ میں اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو پیاس کی بے حد تکلیف اٹھانی پڑی۔ قائماز اور اکثر ہمراہی شدت تشنگی سے مر گئے۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ کا ہے۔

عماد الدین تتمش کا انجام: باقی رہا عماد الدین تتمش، وہ موصل میں قیام پذیر رہا۔ آخر خلافت مآب نے [illegible] اور نہایت حسرت سے تنگ دستی کی حالت میں مر گیا۔ اسی نے قائماز کو ان حرکات پر آمادہ کیا تھا [illegible] خلافت مآب نے [illegible] ظلم [illegible] خلافت کا [illegible] ذوالحجہ میں [illegible] صاحب [illegible] کر دیا۔

والی خوزستان کی سرکشی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ [illegible] خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ والی خوزستان [illegible] خلفاء کے عہد میں [illegible] اطاعت [illegible] ۵۷۰ھ میں شملہ [illegible] اس کا بیٹا [illegible] انتقال ہو گیا۔ شملہ کا بیٹا [illegible] خوزستان میں [illegible] ۵۷۰ھ میں عراق [illegible] نے

دروازے کھل گئے وزیر عضد الدین ابو الفرج نے شاہی لشکر لے کر مقابلہ کیا۔ ملک واسط کی فوجیں بھی تاشتکین امیر حاج اور عز علی کے ہمراہ آ پہنچیں۔ اگرچہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر پا کر انہوں نے اپنا لشکر کا بھوڑ دیا لشکر بغداد نے ان کو لوٹ لیا۔ ابن ملک شاہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا اپنے ہمراہیوں کو سمجھا بجھا کر پھر اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی انجام کار بغیر آخری فیصلے کے ابن ملک شاہ اپنے مستقر حکومت کو لوٹ گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس آ گئیں۔

وزیر عضد الدین کا قتل ہم اس سے پیشتر وزیر السلطنت عضد الدین ابو الفرج محمد بن عبد اللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بن رئیس الرؤساء ابو القاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر آئے ہیں اس کا باپ عبداللہ خلیفہ مقتفی کے عصر سے خلافت کا استاد دار تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بجائے اس کے بیٹے محمد مقرر کیا گیا اور جب خلیفہ مقتفی نے وفات پائی اور خلیفہ مستنجد مسند خلافت پر جلوہ فروز ہوا تو اس نے محمد کو اسی کے عہدے پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی پھر جب مستضی کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کے عہدہ جلیلہ پر ترقی دی اس سے وہ قایماز سے ان بن ہو گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہی سبب ہے وہ معزول کیا گیا تھا بعد چندے خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت پر بحال فرمایا ۵۷۳ھ میں خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے حج کو روانہ ہوا اور دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلے کے ساتھ جس میں ارباب مناصب بکثرت تھے سرزمین حجاز کی طرف کوچ کیا۔ اثنائے راہ میں ایک شخص فقیرانہ صورت بنائے ہوئے "فریاد فریاد" چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا جونہی وزیر السلطنت نے اس کی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی۔ وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ اس کا ابن معوج دربان شور وغل کی آواز سن کر فوراً حالت دریافت کرنے کو پہنچا، قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی۔ یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑے دونوں اپنے مکان پر اٹھا لائے گئے اور اسی صدمہ سے مر گئے۔

ظہیر الدین بن عطار کو عہدۂ وزارت پر تقرر وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر معروف بہ ابن عطار قلمدان وزارت کا نائب ہوا۔ لیکن اس نے ارکان دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی تصرف کرنے لگا۔

خلیفہ مستضی کی وفات ۲ ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستنجد نے جب کہ خلافت کو نو برس چھ مہینے گزر چکے تھے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔

باب : ۳۵

احمد بن مستضی الناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

ظہیر الدین ابو بکر بن عطار کا انجام: ظہیر الدین ابن عطار نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو مسند خلافت پر متمکن کیا اور "الناصر الدین اللہ" کا لقب دیا۔ جدید خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو ظہیر الدین ابن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دو دن بعد ۱۸ ذی قعدہ کو وہ جیل خانے سے نکالا گیا تو وہ مردہ تھا۔ اس کو ایک جنازے پر رکھ کر جیل سے باہر لائے۔ عوام الناس نے بڑھ کر اس کی نعش کو کھینچ لیا اور کان میں رسی ڈال کر بازار میں لے جا کر پھرایا اس کے بعد مجد الدین ابوالفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرتا رہا۔

بیعت خلافت: خلیفہ ناصر کی بیعت ہوتے ہی ابن عطار کے باغی ہونے کی خبر کے ساتھ ایک گروہ اسماعیلیہ میں جدید خلیفہ کی بیعت لینے کو روانہ کئے گئے۔ خلیفہ نے صدر الدین شیخ الشیوخ کو پہلوان والی ہمدان، اصفہان اور رے کے پاس روانہ کیا۔ پہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کیا۔ صدر الدین کے ساتھ تحقیر کا سلوک پیش آیا۔ صدر الدین نے اس کے ہمراہیوں کو ابھار دیا۔ ان لوگوں نے اعلان کیا: "اگر تم خلافت مآب کی بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہاری حکومت سے الگ ہو کر متفرق اور باغی ہو جائیں گے۔" پہلوان پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ مجبوراً بیعت کی اور خلافت مآب کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبیداللہ بن یونس کا عروج: ۵۸۳ھ میں خلافت مآب نے استاد دار مجد الدین ابوالفضل بن صاحب کو اس وجہ سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا کہ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اس کی وجہ سے گویا خلافت مآب کی کچھ حیثیت ہی نہ تھی علاوہ ازیں اس کی ثروت اور مال و دولت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ خلافت مآب کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ جب یہ قتل ہو گیا تو عبیداللہ بن یونس کی جو ظہیر الدین کے مصاحبوں سے تھا خلافت مآب نے قدر کی جلال الدین عبیداللہ بن یونس کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا اور "جلال الدین" کا لقب دیا۔ اس کی کنیت ابوالمظفر تھی اس کا باپ ہمدان کا رہنے والا تھا کہ ابتدائی حالت یہ تھی کہ قاضی القضاۃ کی کچہری میں وکالت کیا کرتا تھا۔

سلجوقی حکومت کا خاتمہ: جب ۵۸۲ھ میں پہلوان نے وفات پائی تو سلطان طغرل بن ارسلان شاہ بن طغرل بن محمد کے متعلق

ہونے اور اتابک ایلدگز کی رے کی لڑائیوں کے حالات اور ہم ایلدگز کے واقعات کسی قدر تفصیل سے تحریر کر چکے ہیں بعد ازاں ۵۷۰ھ میں ایلدگز والی رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد ایلدگز اتابک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں انتقال کر گیا۔ بجائے اس کے اس کا بیٹا محمد جہان پہلوان جانشین ہوا اور اس کا بھائی سلطان ارسلان بن طغرل بن مسعود اس کی کفالت کرتا رہا۔ ۵۷۳ھ میں جب یہ مر گیا تو جہان پہلوان نے اس کے بجائے اس کے بیٹے طغرل کو تخت نشین کیا۔ بعد ازاں ۵۸۲ھ میں جہان پہلوان نے بھی وفات پائی ہمدان، رے، اصفہان، آذربائیجان اور اران وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اسی کی کفالت اور نگرانی میں تھا جہان پہلوان کے مرنے پر اس کا بھائی قزل ارسلان موسوم بہ عثمان حکمرانی کرنے لگا چونکہ اس میں مادہ حکمرانی و سیاست قدرتی طور سے کم تھا طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آیا اور امراء اور ارکان دولت اور لشکریوں کو اپنا کر ایک خاص گروہ بنا لیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا اسی وجہ سے اس میں اور قزل میں متعدد لڑائیاں ہوئیں انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت پراگندہ ہو گئی۔ قزل نے دربار خلافت میں عرضی روانہ کی جس میں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کر کے اور آئندہ کے خطرے سے خلافت مآب کو آگاہ کیا تھا اس کے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اعانت و فرمانبرداری کا حسب مرضی خلافت مآب سے وعدہ کیا تھا۔

معرکۂ ہمدان: طغرل نے بھی یہ خبر پا کر ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دار السلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی۔ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا تذکرہ بغداد اور عراق میں مٹ چلا تھا مگر عہد خلافت مستضئ سے یہ تعلق باقی تھا اور دار السلطنت بے مرمت ہو گیا تھا خلافت مآب نے قزل کے قاصد کی عزت و توقیر کی امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کے سفیر کو بلا جواب واپس کر دیا ان قاصدوں کی واپسی کے بعد خلافت مآب نے سلاطین سلجوقیہ کے دار السلطنت کے انہدام کا حکم صادر فرمایا جس پر نہایت تیزی سے عمل درآمد کیا گیا اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابو المظفر عبید اللہ بن یونس بسر افسری ایک لشکر عظیم کو قزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا مقام ہمدان میں قزل کے آنے سے پیشتر طغرل سے مقابلہ ہوا ۸ ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبید اللہ سے سخت و خونریز لڑائی ہوئی میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت گرفتار کر لیا گیا۔

طغرل کا قتل: بعد ازاں قزل کو طغرل پر فتح نصیب ہوئی قزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور وسعت ملک و استقلال کے ساتھ کل صوبجات پر حکمرانی کرنے لگا اپنے نام کا منبروں پر خطبہ پڑھوایا۔ دروازہ پر پنج وقتہ نوبت بجوائی۔ تھوڑے دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل اپنی خوابگاہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس نے اس کو قتل کیا۔ اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ ناصر کا تکریت اور دقوقا پر قبضہ: ۵۸۹ھ میں امیر عیسیٰ والی تکریت کو اس کے بھائی نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی ایک فوج تکریت پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت مفتوح ہوا امیر عیسیٰ کے بھائی گرفتار کر کے بغداد لائے گئے ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کی خلافت مآب نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔ اس کے بعد ۵۹۰ھ میں دربار خلافت سے ایک

[illegible] پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا۔ ایک مدت تک محاصرہ رہا۔ جنگ جاری رہی۔ آخر [illegible] نے امان حاصل کر کے شہر [illegible] کے حوالہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی [illegible] ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

بصرہ کا تاراج ہونا: بصرہ کی زمام حکومت [illegible] خلیفہ ناصر کے قبضہ اقتدار میں تھی بصرہ [illegible] کی جاگیر میں تھا [illegible] کی طرف سے محمد [illegible] بصرہ پر حکومت کر رہا تھا۔ ۵۹۳ھ میں بنی عامر بن صعصعہ [illegible] بصرہ کی [illegible] محمد بن اسماعیل نے ان کا [illegible] مقابلہ کیا [illegible] یہ تمام دن لڑائی ہوتی رہی [illegible] رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار [illegible] شہر میں گھس کر غارت گری شروع کر دی [illegible] ان اثناء میں [illegible] خفاجہ اور منتفق بہت بڑی جمعیت کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے [illegible] بصرہ [illegible] خفاجہ اور منتفق [illegible] قریتین میں قصاص کی لڑائی ہوئی [illegible] آخر خفاجہ اور منتفق کو شکست ہوئی [illegible] نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا [illegible] اہل بصرہ [illegible] کے [illegible] بصرہ میں واقع ہوا [illegible]

مؤید الدین ابن قصاب کا عہدۂ وزارت پر تقرر: خلیفہ ناصر [illegible] وزارت مؤید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی معروف بہ ابن قصاب کو عنایت فرمایا تھا اور مؤید الدین خوزستان وغیرہ [illegible] کی سند حکومت بھی عطا کی تھی۔ جس وقت [illegible] خوزستان [illegible] وفات پائی اور اس کے لڑکوں میں [illegible] پیدا ہوئی۔

وزیر مؤید الدین کا خوزستان پر قبضہ: وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے لشکر کشی کی اجازت [illegible] خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں آراستہ کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی طرف [illegible] خوزستان [illegible] مقابلہ [illegible] وزیر السلطنت [illegible] کے ساتھ قبضہ حاصل کیا بعد ازاں [illegible] قلعوں اور شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا [illegible] گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے [illegible] وزیر السلطنت نے خوزستان [illegible] کے حوالہ کر کے [illegible] کا قصد کیا [illegible] قبضہ [illegible] شکست دے کر [illegible] پر قبضہ کر لیا تھا۔

وزیر ابن قصاب کا ہمدان پر قبضہ: قطلغ نے وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر کل حالات عرض کئے اور اس کے [illegible] ہمدان کی طرف [illegible] وزیر السلطنت کی آمد کی خبر پا کر [illegible] کی طرف [illegible] وزیر السلطنت نے [illegible] ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے ابن خوارزم شاہ [illegible] تعاقب کیا [illegible] شہروں کی طرف [illegible] خوارزم شاہ [illegible] عافیت کی صورت [illegible] وزیر السلطنت نے ابن خوارزم شاہ کے [illegible] ہمدان [illegible] کی جانب مراجعت کی اور [illegible]

جانے سے قیام پذیر رہا۔

قتلغ کی سرکشی و شکست: اسی دوران میں قتلغ کو حکومت سلطنت کی طمع نے وزیر السلطنت سے باغی ہو جانے پر مجبور کیا رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا۔ وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ قتلغ نے مجبوراً رے سے نکل کر شہر آوہ کا راستہ لیا تھا آوہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف سے مامور تھا قتلغ کو آوہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر کر دی۔ وزیر السلطنت نے قتلغ کے تعاقب میں رے سے ہمدان کی جانب کوچ کیا راستے میں یہ خبر پہنچی کہ قتلغ نے شہر کرج کا قصد کیا ہے۔ فوراً کرج پہنچ کر قتلغ سے جنگ کی۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد قتلغ کو شکست دے کر ہمدان واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ: اسی کے قریب سے بیٹے خوارزم شاہ کا قاصد مع تحفہ وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بلاد پر قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست کی۔ وزیر السلطنت نے انکاری جواب دیا۔ اس پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کی۔ اتفاقات سے وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا۔ اس کی نعش ہمدان میں تھی جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی وہ مقابلہ پر آئی اور خوب لڑائی کی۔ آخر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا اور فوج خلافت کو شکست ہوئی خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

سیف الدین طغرل کا اصفہان پر قبضہ: ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ حاصل کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو بھیجا چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس وجہ سے صدر الدین خجندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلافت مآب نے ایک لشکر بہ افسری سیف الدین طغرل جاگیردار ملک اصفہان کی جانب روانہ فرمایا۔ سیف الدین نے اصفہان پر قبضہ کر کے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

کوکجہ کو سند امارت: قبل اس واقعہ کے خراسان کی جانب سے خوارزم شاہ کی مزاحمت کرنے کے بعد پہلوان کے غلاموں نے مجتمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا تھا کوکجہ یہ خبر پا کر کہ اصفہان میں خوارزم شاہ کا بیٹا موجود ہے مع اپنے لشکر کے اصفہان کی طرف بڑھا آ رہا تھا قریب اصفہان پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلافت مآب کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے یہ سن کر کوکجہ نے دارالخلافت بغداد میں عرض داشت مظہر اطاعت و فرمانبرداری روانہ کی اور یہ درخواست کی کہ رے سے ساوہ، قم، کاشان کی حکومت اس کو عطا ہو اور اصفہان، ہمدان، زنجان اور قزوین پر خلافت مآب کا قبضہ و دخل رہے۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمائی جس سے کوکجہ کے قوائے عمل بھی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

امیر ابوالہیجا والئ بیت المقدس کی معزولی: ۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابوالہیجا سمین کو جو امرائے ایوبیہ کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا والی تھا معزول کر دیا ابوالہیجا ملک شام کو خیرباد کہہ کر دار الخلافت بغداد میں حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی عزت افزائی کی

اور ایک لشکر مرتب فرما کر ہمدان کی روانگی کا حکم دیا۔ امیر ابوالہیجاء نے ہمدان میں پہنچ کر ازبک بن پہلوان امیر علم اور ططلمش سے ملاقات کی ان لوگوں نے دربار خلافت کی مجلس شوری سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن امیر ابوالہیجاء نے امیر علم کے ورغلانے سے ازبک اور ابن ططلمش کو گرفتار کر لیا۔ دربار خلافت سے امیر ابوالہیجاء پر ناراضگی اور ازبک و ابن ططلمش کی رہائی کا حکم صادر ہوا۔ ساتھ ہی رہائی پانے والوں کی تالیف قلوب کے لئے خلعتیں بھی آ گئیں لیکن ان سے ان لوگوں کے دل پھٹ چکے تھے اور انہوں نے بھی ابوالہیجاء کی رفاقت ترک کر دی۔ ابوالہیجاء کو خلافت مآب کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا ہمدان چھوڑ کر اپنے مولد قدیم اربل کا راستہ لیا اور قبل اس کے اربل تک پہنچتا اثنائے راہ میں جاں بحق ہو گیا۔

کوکجہ کا خاتمہ کوکجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد بلاد جبل میں قیام اختیار کیا اس کا رفیق ایغلمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد چھٹی صدی کے آخر میں ایغلمش نے اپنے خاص غلاموں کی ایک معقول جمعیت تیار کر لی اور کوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے باغی ہو گیا کوکجہ نے اس کی گوشمالی کی جانب توجہ کی مگر کامیاب نہ ہوا اثنائے جنگ میں مارا گیا۔ ایغلمش نے اس کے کل مقبوضہ بلاد پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن پہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر درحقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

سنجر کا جبال ترکستان پر حملہ ۶۰۲ھ میں طاشتکین امیر خوزستان نے وفات پائی خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ پر اس کے داماد سنجر کو متعین فرمایا ۶۰۴ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا قصد کیا یہ عظیم الشان پہاڑ قدرتی قلعان اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں یہاں کا والی ابوطاہر نامی ایک شخص تھا اس نے خلافت مآب کے خادم قشتمر کو پناہ دے دی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا عقد کر دیا تھا۔ قشتمر وزیر السلطنت کی چشم نمائی سے بد دل ہو کر جبال ترکستان چلا آیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوطاہر مر گیا اس وقت اہل ترکستان نے قشتمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہاں پر حکمرانی کرنے لگا رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلافت مآب نے سنجر والی خوزستان کو قشتمر پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سنجر نے لشکر آراستہ کر کے جبال ترکستان پر حملہ کیا۔ قشتمر نے یہ خبر پا کر کہلا بھیجا "علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں"۔ سنجر نے کچھ توجہ نہ کی قشتمر نے مجبوری اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ میدان قشتمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کر بھاگا اس سے قشتمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن دکلا والی فارس اور ایغلمش والی اصفہان رے وغیرہ سے خط و کتابت کر کے ان کو اپنا ہم آہنگ بنا لیا۔ چنانچہ ابن دکلا اور ایغلمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشتمر کے حامی و مددگار بن گئے۔ اس سے قشتمر کی حالت پہلے سے اچھی ہو گئی۔

وزیر نصیر الدین کی معزولی نصیر الدین ناصر مہدی علوی رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور رکن تھا جس وقت وزیر السلطنت مؤید الدین ابن قصاب نے رے پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دارالخلافت بغداد چلا آیا تھا خلافت مآب نے بہ اعزاز و قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ بعد چندے اس کو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کیا۔ نصیر الدین نے عہدۂ وزارت پا کر تمکنت کی کل اراکین دولت کو دبا لیا اور خلیفہ ناصر کے خدام کے ساتھ کج ادائی کرنے لگا۔ مظفر الدین سنقر معروف بہ وجہ السبع امیر حاج ۶۰۳ھ میں حج کرنے گیا جب بادیہ مقام مرجوم میں

[illegible] خلافت [illegible] سلطنت [illegible] خلافت مآب [illegible]

فخر الدین [illegible]

[illegible] خلافت مآب [illegible] فخر الدین [illegible]

[illegible] کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کیا۔

منکلی اور ایغلمش: امرائے پہلوانیہ میں سے ایغلمش کی دست درازی اور بالادستی بڑھ جانے اور اصفہان اور رے وغیرہ پر قابض و متصرف ہو جانے کی وجہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ ان علاقوں پر متصرف اور قابض ہو جانے سے ایغلمش کی قوت و عظمت بہت بڑھ گئی اور اس نے [illegible] کی طرف قدم بڑھایا۔ اس کے مقابل ازبک بن جہان پہلوان نے آگے بڑھ کر ان قبضوں کو کم کرنے کی کوشش کی۔ اسی اثنا میں امرائے پہلوانیہ سے ایک دوسرا امیر منکلی نامی بڑھ کر کھڑا ہوا اور عظمت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے ایغلمش سے بگڑ گیا۔ فوراً لڑائیاں چھڑ گئیں۔ ایغلمش کی بڑھتی ہوئی قوت کو جانے نہ دیکھ کر طاقت و اقتدار کی روشنی پھیل رہی تھی۔ منکلی نے ان کل صوبجات پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا جن پر ایغلمش قابض تھا۔ ایغلمش منکلی کا مقابلہ نہ کر سکا اور فوراً بغداد بھاگ گیا۔ خلیفہ ناصر نے بڑی دلداری سے ایغلمش کا استقبال کیا۔ [illegible] جگہ جگہ بھی اس کا تھا۔

ایغلمش کا قتل: منکلی کو ایغلمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے بیٹے محمد کو چند امراء کے ساتھ بطور وفد دربار خلافت بغداد روانہ کیا۔ اس وفد کے پہنچنے سے پیشتر خلیفہ ناصر نے ایغلمش کی امداد کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ دربار خلافت سے ایک فوج عنایت کی۔ ایغلمش دربار خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ میں سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوائی کے ملک میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلیمان کو کسی وجہ سے اس قوم کی سرداری سے معزول کر کے اس کے بھائی کو مقرر کر دیا تھا۔ سلیمان نے منکلی کو ایغلمش کے آنے کی خبر کر دی۔ منکلی نے ایک فوج ایغلمش کی گرفتاری کو متعین کی۔ اس فوج نے ایغلمش کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ لشکر منتشر و متفرق ہو گیا۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی۔ ازبک بن جہان پہلوان والیٔ آذربائیجان و اران نے منکلی کی سرکوبی کا قصد کیا۔ اس سے قبل خلافت مآب نے جلال الدین حسن والیٔ قلعہ جات الموت (یعنی ابو الحجاج) کو ترغیب دی۔ اعانت کی تاکید کی اور یہ تحریر فرمایا کہ کامیابی کے بعد بلاد جبل کو باہم تقسیم کر لینا۔ اس کے بعد بھی جب اس کو تسلی نہ ہوئی تو موصل، جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر فراہم کر کے اپنے غلام مظفر الدین وجہ السبع کو سپہ سالار بنا کر منکلی کی سرکوبی کو روانہ فرمایا اور مظفر الدین کوکبری بن زین الدین علی کوچک والیٔ اربل و شہرزور کو حکم دیا کہ ان لشکر کے منکلی کے مقابلہ پر جانے کو جمع ہوں اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں فراہم ہو جائیں تو تم ان تمام کے سپہ سالار ہو۔ سب سے پہلے۔

منکلی کا انجام: جس وقت یہ لشکر ہمدان کے قریب پہنچا منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا۔ کرج سے [illegible] شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو گھیر لیا۔ [illegible] ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا۔ ازبک کی فوج کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے پیچھے ہٹ کر بھاگ گیا۔ دوسرے روز منکلی پھر پہاڑ سے اتر آیا اور ایک فوج کو [illegible] کر کے لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے چاروں طرف سے جنگ چھیڑ دی۔ آخرکار منکلی شکست کھا کر بھاگا۔ سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ شاہی لشکر نے اس کے ملک اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جلال الدین والیٔ قلعہ جات الموت نے حسب قرارداد سابق منکلی کے مقبوضات کو حصہ رسد قبضہ کر لیا۔ باقی بلاد پر ازبک بن جہان پہلوان قابض و متصرف ہوا۔

فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئیں اور نکلی بعد شکست ہوا اور اس کا بیٹا محمد رزدوسے گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ جب سے اس مرکز خلافت کے بیان رت نامہ کے ساتھ وہ دارالخلافت بغداد میں پہنچا وہ بیداقہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۲ھ کا ہے۔

ولی عہد کا انتقال: خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن تھی خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور لڑکوں سے بہت زیادہ محبت تھی اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولی عہدی سے معزول کر کے اسی کو ولی عہد بنایا تھا لیکن بقضائے الٰہی ماہ ذیقعدہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا خلافت مآب کو اس کی وفات سے اس درجہ صدمہ و رنج ہوا کہ جس کا پایاں نہیں عام اور خواص کو بھی اس کی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور رنجیدہ ہوئے مرحوم نے وقت وفات دو لڑکے یادگار چھوڑے تھے ایک کا لقب مؤید تھا اور دوسرے کا موفق خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تستر (متعلقات خوزستان) کی طرف سند امارت عطا فرما کر روانہ کیا اور مؤید الدین نائب وزیر اور عزالدین کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے۔ بعد ازاں موفق تو نائب وزیر اور شرابی کے ربیع الاول ۶۱۳ھ میں بغداد واپس آیا اور مؤید تستر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ: قتل ابن المغلش نے بہ دستیاری و حکمت عملی بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس کی مدد اسماعیلیوں سے اس کے قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینے پر جم گئے تھے اس کے بعد ۶۱۳ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اس کو قتل کر ڈالا۔ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش باستثنائے سرحد ملک کوہ جو خراسان و ماوراء النہر پر مستولی ہو رہا تھا ان بلاد پر قبضہ ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ لشکر آراستہ کر کے ان پر فوج کشی کی اور ادھر اتابک سعد بن زنگی والی فارس کو بھی ابن المغلش کے قتل ہو جانے پر بلاد جبل کی طمع ہوئی فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا۔ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی۔ اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اس وقت تک اس کو خوارزم شاہی فتوحات اور آمد کی خبر نہ تھی مقام رے میں ایک دوسرے سے مقابلہ ہو گیا ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتابک کو شکست ہوئی خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں ساوہ کی جانب بڑھا ساوہ والوں پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قزوین زنجان ابہر اور ہمدان پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اہل ہمدان نے سر اطاعت جھکا دیا۔

خوارزم شاہی فوج کی پامالی: تب اصفہان کا رخ کیا اور اس پر بھی بلا جدال و قتال قابض و مستولی ہو کے قم اور کاشان کو بھی لے لیا۔ والی آذربائیجان اور اران نے بغیر کسی تردد کے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ جب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ دارالخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا اس نے پیام دیا تھا مگر دربار خلافت سے صاف انکاری جواب آیا تو خوارزم شاہ کو غصہ آ گیا دارالخلافت پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا چنانچہ ایک امیر کو علاوہ سند امارت عطا کر کے چودہ ہزار سواروں کی جمعیت سے بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد ایک دوسرے امیر کو بھی روانہ کیا چونکہ یہ لوگ ہمدان سے چلے اس قدر برف پڑی کہ تقریباً ساری فوج ہلاک ہو گئی جو باقی رہ گئے ان کو بنو برجم (ترکی) اور بنو ہکار (کردوں) نے لوٹ مار کر کے پامال کر دیا۔ معدودے چند جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ ہمدان پر طائسی کو مامور کر کے اپنا کل

شیروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دی تھا۔ [illegible] حکومت کا کام [illegible] تفویض کیا اور اپنے ملک [illegible] سے خلیفہ [illegible] کا خطبہ موقوف کر کے ۶۱۴ھ میں خراسان کی طرف [illegible] ہوا۔

بنی معروف کا اخراج: بنی معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے ان کا سردار معلّی نامی ایک شخص تھا۔ بطائح کے قریب غربی فرات میں یہ لوگ رہتے تھے جب ان کا ظلم فساد اور رہزنی حد سے تجاوز ہو گئی اور قافلے تباہ ہونے لگے تو شہروں کے باشندوں نے دربار خلافت میں شکایت کی اور دربار خلافت سے شریف سعد والی [illegible] ۶۱۶ھ میں ان لوگوں کی سرکوبی اور جلاوطن کرنے کا حکم دیا چنانچہ شریف سعد نے [illegible] بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور ان کو [illegible] قتل کر ڈالے [illegible] اور بقیہ [illegible] غرق کر دیے گئے [illegible] جلاوطن کر دیئے گئے [illegible] ۶۱۶ھ میں بغداد پہنچائے گئے۔

تاتاریوں کی یلغار: ۶۱۶ھ کی ابتدا میں یعنی ۶۱۶ھ میں ان ترکوں نے جو [illegible] کی جانب سے خروج کیا [illegible] چین کی حد کے پہاڑوں پر رہتے تھے [illegible] ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے ان کے بادشاہ کا نام چنگیز خان تھا [illegible] ترکوں نے [illegible] خوارزم شاہ سے جا ٹکرائے [illegible] بخارا [illegible] سمرقند [illegible] خوارزم شاہ [illegible] تاتاریوں کا ایک گروہ [illegible] خراسان [illegible] ہندوستان [illegible] ان کی [illegible] ظلم [illegible] ان کے ہاتھوں سے [illegible] اس وقت تک [illegible] نہ تھے۔

خوارزم شاہ کی وفات: خوارزم شاہ نے ان تاتاریوں سے شکست کھا کر طبرستان کے ایک جزیرہ میں جا کر پناہ لی اور وہیں ۶۱۷ھ میں اپنی سلطنت کے [illegible] خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی۔ چنگیز خان دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا آیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور [illegible] ان کے [illegible] ایک مدت تک ہندوستان میں قیام [illegible] بعد ازاں ۶۲۸ھ میں [illegible] سال [illegible] عیسائیوں [illegible] خوارزم شاہ کے حالات [illegible] بیان [illegible] واقعات کی تفصیل [illegible]۔

خلیفہ ناصر کا کردار: آخر ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں اپنی خلافت کے [illegible] خلیفہ ابوالعباس احمد ناصر الدین اللہ [illegible] وقت [illegible] ایک آنکھ [illegible]

[illegible] گئی تھی۔ [illegible] ان فتوحات [illegible] [illegible] [illegible] ان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو گئے [illegible] [illegible] اس قسم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible]

خلیفہ ناصر کی وفات: خلیفہ ناصر نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹے ابو نصر کی خلافت کی بیعت لے لی اور الظاہر بامر اللہ کا لقب دیا۔ پہلے [illegible] خلیفہ ناصر نے [illegible] ولی عہدی [illegible] طبیعت ان سے [illegible] چھوٹے بھائی ابو الحسن علی کی ولی عہدی کا اعلان کیا۔ اتفاق سے ۶۱۲ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تب خلیفہ ناصر نے [illegible] ابو نصر کو دوبارہ ولی عہد بنایا۔

ظاہر بامر اللہ کی بیعت خلافت: خلیفہ ظاہر نے تخت نشینی کے بعد عدل و انصاف سے اس قدر کام لیا کہ [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ۶۲۲ھ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

خلیفہ کا فرمان: [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

دل اپنی خواہش ہی کی طرف [illegible] آپ کی رائے کو [illegible] حق و باطل کو ملا جلا دیتے ہو اس سے کچھ [illegible] تمہاری رائے سے موافقت کی جاتی ہے [illegible] اس حقیقت کی تم [illegible] موافقت کیا اپنا اختیار کرتے ہوئے [illegible] حقیقتاً [illegible] مخالف اور سرکشی [illegible] خوف کو اپنی [illegible] باطل کو حق سے تبدیل کر دیا اور ایک ایسا [illegible] ہے جو تمہارے [illegible] اور اپنی [illegible] سے [illegible] انتقام لے گا [illegible] اپنی [illegible] حقوق سے [illegible] تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کو یہ مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرو اور ظلم سے [illegible] ظلم و ستم [illegible] اس سے [illegible] خائف [illegible] اطاعت کی [illegible] کر تم نے [illegible] اختیار [illegible] ہو جاؤ گا [illegible] اسلام"۔

باب: ۳۶

منصور بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

خلیفہ ظاہر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابوجعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت کی گئی اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا طریقہ اختیار کیا مگر اس کے عہد خلافت میں شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا خزانہ کم ہو کر تقریباً معدوم ہو گیا تھا صوبجات کے حصے بخرے ہو گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں دی نہیں جا سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دیئے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا حصہ کثیر موقوف اور تخفیف کر دیا گیا تھا۔ بے حد تغیرات وقوع میں آئے اسی کے زمانہ میں محمد بن یوسف بن ہود نے اندلس میں آخری زمانہ حکومت موحدین میں دعوت عباسیہ کا اعادہ کیا تھا یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا اسی کے آخری دور حکومت میں تاتاریوں نے بلاد روم کو غیاث الدین کیخسرو آخری بادشاہ بنی قلج ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اس کے بعد بلاد ارمینیہ کے تاخت و تاراج کرنے کو بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امان طلب کی انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اس کو مقرر کیا چنانچہ یہ ان کی ماتحتی و اطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا آگے چل کر ان کے حالات کے ضمن میں یہ واقعات تحریر کیے جائیں گے۔

خلیفہ مستنصر کی وفات خلیفہ مستنصر دارالخلافت بغداد اور اس کی بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا ہر چند کہ اس کے صوبجات اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کے دست برد اور قبضہ و تصرف سے نکل گئے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے اس نظام میں بھی خلل واقع ہوا تاتاریوں نے کل بلاد اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور گورنران صوبجات اسلامیہ اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کو زیر کر کے ان کی دولت اور حکومتوں کا نام صفحہ ہستی سے محو کر کے دارالخلافت بغداد کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے بڑھے آتے تھے کہ خلیفہ مستنصر کا ۶۴۰ھ میں اپنی خلافت کا سولھواں سال پورا کر کے انتقال کر گیا۔

خلیفہ مستعصم باللہ: اس کا بیٹا عبداللہ مسند خلافت پر متمکن ہوا اور المستعصم باللہ کا لقب اختیار کیا یہ فقیہ اور محدث تھا

مؤید الدین ابن علقمی رافضی اس کو وزیر بنا لیا تھا۔ اس کی نااہلیت سے دارالخلافہ بغداد میں شیعہ اہل سنت و جماعت حنابلہ اور دیگر اہل مذہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے۔ جب خلیفہ کا بیٹا ابوبکر شیعوں اور سنیوں کی لڑائیوں میں آ کے [illegible] ایک فساد برپا ہو جاتا تو کوئی تدبیر نہ ہوتی۔ [illegible] دولت کے لئے [illegible] حکومت و سلطنت کا رعب داب سب سے اٹھ گیا تھا۔ [illegible] خلیفہ مستعصم کی خود بہت تنگی سے بسر ہو رہی تھی اور ان کی تنخواہ تخفیف کر دیا گیا تھا۔ [illegible] کا محصول وصول کر لیتے تھے۔ [illegible] خلافت مآب کی [illegible] اتفاق سے ان ایام دارالخلافت بغداد میں آتش فساد مشتعل ہوئی [illegible] باہم دست و گریباں ہو گئے۔

وزیر ابن علقمی کی غداری شیعوں کا مسکن محلہ کرخ بغداد [illegible] میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممتاز رکن تھا۔ ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت پر ظلم و تعدی کی۔ خلیفہ مستعصم نے اپنے بیٹے ابوبکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی سرکوبی [illegible] اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں خلافت مآب نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ ابن علقمی کو یہ ناگوار گزرا۔ [illegible] موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ آخر اس نے خلافت کی فوج کے بہت بڑے حصے کو موقوف کر دیا اور خود خلافت مآب پر یہ ظاہر کیا کہ اب ہمیں تاتاریوں کے مقابلہ پر [illegible] اور علاوہ اس کے دارالخلافت بغداد میں [illegible] ۶۵۵ھ میں ہلاکو خان نے عراق پر چڑھائی کی [illegible] اصفہان [illegible] فتح کرتا ہوا [illegible] ۶۵۶ھ میں [illegible] ان علاقوں اور قلعوں کا [illegible] ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا [illegible] ابن علقمی نے ہلاکو کو دارالخلافہ بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔

تاتاریوں کا بغداد پر حملہ چنانچہ ہلاکو نے ملاحدہ سے فراغت کر کے بغداد کا قصد کیا [illegible] طرف سے بغداد پر [illegible] کی جانب سے آتے تھے جس وقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہنچا، ایبک دوادار مقابلہ پر آیا۔ پہلے حملہ میں تاتاری لشکر کو شکست ہوئی۔ تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا [illegible] بغداد کی جانب [illegible] تاتاریوں نے بغداد کا راستہ [illegible] بغداد کے [illegible] پانی [illegible] اسلامی فوج [illegible] کھول کر پانی چھوڑ دیا [illegible] قتل کر دئے گئے۔

خلیفہ مستعصم کا خاتمہ ہلاکو نے بغداد میں پہنچ کر [illegible] ابن علقمی [illegible] شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا [illegible] خلافت مآب سے [illegible] ہلاکو [illegible] بغداد [illegible] مستعصم [illegible] ہلاکو نے ان [illegible] اسی وقت قتل کر ڈالا۔

بعد ازاں خلیفہ مستعصم [illegible] نے بھی بیعت [illegible] مستعصم [illegible] ہلاک [illegible] ان [illegible] نے خلیفہ کی [illegible] لاش [illegible] سے [illegible] کے خون کا بدلہ [illegible] ہے۔

بغداد کی تباہی اور قتل عام: اس کے بعد [illegible] بغداد میں [illegible] قتل عام [illegible] قرآن [illegible] [illegible] قتل [illegible] [illegible] خلافت [illegible] [illegible] ہو گیا [illegible]

علمی ذخائر کی بربادی: [illegible] کتب [illegible] [illegible] [illegible]

ہلاکو کی فتوحات: [illegible] بغداد کے بعد ہلاکو [illegible] [illegible] شام [illegible] [illegible]

[illegible] خلافت [illegible] بغداد میں بنو عباس کے [illegible] [illegible] [illegible]

عجیب بات ہے کہ [illegible] خلافت کی مدت [illegible] مستعصم [illegible] بغداد میں ختم ہوئی۔

واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین

شجرۂ دودمانِ خلفائے عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی

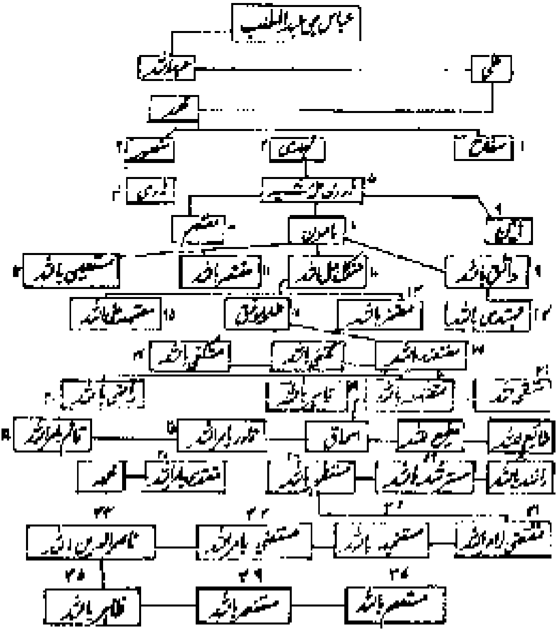
عباس بن عبد المطلب
علی
عبد اللہ
محمد
١ سفاح
٣ مہدی
٢ منصور
٥ ہارون رشید
٤ ہادی
٦ امین
٧ مامون
٨ معتصم
٩ واثق باللہ
١٠ متوکل علی اللہ
١١ منتصر باللہ
١٢ مستعین باللہ
١٤ مہتدی باللہ
١٣ معتز باللہ
موفق
١٥ معتمد علی اللہ
١٦ معتضد باللہ
١٧ مکتفی باللہ
٢١ متقی للہ
١٨ مقتدر باللہ
١٩ قاہر باللہ
٢٠ راضی باللہ
طائع للہ
٢٣ مطیع للہ
اسحاق
٢٥ قادر باللہ
٢٦ قائم بامر اللہ
راشد باللہ
٢٩ مسترشد باللہ
٢٨ مستظہر باللہ
٢٧ مقتدی بامر اللہ
محمد
٣١ مقتفی لامر اللہ
٣٢ مستنجد باللہ
٣٣ مستضیء بامر اللہ
٣٤ ناصر الدین اللہ
٣٧ مستعصم باللہ
٣٦ مستنصر باللہ
٣٥ ظاہر باللہ

[illegible]

احمد بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

خلافت عباسیہ مصر: جس وقت خلیفہ مستعصم تاتاریوں کے ظلم وستم کا شکار ہو گیا اور تاتاریوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا اس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہو گئی شیرازہ خلافت درہم برہم ہو گیا۔ خاندان خلافت کے ارکان کلمرائے خلافت سے نکل کر ادھر ادھر بھاگ گئے ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے مصر میں جا کر دم لیا وہ کون تھا؟ احمد بن خلیفہ ظاہر شہید خلیفہ مستعصم کا چچا مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی اس وقت مصر کی زمام حکومت الملک الظاہر کے قبضہ اقتدار میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر و شام میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر پا کر کہ خاندان خلافت کا ایک نامور رکن احمد نامی حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے۔ جوش و تزک سے اٹھ کھڑا ہوا۔ امراء دولت ساتھ تھے۔ تشریف آوری کی خوشی میں شہر کو آراستہ کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

تخت نشینی: احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ جبل میں دربار عام کیا ارکین دولت، روساء ملک، علماء حسب مراتب حاضر ہوئے قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا اسے ان عربوں کی شہادت سے جو احمد کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا۔ اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کا عمل کیا گیا پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی۔ بعد ازاں حاضرین دربار یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے کمال خوشی ومسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کا موقع دیا گیا اور "مستنصر باللہ" کا مبارک لقب حاصل ہوا۔ منبروں پر احمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا اور گشتی فرمان الملک الظاہر کے ممالک محروسہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے زمام حکومت الملک الظاہر کے ہاتھ میں دی اور اپنی جانب سے ایک توقیع لکھ کر عنایت فرمائی۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا اراکین دولت، مشیران سلطنت، امراء، علماء، ملت حاضر ہوئے الملک الظاہر نے خلافت مآب کی توقیع کو پڑھا لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے سلطان الملک الظاہر نے حسب خاطر اس جدید خلیفہ کے لئے ارباب مناصب اتابک استادار شرابدار حاجب اور کاتب وغیرہ متعین فرمائے۔ نیز خلیفہ کے آرام کی تمام اشیاء مہیا کیں۔ خیمے فرش لوازم اور طرح طرح کے اسباب وسامان آرائش فراہم کئے بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ صرف کئے تھے۔

خلیفہ مستنصر باللہ اور تاتاریوں میں جنگ: چند دن بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے بلاد عراق پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بنفس نفیس اس مہم پر جانے کی تیاری کی۔ اتنے میں صالح بن لولو والی موصل یہاں آ پہنچا۔ اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا تھا۔ الملک

الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس دلا دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ جب خلیفہ مع سامان کے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے روانہ ہوا۔ الملک الظاہر بھی مشایعت کی غرض سے شہر سے باہر آیا اور آخر کار الظاہر بھی ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہنچا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے اپنے امیروں سے دو امیر بعرض امداد ان کے ساتھ روانہ کیے اور یہ حکم دیا کہ ان کی معیت میں فرات تک جانا۔ تاتاریوں کو یہاں کی خبر لگ گئی تو فوجیں مرتب کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے۔ دونوں گروہوں میں ایک مقام پر مڈبھیڑ ہوئی۔ تاتاریوں نے اپنے پُرزور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو ایسا گھبرا دیا کہ دبنے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی سب کے سب میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے خلیفہ احمد بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔ تاتاری لشکر اس مہم سے فارغ ہو کر موصل کی جانب بڑھا۔ سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر بزور تیغ مفتوح کر لیا اور قتل و غارت گری کرتا ہوا موصل میں گھس پڑا۔ صالح غریب بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

احمد بن ابو علی حسن حاکم بامر اللہ ۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

خلیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندان خلافت کے ایک دوسرے فرد کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی ادا کرنے کا اہل ہو۔ آیندہ و روندہ سے استفسار کر رہا تھا کہ دفعتاً بغداد سے ایک شخص مصر میں وارد ہوا جو اپنے کو الراشد بن مسترشد کی طرف منسوب کرتا تھا۔ صاحب جہاں آرا اپنی تاریخ میں نسابہ مصریہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابو علی بن امیر حسن بن راشد تھا اور علامہ سیوطی ان کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے امام ابوبکر کا۔ ابوبکر بیٹا علی کا، علی بیٹا احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ انتہیٰ کلام صاحب مساق۔

احمد کے آباء میں مابین اس کے اور خلیفہ راشد و مسترشد کے کوئی اور شخص خلیفہ نہیں ہوا۔ الغرض الملک الظاہر نے اس کے ہاتھ پر خلافت اسلامیہ کی بیعت کی اور "الحاکم بامر اللہ" کا لقب دیا اس نے اپنی طرف سے امور خاصہ اور عامہ کے سفید و سیاہ کا اختیار الملک الظاہر کو مرحمت کیا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا سکہ پر اس کا نام مسکوک کیا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت میں بیبرس الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا۔ بعد اس کے صالح قلاوون اور اس کے بیٹے اشرف کا دور حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال میں برج میں ٹھہرا رہا۔ پھر الملک الناصر محمد بن قلاوون کا دور دورہ ہوا۔ اسی کے عہد حکمرانی کے زمانہ میں خلیفہ حاکم نے ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔

سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ ۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ

حاکم کا جانشین اس کا بیٹا ابو الربیع سلیمان ہوا۔ اور "المستکفی باللہ" کا لقب اختیار کیا۔ بدستور قدیم اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا۔ ۷۰۲ھ میں خلیفہ سلیمان الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے کو نکلا۔ ۷۳۶ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے سوء ظنی پیدا ہوئی گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا ایک برس تک کسی سے

سے چلے جاؤ۔ یہ سن کر خلیفہ کو بڑا غصہ آیا، دونوں سے چلتے چلتے ان کی اہانت ہوئی۔ بعد چندے محمد تشیولی نے ترقی کی۔ اس پر سلطان الناصر نے خلیفہ مستکفی کو ۷۳۷ھ میں قوص کی طرف جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں وہ ۵ برس بعد ۷۴۰ھ میں قبل وفات الملک الناصر مستکفی مر گیا۔

ابراہیم بن واثق باللہ ۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ

مستکفی نے خلافت سے پہلے اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ وفات کے بعد مستکفی احمد کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد "الحاکم بامر اللہ" کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولی عہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا۔ بعد اس کے مستکفی کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور "الواثق باللہ" کا لقب دیا۔

احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی ۷۴۱ھ تا ۷۵۳ھ

اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہو گیا تو امرائے سلطنت نے الملک الناصر کی اس تجویز کو فسخ کر کے واثق کو خلافت سے معزول کیا اور احمد کی خلافت کی بیعت کی اور "الحاکم بامر اللہ" کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ واثق نے ۷۴۲ھ میں اور ۷۵۳ھ میں اس نے بھی وفات پائی۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۶۳ھ تا ۷۸۵ھ

تب اس کا بھائی ابوبکر خلیفہ بنایا گیا اور "المعتضد باللہ" کے لقب سے ملقب ہو کر دس برس خلافت کر کے ۷۶۳ھ میں رحلت پائی۔ اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر سرفراز کیا گیا اور "المتوکل علی اللہ" کا لقب دیا گیا۔ ۷۷۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کو روانہ ہوا۔ ترکوں نے بدعہدی کی۔ بغاوت اور مخالفت کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوراً سلطان اشرف مصر واپس آیا۔ امرائے ترک نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور بیعت خلافت کے بیعت کرنے کو طلب کیا۔ خلیفہ متوکل نے انکار کیا اور جواب دیا۔ ایک شخص نے جو امرائے ترک سے تھا، اس وقت تو حکومت و سلطنت پر مستولی ہو گیا تھا۔ ۷۷۹ھ میں ایبک کے تخت جاہ کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہوئی تھی، خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کیا۔ پانچ ماہ بعد ارکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر متمکن کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد پیش آیا قرطائی مصر کا ایک سردار تھا، خلیفہ کی سازش سے ۷۸۵ھ میں الملک الظاہر برقوق کے مقابلہ پر آیا۔ سلطان الملک الظاہر سے پہلے قرطائی نے خلیفہ متوکل کی سازش سے بغاوت اور سرکشی کی۔ الملک الظاہر نے مستعجل ہو کر سب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

محمد بن ابراہیم واثق باللہ ۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ و زکریا بن ابراہیم ۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

بجائے اس کے عمر بن ابراہیم الواثق کو منصب خلافت پر مامور کیا "الواثق باللہ" کا لقب دیا تقریباً تین برس زندہ رہ کر ۷۸۸ھ میں واثق نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو مسند خلافت پر متمکن کیا جس کو بلبغا ترکی نے مسند خلافت پر بٹھایا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ

اس کے بعد ۷۹۱ھ میں بلبغا ناصری نے اپنی طلب سے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور جماعت جیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے باہر کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کیا اور پہلے سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان دو قوتوں کے سلسلے میں بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کا ہم کامل طور سے ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو منجملہ ان مقاصد کی رسم خلافت کے قائم کرنے والے تھے۔ بے شک اس مقام پر خلفاء کے حالات کے لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے اور ان اخبار کو جو دولت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے نظر انداز کر دیا ہے

منصب خلافت: یہ خلفاء منصب خلافت پر رسم خلافت کے پورا کرنے کے فرض منصبی کی بہ طریق شریعت ادائی و ارکان خاندان وغیرہ کو خطاب دینے کے لئے ہوتے تھے اور بعض کمال ایمان اور فرط محبت بغرض اتباع شروط و امامت یہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ ملوک ہند کیا جس قدر بلاد بنگلہ میں اسلامی سلاطین تھے وہ برابر ان کی خلافت اور نیز ان سے جو پیشتر گزر چکے تھے خطابات اور سندات حکومت حاصل کیا کرتے تھے یہ سندات ملوک بنی تغلق وغیرہ کے ذریعہ توسط سے جو مصر میں تھے پیشوا ہوا کرتے تھے اور درخواستیں خلافت مآب کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے تھے خلعت سند حکومت اور خطابات وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ ملوک ان امراء کی جو منصب خلافت کے قائم رکھنے والے تھے امداد بھی کیا کرتے

بمن اللہ و لطفہ

شجرہ انساب خلفاء عباسیہ جنہوں نے خلافت بغداد کے بعد مصر میں خلافت کی

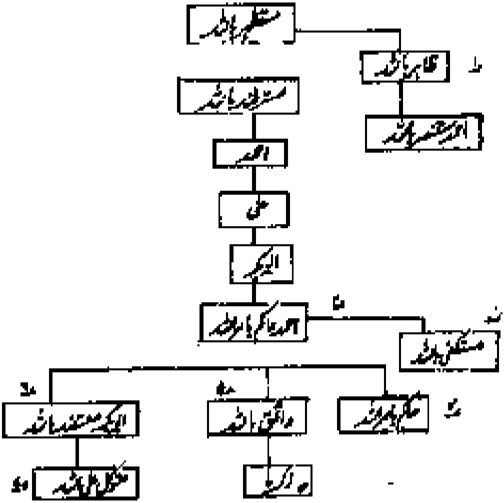
مستظہر باللہ
ظاہر باللہ
احمد مستنصر باللہ
مسترشد باللہ
الحسن
علی
ابوبکر
احمد حاکم بامراللہ
مستکفی باللہ
ابوبکر معتضد باللہ
واثق باللہ
حاکم بامراللہ
متوکل علی اللہ
ابو زکریا

---

[1] خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی کی خلافت کی مصر میں بیعت کی گئی۔

[2] اس کو ایبک نے منصب خلافت پر منصوب کیا تھا جو چند روز بعد معزول کیا گیا اس وجہ سے اس پر نمبر نہیں لگایا گیا۔